فضائل و مسائلِ حج و زیارت

الحافظ القاری

مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ

اور حج اور عمرہ اللہ کیلئے پورا کرو

مؤلف :

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور

042-7313885

نام کتاب	——	فضائل مسائل حج وزیارت
مؤلف	——	مفتی غلام حسن قادری
پروف ریڈنگ	——	الحاج قاری محمد اصغر نورانی
کمپوزنگ	——	وارڈز میکر
اشاعت اوّل	——	اکتوبر ۲۰۱۰ء
صفحات	——	۳۲۰
اہتمام	——	سیّد محمد شجاعت رسول قادری
مطبع	——	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپیوٹر کوڈ	——	1N-126
قیمت	——	250 روپے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

داتا گنج بخش روڈ لاہور فون 37313885-37070663

Email_noorlarizvia@hotmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللّٰھم
صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ
وصحبہ و بارک وسلم
مولای صل وسلم دائما ابدا
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم
محمد سید الکونین والثقلین
والفریقین من عرب و من عجم
نوریہ رضویہ
پبلی کیشنز

ترتیب

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

السلام نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور (جانب مزدلفہ) روانہ ہوئے۔ (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اس اعزاز کو اپنے لیے بڑا شرف سمجھ کر بیان فرمایا کرتے تھے)

(مسند احمد ج 5 صفحہ 205)

خیال رہے! حجاج کرام کو سورج عرفات میں ہی غروب کرنا چاہیے اور پہلے ہی بھاگ کر بسوں میں نہیں بیٹھ جانا چاہیے کیونکہ یہ وقت نزول رحمت اور بخشش و مغفرت اور قبول دعا کا ہے اس سے محرومی مناسب نہیں ہے۔ حضرت مجاہد (مشہور تابعی) صحابہ کرام اور تابعین سے نقل فرماتے ہیں

کانوا یرون ان المغفرۃ تنزل عند دفعۃ الامام یوم عرفۃ

(سنن سعید بن منصور)

کہ وہ حضرات اس وقت کو بخشش کا وقت سمجھتے تھے۔ حضور علیہ السلام خود بھی اپنی سواری کی نکیل کو خوب کھینچ کر مزدلفہ کی طرف آہستہ آہستہ چل رہے تھے اور لوگوں کو (جو سواریاں دوڑا رہے تھے) فرما رہے تھے۔

السکینہ' السکینہ 'السکینہ' آرام' سکون' وقار سے چلو

(مسند احمد ج 5 صفحہ 208)

علیکم بالسکینہ فان البر لیس بالایضاع (بخاری' کتاب الحج)

سکون سے چلو سواری کو دوڑانا کوئی نیکی نہیں۔

ایک موقع پہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منادی سے اعلان کرایا

لیس البر بایضاع الخیل ولا الرکاب۔ (مسند احمد ج 1 صفحہ 251)

سواریوں اور گھوڑوں کو دوڑانا کوئی نیکی نہیں۔

حضور علیہ السلام منیٰ سے عرفات کی طرف "ضب" کی طرف راستے سے تشریف لے گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عرفات سے مزدلفہ کی طرف جانے کے لئے "مازمین" کا راستہ اپنایا جو مزدلفہ و عرفات کے درمیان دو پہاڑوں کا نام ہے اور آج کل ان کو اخشبین کہتے ہیں

(الافصاح صفحہ 271)

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ احرام باندھنے سے لے کر جمرہ عقبہ کی رمی تک حضور علیہ السلام مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے۔ اسی طرح عرفات سے واپس مزدلفہ تک اور مزدلفہ میں بھی حضور علیہ السلام کا یہ معمول مبارک جاری رہا۔ مزدلفہ میں ''شعب اذخرؒ'' کے پاس اتر کر آپ (ﷺ) نے بول فرمایا زمزم شریف سے ہاتھ وغیرہ دھوئے اور فرمایا نماز مغرب آگے جا کر ادا کریں گے۔ (بخاری کتاب الحج، مواہب ج 11 صفحہ 413)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اس مقام سے گزرتے تو اس جگہ رک کر اسی طرح کرتے اور اس عمل کو بہت پسند کرتے کیونکہ حضور علیہ السلام ایسا ہی کرتے تھے۔ قافلے والے بھی سواریاں روک لیتے اور سمجھتے کہ شاید نماز مغرب ادا کرنے لگے ہیں آپ (رضی اللہ عنہ) کے خادم نے بتایا نہیں بلکہ حضور علیہ السلام نے اس مقام پہ اتر کر قضائے حاجت وغیرہ کی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اس ادائے دلنواز کا لطف لے رہے ہیں۔ (مسند احمد صفحہ 31 ج2)

بخاری شریف کتاب الحج میں ہے فیدخل فینفض ویتوضا۔

قضائے حاجت کے بعد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) استنجا کرتے اور وضو فرماتے۔

تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

مزدلفہ میں وقوف کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا

وقفت بها هنا ومزدلفة كلها موقف (بخاری، مسلم)

مزدلفہ سارا (سوائے وادی محسر کے) ٹھہرنے کی جگہ ہے لیکن میں یہاں ٹھہر رہا ہوں

عرفات و مزدلفہ میں نمازوں کا جمع کرنا

☆ عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: كان رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم يصلی الصلوٰة لوقتها الا بجمع وعرفات۔ (نسائی صفحہ 36 ج2)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازیں ان کے وقتوں پر ادا فرماتے مگر مزدلفہ میں (مغرب، عشاء) اور عرفات میں (ظہر

عصر کو) جمع فرماتے۔

☆ عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما قال: ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی المغرب والعشاء بالمزدلفہ جمعیا' لم ینادفی واحدۃ منھا الا باقامۃ ولم یسبح بینھما ولا علی اثر واحدۃ منھما۔(شرح معانی الآثار صفحہ410ج1)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں' ان میں سے ایک نماز کے لئے اذان نہیں پڑھی مگر اقامت دونوں کے لئے پڑھی گئی دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی اور نہ ان کے بعد۔

ایک معمہ اور اس کا حل

سوال: وہ کون سی جگہ ہے کہ جہاں نفل کی وجہ سے فرض کو چھوڑنا پڑتا ہے؟

جواب: وہ میدان عرفات ہے کہ جہاں نفل یعنی دعاؤں کی وجہ سے عصر کے وقت کو جو کہ فرض ہے(ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابًا موقوتا) چھوڑ دیا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ جمع صلوٰتین حج کی وجہ سے ہے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے ہاں سفر کی وجہ سے ہے مذہب احناف کے قوی ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ خود مکہ والے جو کہ مسافر نہیں ہوتے وہ بھی جمع صلوٰتین کرتے ہیں بلکہ خود امام حج بھی حالانکہ مکہ میں رہتا ہے مگر نمازوں کو جمع کرتا ہے۔

چنانچہ حضور علیہ السلام نے وضو فرمایا اور اولاً نماز مغرب کی تین رکعت اور ثانیا نماز عشاء کی دو رکعت (قصر) ادا کیں۔(بخاری ومسلم' کتاب الحج)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مزدلفہ پہنچے تو آپ نے اذان کہلوائی پھر نماز مغرب ادا کی پھر اس کے بعد دو رکعات (سنت) پڑھیں پھر کھانا منگوایا تناول فرمایا پھر ایک شخص نے آذان واقامت کہی اور نماز عشا ادا کی گئی۔(بخاری کتاب الحج)

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حجاج کرام سنن موکدہ ترک نہ کریں یعنی ظہر کی

دیباچہ

حج وعمرہ اورزیارت حرمین شریفین کے موضوع پر یہ مختصر مگر جامع کتاب میری اپنی یاداشتوں اوراس بابرکت عنوان کے تحت میری ذاتی مرغوبات پر مشتمل ہے جس کو میں نے سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 96'97 کے سرنامۂ قرآنی کے تحت ترتیب دیا ہے اس میں فضائل ومسائل حج وزیارت کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ نبی اکرم' نورمجسم شفیع معظم' رحمت عالم ﷺ کے حجۃ الوداع کا تذکرہ بڑے ہی محبت بھرے انداز میں باحوالہ کیا گیا ہے اسی کے ضمن میں خطبہ حجۃ الوداع جو اہل اسلام بلکہ اقوام عالم کی ترقی وبقا کا کل بھی ضامن تھا اور آج بھی ضامن ہے اس خطبہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کو اصل عربی اور اُردو ترجمہ نظم و نثر میں شامل کیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے راہنمائی حاصل کرسکیں علاوہ ازیں علمی وتحقیقی نکات' احادیث مبارکہ سفرحج کے موضوع پہ بزرگانِ دین کے خوبصورت واقعات سے بھی کتاب کو مزین کیا گیا ہے بڑے ہی ایمان افروز اورعشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے اشعار سے اپنے ذوق کی تسکین کا سامان کیا گیا ہے اورکتاب کا آخری باب حج کی دعاؤں پہ مشتمل ہے۔

چار سنتیں ادا کر کے ظہر و عصر کے فرض ادا کریں اور ظہر کے بعد والی دو سنتیں بھی پڑھیں اس طرح مغرب کے بعد والی سنتیں بھی۔ (کتاب الایضاح صفحہ 275)

نماز عشاء ادا کرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے آرام فرمایا حتی مطلع الفجر یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔ (مسلم، کتاب الحج)

سحری کے وقت حضور علیہ السلام نے کمزور، عاجز اور ضعیف خواتین کو طلوع فجر سے پہلے منیٰ جانے کی اجازت عطا فرما دی اور انہیں نصیحت فرمائی کہ طلوع آفتاب سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کرنے سے رکے رہیں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی ان خواتین میں شامل تھیں جن کو حضور علیہ السلام نے رش سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ جانے کی اجازت دے دی اور اس قافلے کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا

(بخاری کتاب الحج، مسند احمد ج 1 صفحہ 344 مسلم کتاب الحج، طحاوی)

کیونکہ اگلے دن حضور علیہ السلام کو بہت مصروفیت تھی مثلاً رمی، قربانی وغیرہ اس لیے آپ ﷺ نے نوافل وغیرہ کی ادائیگی اور رات کا قیام جو آپ کو بہت محبوب تھا ترک فرما دیا اور اس لیے بھی تاکہ لوگ اس رات کی عبادت کو سنت موکدہ سمجھ کر دشواری میں مبتلا نہ ہو جائیں (حجۃ اللہ البالغہ)

میدان مزدلفہ میں نبی اکرم ﷺ نے اپنے معمول سے ہٹ کر نماز فجر ابتدائی وقت میں اذان و اقامت کے ساتھ ادا فرمائی۔ (بخاری کتاب الحج، مسلم کتاب الحج)

ایک شخص نے مسئلہ پوچھا

نماز کے بعد ایک شخص (عروہ بن مفرس رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ میں "جبل طی" سے لمبا سفر کر کے حاضر ہوا ہوں، ہر پہاڑ پہ وقوف کیا ہے، میری سواری تھک گئی ہے کیا میرا حج ہو گیا ہے آپ (ﷺ) نے فرمایا

من شهد معنا هذه الصلاة بجمع ووقف معنا حتى يفيض منه وقد افاض قبل ذلك من عرفات ليلا اونهارا فقدا فاض ثم حجه وقضى تفثه (ابوداؤد کتاب المناسک)

جو ہمارے ساتھ نماز فجر میں مزدلفہ کے اندر شریک ہو گیا اور واپس جانے تک ہمارے ساتھ ٹھہرا رہا اور قبل ازیں وہ رات کو یا دن کو وقوف عرفہ کر چکا اس کا حج ہو گیا۔

ابلیس کا واویلا

اسی صبح حضور علیہ السلام کی امت کے حق میں باقی ماندہ دعا بھی قبول فرمالی گئی جس کو عرفات میں موقوف رکھا گیا تھا۔ حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور تبسم فرمایا حضرت ابوبکر وعمر عنہما نے عرض کیا: ہمارے والدین آپ پہ قربان آپ ہمیشہ مسکراتے رہیں آج اس مقام پہ اس قدر تبسم کی کیا وجہ ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرما کر میری امت کو بخش دیا ہے اور شیطان سر میں خاک ڈال کر چیخ و پکار کر رہا ہے ویدعو بالویل والثبور فاضحکنی ما رایت من جزعه (ابوداؤد، ابن ماجہ) اور ہلاکت وتباہی کو پکار رہا ہے پس اس کی اس جزع فزع نے مجھے ہنسا دیا۔

امام ابن جوزی کا اس روایت کو موضوعات میں شامل کرنا اس کو نا قابل استدلال نہیں بناتا کیونکہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس پر باقاعدہ ایک مستقل رسالہ لکھا ہے (قوۃ الحجاج فی عموم المغفرۃ للحجاج) جس میں انہوں نے اس روایت کو قابل استدلال ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس میں ضعف ہو سکتا ہے جو تعدد طرق سے جاتا رہا۔

(المواہب اللدنیہ ج 11 صفحہ 417)

قرآن مجید کے حکم کے مطابق فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام کہ جب تم عرفات سے واپس لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ حضور علیہ السلام نے اس مقام پہ تلبیہ پڑھا۔ (مسلم کتاب الحج)

یاد رہے: مشعر حرام مزدلفہ کے پہاڑوں میں سے جبل قزح نامی ایک پہاڑ ہے اس مقام پر حضور علیہ السلام اپنی اونٹنی قصواء پہ سوار ہو کر تشریف لے گئے اور قبلہ رخ ہو کر کافی دیر ذکر الٰہی اور دعا میں مصروف رہے اور جب صبح خوب روشن ہو گئی تو سورج طلوع ہونے سے پہلے آپ یہاں (مزدلفہ) سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اس روانگی میں آپ (ﷺ) کے

حصہ اوّل

فضائل حج وزیارت

پیچھے سواری پہ بیٹھنے کا اعزاز حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو حاصل ہوا۔

(مسند احمد ج 1 صفحہ 232)

مزدلفہ سے روانگی کا وقت یہی (طلوع آفتاب سے پہلے کا) ہے لیکن کمزور ضعیف لوگوں کو اس سے پہلے جانے کی بھی اجازت ہے چونکہ مشرکین عرفات سے مزدلفہ کی طرف سورج غروب ہونے سے پہلے اور مزدلفہ سے سورج طلوع ہونے کے بعد منیٰ کو روانہ ہوتے تھے اس لیے حضور علیہ السلام نے ان دونوں روانگیوں میں ان کی مخالفت کا حکم دیا۔

(السنن الکبریٰ ج 5 صفحہ 125)

اسی میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے (اس جگہ پہ شیطان کی چیخ و پکار یا اصحاب فیل کے ہاتھیوں کا تھک کر عاجز ہو جانے کی وجہ سے) وادی محسر میں سواری کو تیز چلایا اور ضرب بھی لگائی حتی جاوز الوادی یہاں تک کہ وادی محسر کو عبور کر لیا۔ (ایضاً صفحہ 126 عن علی رضی اللہ عنہ)

یہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فرمایا کہ لوبیا کے دانے کے برابر کنکریاں چن لو تا کہ رمی کی جا سکے اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم میرے لیے کنکریوں کا انتظام کرو چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں لے کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا! بس اس طرح کی کنکریاں ہونی چاہیں اور اس بارے میں مبالغہ وغلو سے بچنے کا حکم دیا (کہ بڑے بڑے پتھر نہ مارے جائیں تا کہ کسی کو نقصان نہ پہنچے) (السنن الکبریٰ ج 1 صفحہ 127)

راستے میں ایک خاتون نے اپنے ضعیف باپ کی طرف سے حج کرنے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا! ہاں اپنے باپ کی طرف سے تو حج کر سکتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک مرد نے عرض کیا میری ماں بہت بوڑھی ہو چکی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ فرمایا! اگر اس پر کسی کا قرض ہو تو تم ادا کر سکتے ہو یا نہیں؟ عرض کیا! ضرور ادا کروں گا فرمایا! اللہ کا حق اس سے زیادہ ادائیگی کا حق دار ہے اس لیے تم اپنی ماں کی طرف سے حج کر سکتے ہو (نسائی)

میدان منیٰ میں کنکریاں مارنے کا عمل

آسمانِ دنیا کا سورج طلوع ہوا اور آفتاب نبوت و رسالت کی منیٰ میں جلوہ گری ہوئی

آپ (ﷺ) درمیانے راستے سے سیدھے جمرہ عقبہ کے پاس گئے اور سات کنکر مارے اور ہر کنکر پہ تکبیر کہی۔ (مسلم، کتاب الحج)

حضور علیہ السلام نے یہ رمی چاشت کے وقت فرمائی اور سواری پہ سوار ہو کر فرمائی اس طرح کہ بیت اللہ شریف آپ کی بائیں طرف اور منیٰ دائیں طرف تھا اس موقع پر آپ یہ بھی فرمارہے تھے

لا یقتل بعضکم بعضا اذا رمیتم الجمرۃ فارموہ بمثل حصی الخذف.

(ابوداؤد، کتاب المناسک)

ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، جب رمی کرو تو لوبیا کے دانے برابر کنکریاں مارو۔

عرفات و مزدلفہ میں تو دیگر اذکار وادعیہ کے ساتھ تلبیہ بھی جاری رہا مگر جمرہ عقبہ پر پہلی کنکری پھینکتے ہی تلبیہ ختم کر دیا اور تکبیر پڑھنی شروع فرمادی۔

قربانی کا منظر

جمرہ عقبیٰ کی رمی سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام قربان گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا: ھذا المنحر ومنیٰ کلھا منحر (مسند احمد ج 1 صفحہ 75) یہ قربانی کی جگہ ہے اور منیٰ سارا قربانی کی جگہ ہے۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی قربان گاہ آپ ﷺ کی قیام گاہ کے پاس ہی تھی یعنی مسجد خیف کے قریب۔

(مرقاۃ ج 5 صفحہ 444)

نبی اکرم علیہ السلام نے اس مقام پہ تریسٹھ اونٹ اپنے مبارک ہاتھوں سے ذبح فرمائے جو آپ خود مدینہ شریف سے اپنے ساتھ لائے تھے اور سینتیس اونٹ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے جو انہوں نے ذبح کیے (مسلم، کتاب الحج)

حدیث میں ہے: فطفقن یزدلفن الیہ بایتھن یبدأ ۔ (صحاح ستہ، مشکوٰۃ)

اونٹ (بھاگنے کی بجائے) حضور علیہ السلام کی طرف بڑھ رہے تھے اور ان میں سے ہر ایک چاہ رہا ہے کہ پہلے میں حضور علیہ السلام کے ہاتھوں سے ذبح ہونے کی سعادت حاصل کروں کسی اہل محبت نے کیا خوب کہا

خطبۃ الکتاب

الحمد للّٰہ الذی فرض الحجۃ، واوضح المحجۃ، والصلٰوۃ والسلام علی نبیہ اقام الحجۃ، فقوم اقوام معوجۃ، و علی الہ و صحبہ الذین اظہر وازقاق الدین و فجۃ حتّٰی وقعت بالسنوات من لجۃ، مدائحھم رجۃٗ واشھد ان لاالٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما تلاطم الامواج فی لجۃ.

حمدا لمن انزل فرض الحج ودلنا علی سوی النھج

ثم صلاۃ اللّٰہ والسلام علی نبی دینہ الاسلام

محمد والہ الکرام وصحبہ الافاضل الاعلام

ھذی اتت ارجوزۃ للمناسک تنفح فی معرفۃ المناسک

مؤملا من ربی القبولا بہ انال الفوز والما مولا

من عندہ التو فیق للصواب ونحوہ المرجع فی الماب

اما بعد: فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی فی القرآن المجید والفرقان الحمید والبرھان الرشید.

[1] ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکًا وھدی للعٰلمین فیہ ایات بینات مقام ابراھیم ومن دخلہ کان امنا وللّٰہ علی الناس

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف

بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

کہ جنگل کے تمام ہرن اپنا سر (جان) ہتھیلی پہ رکھ کر نکل آئے ہیں اس امید پر کہ ہم (محبوب) شکاری کے تیر کا نشانہ بن جائیں شاید اسی کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے کیا ہو۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف

تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

کاش کہ اس امت کے اندر بھی یہ جذبہ اطاعت و محبت پیدا ہو جائے حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ قربانی کا گوشت' چمڑا اور لان وغیرہ تو صدقہ کر دو اور کسی کو ان میں سے بطور اجرت کچھ نہ دو۔ (بخاری' کتاب الحج)

امہات المومنین جو اس سفر سعادت میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھیں ان کی طرف سے بھی علیحدہ ایک ایک گائے ذبح کی گئی۔ (نسائی)

روایات میں ہے کہ ہر قربانی میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر اس کو پکایا گیا جس میں سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود بھی کھایا شوربا نوش فرمایا اور لوگوں نے بھی کھایا اور صحابہ کرام کو حضور علیہ السلام نے کھانے اور جمع کرنے کی بھی اجازت فرمائی کہ مدینہ جانے تک یہ گوشت استعمال کرتے رہو (مسند احمد ج 1 صفحہ 260' صفحہ 314)

تقسیم تبرک

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حلق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی حجتہ (بخاری کتاب الحج)

حضور علیہ السلام نے (اس) اپنے حج میں سر اقدس کے بالوں کو استرے کے ساتھ منڈوایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ بال ان کو عطا فرماتے ہوئے فرمایا: اقسمہ بین الناس (بخاری و مسلم)

میرے یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دو (تا کہ قیامت تک لوگ ان کو محفوظ رکھیں اور ان

حج البیت من استطاع الیه سبیلا ومن کفر فان اللّٰہ غنی عن العٰلمین (آل عمران: 96، 97)

بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت تمام جہانوں کے لئے اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) مقامِ ابراہیم (ہے) اور جو شخص اس میں داخل ہوا وہ امن پا گیا اور اللہ ہی کے لئے لوگوں پر بیت اللہ شریف کا حج (فرض) ہے جو شخص باعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھے اور جو کفر کرے تو اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے۔

پہلی آیت کے شان نزول کے متعلق دو طرح کی روایات معتبر تفاسیر میں ملتی ہیں۔

1- ایک مرتبہ یہودیوں نے اہل اسلام سے کہا کہ ہمارا قبلہ بیت المقدس ہے جو تمہارے قبلہ کعبہ ابراہیمی پر اس وجہ سے فضیلت رکھتا ہے کہ بیت المقدس کعبہ سے پہلے کا ہے انبیاء کرام کا قبلہ اور ان کی ہجرت گاہ ہے اور پھر علاقہ شام میں واقع ہے جو متبرک زمین ہے (الارض المقدسہ) اور اسی زمین پہ قیامت قائم ہوگی جبکہ مسلمانوں نے کعبہ معظمہ کی افضیلت پہ اصرار کیا اس موقع پہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت نازل فرما کر یہودیوں کی تردید فرمائی اور مسلمانوں کے موقف کی تائید فرمائی۔ یہ شان نزول تفسیر روح المعانی، جلالین، خازن، صاوی اور خزائن وغیرہ کے مطابق ہے۔

2- جب تبدیلی قبلہ کا حکم آیا اور مسلمانوں نے بیت المقدس سے کعبہ ابراہیمی کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھنا شروع کر دیں تو یہودیوں نے طعنہ دیا کہ مسلمانوں نے اعلیٰ اور پرانے قبلہ کو چھوڑ کر نئے اور ادنیٰ قبلہ کو اختیار کر لیا ہے چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور یہودیوں کی تردید ہوگئی یہ شان نزول تفسیر روح البیان کے مطابق ہے اور ادنیٰ تامل سے پتہ چل جائے گا کہ شانِ نزول کے ان دونوں واقعات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

سے برکت حاصل کرتے رہیں)۔(زرقانی علی المواہب ج 11 صفحہ 437)
امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے بھی لکھا کہ بالوں کی تقسیم پہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو اس سے مقرر کیا گیا کہ انہی کو حضور علیہ السلام کی قبر انور اور لحد مبارک بنانے کا موقع ملنا تھا لہٰذا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو اس بے مثال انعام سے نواز دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ

الحلاق یحلقه وطاف به اصحابه فما یریدون ان تقع شعرة الافی ید الرجل (مسند احمد ج 3 صفحہ 133)

حجام حجامت میں مصروف تھا اور صحابہ کرام آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گرد گھیرا بنائے بیٹھے تھے تاکہ کوئی بھی بال مبارک زمین پہ گرنے کی بجائے ہمارے ہاتھوں پہ گرے۔ کیونکہ یہ ان مبارک زلفوں کے بال ہیں جن کی شان یہ ہے کہ

زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاون
اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاون

حجۃ الوداع میں مولانا زکریا لکھتے ہیں کہ (حضور علیہ السلام کا پسینہ اس قدر خوشبودار تھا کہ صحابیات شیشیوں میں جمع کر کے بطور خوشبو استعمال کرتیں اور فرماتیں وھو اطیب الطیب ۔ کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی)

ولما کان هذا حال عرقه صلی اللّٰه علیه وسلم فرائحة شعره صلی اللّٰه علیه وسلم ظاهرة لاتخفیٰ ۔ جب پسینہ ایسا خوشبودار ہے تو سرکار دو عالم علیہ السلام کے بالوں کی خوشبو کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس موقع پہ (صحابہ کرام کا ذوق وشوق دیکھا) قلم اظفار ھا وقسمھا بین الناس ۔ ناخن ترشوا کر وہ بھی ان میں تقسیم فرما دیے (مسند احمد) مواہب لدنیہ میں ہے کہ دو شخصوں کو قربانی کا گوشت نہ مل سکا تو حضور علیہ السلام نے ایک کو اپنے موئے مبارک عطا فرما دیے اور دوسرے کو ناخن مبارک عنایت کر دیے۔(ج 11 صفحہ 439)

پہلی آیت کی تفسیر

چونکہ یہودی کعبہ ابراہیمی کی عظمت کے منکر تھے اس لئے "اِنَّ" حرف تاکید سے آیت کا آغاز ہوا۔ لفظ اول سے یہود کے اس موقف کی تردید فرمائی گئی کہ وہ بیت المقدس کو اولیت دیتے تھے اور کعبہ ابراہیمی کی اولیت کے قائل نہ تھے کیونکہ اول ہوتا ہی وہ ہے جو اپنے ماسوا سے پہلے ہو اور کوئی بھی اس سے پہلے نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ بھی نہ ہو جس طرح کہ آخر وہ ہوگا جس کے ساتھ اور جس کے بعد کوئی نہ ہو سورۃ الحدید کی آیت نمبر 3 سے یہ مفہوم بخوبی واضح ہو رہا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں فرمایا: هو الاوّل والاخر۔

اور جس طرح حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ آپ کے ساتھ یعنی آپ کے زمانے میں کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور یہ اولیت حقیقی ہے کہ جو سب سے پہلے ہو جبکہ اولیت اضافی یہ ہے کہ کسی خاص شئی سے پہلے ہو۔ خانہ کعبہ کی اولیت گھروں کے لحاظ سے حقیقی ہے اور تمام عالم کے اعتبار سے اضافی ہے

(کبیر و خازن)

کبھی اول بمعنی افضل بھی آتا ہے تو اس لحاظ سے کعبہ ابراہیمی زمانے کے لحاظ سے اول زمانی ہوا اور درجہ کے لحاظ سے اول بمعنی افضل بھی ہوا۔

اگرچہ خانہ کعبہ سارے جہانوں کے لئے ہے لیکن چونکہ نفع اٹھانے والے (دینی نفع حج و نماز وغیرہ) انسان ہی ہیں اس لئے وضع للناس فرمایا اور للذی ببکة فرما کر کعبہ معظمہ کے ساتھ شہر مکہ کی عظمت کو بھی بیان کر دیا۔

یہ بھی کہا گیا کہ "بکہ اور مکہ" ایک ہی ہیں اور با میم سے ہی بدلی ہوئی ہے جس طرح کہ اہل عرب سمد کو سبد اور لازم کو لازب کہہ دیتے ہیں اور جنہوں نے ان کو الگ الگ سمجھا ہے انہوں نے لفظ مکہ کو "مک" سے مانا جس کا معنی ہے چوس لینا اور خشک کر دینا اور چونکہ مکہ اپنے زائرین اور بالخصوص حاجیوں کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور ایسا کہ رجع کیوم ولدته امه۔ جیسے آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہے اس لئے اس کو مکہ کہا گیا۔

جس صحابی کو حضور علیہ السلام کی حجامت کرنے کا اعزاز نصیب ہوا (حضرت معمر بن عبداللہ عدوی رضی اللہ عنہ) وہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پہ حضور علیہ السلام نے مزاح کے طور پہ مجھے فرمایا اللہ کا رسول اپنا سر اس حال میں تیرے قابو میں دے رہا ہے کہ جب تیرے ہاتھ میں استرہ بھی ہے حضرت معمر نے عرض کیا۔

واللہ یارسول اللہ: ان ذلك لمن نعم اللہ علی ومنہ

(مسند احمد ج 7 صفحہ 548)

خدا کی قسم اے اللہ کے رسول یہ تو اللہ کا مجھ پہ بڑا خاص فضل و کرم ہی ہے۔

یاد رہے! مردوں کے لئے سر منڈانا افضل ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے حلق کرانے والوں کے لئے تین مرتبہ بخشش کی دعا فرمائی اللھم اغفر للمحلقین ۔ اور قصر یعنی بال کٹوانا جائز ہے کیونکہ چوتھی مرتبہ حضور علیہ السلام نے مقصرین کے لئے بھی ایک مرتبہ یہی دعا فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

اور عورتوں کے لئے قصر ہی سنت ہے حلق جائز نہیں بلکہ حلق سے منع فرمایا گیا ہے (ترمذی، ابوداؤد) اور قصر بھی انگلی کے ایک پورے بھر کے مقدار۔ (سنن سعید بن منصور)

حجامت کے بعد کے معمولات

حجامت سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام نے احرام کھول دیا اور دوسرا لباس زیب تن کیا اور عید کے دن طواف زیارت سے پہلے حضور علیہ السلام نے خوشبو بھی استعمال فرمائی۔

(مسلم، کتاب الحج عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

یاد رہے: جمرہ عقبٰی کی رمی کے بعد اپنی بیوی سے جماع کے علاوہ احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

اس موقع پہ حضور علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اعلان کر دو "یہ کھانے پینے کے اور ذکر الٰہی کرنے کے دن ہیں اس لیے ان دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے" (مسند احمد صفحہ 415 ج 3) پھر حضور علیہ السلام سواری پہ سوار ہو کر طواف زیارت کے لئے مکۃ المکرمہ روانہ ہوئے اور سواری پہ ہی طواف فرمایا، سواری پہ بیٹھے بیٹھے ہی لوگوں کو زمزم

اور بکہ ''بک'' سے بنا ہے جس کا معنی کچل دینا ہے اللہ تعالیٰ نے اس شہر کے دشمنوں (اصحاب فیل) کو کچل دیا اور کھائی ہوئی گھاس کی طرح بنا دیا (فجعلهم كعصف ماكول) اس لئے اس کو بکہ فرمایا گیا۔

مکۃ المکرّمہ اور کعبہ معظّمہ کے نام

1-مکہ' 2-بکہ' 3-ام رحم' 4-کوبیا' 5-بشاشہ' 6-حاطمہ' 7-ام القریٰ' 8-بلد امین' 9-المامون' 10-صلاح' 11-عوش' 12-قادس' 13-مقدس' 14-راس' 15-کوثاء' 16-مبینہ (تفسیر نعیمی بحوالہ کبیر و خازن)

اسی طرح خانہ کعبہ کے بھی قرآن پاک میں چند ناموں کا ذکر فرمایا گیا جیسے کعبہ' بیت العتیق' بیت اللہ' المسجد الحرام۔ آیت کے آخری الفاظ میں بیت اللہ شریف کو بابرکت اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت دینے والا یا باعث ہدایت قرار دیا ہے چونکہ عالمین میں فرشتے بھی شامل ہیں لہٰذا بیت اللہ شریف ان کا بھی قبلہ ٹھہرا گویا ان کا آسمانی قبلہ بیت المعمور ہے اور زمینی قبلہ کعبہ معظّمہ ہے۔

اوّلیت کعبہ

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے پانی ہی پانی تھا اللہ تعالیٰ نے پانی پہ جھاگ پیدا فرمائی جو چالیس سال ایک جگہ ٹھہری رہی پھر اس کو پھیلا دیا گیا تو زمین بن گئی اور یہ آسمانوں کی پیدائش سے پہلے کا واقعہ ہے جبکہ زمین کا پھیلنا آسمانوں کے بعد ہوا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: والارض بعد ذٰلك دحها ۔ اور زمین کو اس کے بعد پھیلا دیا۔ (پیدائش پہلے پھیلاؤ بعد میں۔ خزائن العرفان)

جس جگہ ابتداءً جھاگ پیدا ہوئی اس جگہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بیت المعمور کے بالکل مقابل میں فرشتوں نے کعبہ شریف کی عمارت بنائی جو پیمائش میں بیت المعمور کے برابر تھی تاکہ آسمانی فرشتے بیت المعمور کا طواف کریں اور زمینی فرشتے کعبہ معظّمہ کا۔

شریف پلایا اور اس وقت سواری پہ آپ ﷺ کے پیچھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بھی سوار تھے۔

(مسلم کتاب الحج' مسند احمد صفحہ 214 ج 1' ابو داؤد کتاب المناسک)

سواری پہ طواف فرمانے کی حکمت بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں فللحاجة الى اخذ المناسك منه ۔ تا کہ لوگ آپ کو دیکھ کر حج کا طریقہ سیکھ لیں رہا یہ سوال کہ آپ (ﷺ) کی سواری کی طرف سے بول و براز کا بھی امکان تو تھا جس سے مسجد حرام شریف کی حرمت میں فرق آتا کیونکہ طواف بہر حال مسجد میں ہی ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ دیا کہ آپ (ﷺ) کی سواری آپ (ﷺ) کی برکت سے اللہ کی طرف سے سکھائی ہوئی تھی لہٰذا آپ اس پر سوار ہوں تو وہ بول و براز نہیں کیا کرتی تھی اور صرف آپ ہی نہیں بلکہ اپنی اہلیہ محترمہ کو حالت مرض میں سواری پہ سوار ہو کر طواف کی اجازت دینے میں بھی یہی حکمت کارفرما تھی لہٰذا یہ عمل و اجازت اور خصوصیت آپ ہی کے ساتھ خاص رہے گی کوئی اور اپنے آپ کو اور اپنی سواری کو آپ جیسا اور آپ کی سواری جیسا قیاس نہ کرتا پھرے

(خلاصہ عبارت فتح الباری لابن حجر)

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

یاد رہے کہ اس طواف میں حضور علیہ السلام نے رمل نہیں فرمایا۔

(نسائی' ابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

طواف سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام نے اپنی سواری کو مقام ابراہیم کے پاس بٹھایا اور دو رکعت نفل واجب الطواف ادا فرمائے (ابو داؤد) پھر چشمہ زمزم شریف کے پاس تشریف لے گئے زمزم کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور اپنا باقی ماندہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا جیسا کہ گذر چکا۔

اس کے بعد سواری پہ سوار ہونے کی حالت میں باب صفا سے باہر نکلے کہ آپ کی اونٹنی کی مہار حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نے تھامی ہوئی تھی اور وجد میں آ کر اشعار پڑھ رہے تھے جبکہ حضور علیہ السلام ان کی اس عقیدت پہ مسکرا رہے تھے طواف زیارت کی طرح سعی بھی آپ (ﷺ) نے اونٹنی پہ فرمائی تا کہ لوگ بآسانی آپ کی زیارت کر سکیں اور مسائل پوچھ سکیں

تفسیر خازن میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس عرصہ میں (انسانوں سے پہلے) کعبہ کا طواف تو صرف زمین کے فرشتے کرتے رہے مگر حج بیت اللہ شریف زمین و آسمان کے سارے فرشتے کرتے تھے لیکن وہ کعبہ جو فرشتوں نے بنایا وہ آسمان کے سرخ یاقوت کا بنا ہوا تھا نہ کہ زمین کے پتھروں کا۔

اس کے بعد آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر میں کچھ اضافہ فرمایا اور اس کا طواف کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی طرف منہ کر کے نماز بھی پڑھتے رہے پھر شیث علیہ السلام نے اس کی مرمت فرمائی۔ طوفان نوح علیہ السلام تک یہ سلسلہ چلا اور اس طوفان کے موقع پر آسمانی عمارت تو آسمان پر اٹھالی گئی صرف ایک یاقوت باقی رکھا گیا جو بعد میں سنگ اسود (حجر اسود) کے نام سے مشہور ہوا اور زمینی عمارت گر کر سفید ٹیلے کی شکل میں رہ گئی اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے (جبریل امین علیہ السلام کی راہنمائی سے) اسی جگہ ایک مکعب کی شکل کا گھر تعمیر فرمایا جس کی وجہ سے اس کو کعبہ کہا گیا یعنی جس مکان کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی برابر ہو پھر قوم عمالقہ نے ازاں بعد قبیلہ جرہم پھر قصی اور اس کے بعد قریش نے اس میں تعمیر و ترمیم کی۔ یہ تعمیریں تو حضور علیہ السلام سے پہلے ہوئیں اور حضور علیہ السلام کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اور ان کے بعد حجاج بن یوسف نے اس کو گرا کر نئے سرے سے تعمیر کیا جو اب تک موجود ہے سوائے اس کے کہ میزاب رحمت، چوکھٹ، دروازے اور چھت میں معمولی ترامیم کی گئیں یہی روایت زیادہ صحیح ہے۔

(صاوی، خازن، جلالین، روح البیان، روح المعانی)

اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کعبہ معظمہ کے بانی اول نہیں ہیں بلکہ اس کی گری ہوئی دیواروں کو از سر نو اٹھانے والے ہیں اس لئے قرآن پاک میں ''بنا'' کو آپ کی طرف نسبت نہ فرمایا بلکہ رفع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ۔ اور جب اٹھاتے تھے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام اس گھر کی بنیادیں (یا دیواریں)

اور وہ جو حدیث میں ہے کہ زمین میں سب سے پہلے کعبۃ اللہ بنا اور اس کے چالیس

کیونکہ کثرت کے ساتھ لوگ زیارت کے لئے جمع ہو گئے تھے اور ھذا محمد ھذا محمد ۔ یہ ہیں محمد یہ ہیں محمد (ﷺ الف الف مرة) حتی خرج العواتق من البیوت ۔ یہاں تک کہ پردہ دار خواتین بھی بے تاب ہو کر برائے زیارت اپنے گھروں سے باہر آ گئیں (مسلم کتاب الحج) اور زبان حال سے کہہ رہی تھیں ۔ آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

فجاء محمد سراجا منیر

فصلوا علیہ کثیرا کثیرا

پھر منیٰ کی طرف سواری چلتی ہے

ظاہر بات ہے ظہر کی نماز آپ (ﷺ) نے مکہ شریف میں ہی ادا فرمائی ہوگی کیونکہ دن کے پچھلے پہر آپ (ﷺ) منیٰ تشریف لے گئے اور ایام تشریق کے تین دن وہیں قیام فرمایا۔

حضرت حارث بن عمر سہمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں منیٰ میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا جبکہ لوگ آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ جس شخص نے بھی آپ (ﷺ) کے چہرہ انور کی زیارت کی وہ پکار اٹھا هٰذا وجه مبارك ۔ یہ کتنا بابرکت چہرہ ہے۔ (ابوداؤد ج 1 صفحہ 243)

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں
غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

مسلم شریف کتاب الحج میں ہے کہ سواری پہ تشریف فرما ہونے کی حالت میں ہی کئی لوگوں نے حضور علیہ السلام سے مختلف سوالات کئے (جن کے آپ ﷺ نے جوابات ارشاد فرمائے وہ کیا سوالات تھے اور آپ نے کیا جوابات دیئے آپ بھی ان سے اپنے دل و دماغ اور مشام جاں کو معطر فرمائیں)

سوال

میں نے ذبح سے پہلے حجامت کروالی ہے (کوئی حرج تو نہیں؟ ایک سائل)

سال بعد بیت المقدس (بخاری و مسلم) وہاں بھی ان تعمیروں سے تعمیر ابراہیمی و سلیمانی مراد نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے درمیان تو ایک ہزار بلکہ اس سے بھی زائد کا فاصلہ ہے لہٰذا نہ ابراہیم علیہ السلام کعبہ معظّمہ کے بانی اول ہیں اور نہ سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کے اور مذکورہ حدیث سے حضرت آدم علیہ السلام کی تعمیر مراد ہے یا کوئی اور (نعیمی) تفسیر کبیر میں یہ روایت بھی ہے کہ فرشتوں نے کعبہ کی بنیاد ساتویں زمین پہ رکھی۔

تاریخ القدیم ج 3 ص 103 پہ ہے کہ حجاج بن یوسف کی تعمیر کے 669 سال بعد 1040ھ میں سلطان مراد خان عثمانی کے دور میں سیلاب آیا اور کعبہ معظّمہ منہدم ہو گیا تو سلطان مراد نے اسے حجاج بن یوسف ہی کی رکھی ہوئی بنیادوں پہ تعمیر کیا اور موجودہ تعمیر سلطان مراد خان کی ہے اس کے بعد کعبہ کی تعمیر (از سر نو) تو نہیں ہوئی البتہ مرمت کا کام ہر دور میں ہوتا رہا۔ (بعض مورخین نے سلطان مراد کی تعمیر کی بجائے ترمیم مانی ہے شاہ عبدالعزیز نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ حجر اسود کی جانبکے علاوہ دیگر اطراف کی تعمیر تھی شاید اسی وجہ سے بعض نے اس کو شمار نہ کیا)

فضیلت حرم کعبہ

☆ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان الكعبة تحشر كالعروس المزفوفة (الى بعلها) وكل من حجها يتعلق باستار هايسعون حولها حتى تدخل الجنة فيد خلون معها (اتحاف السادۃ للزبیدی ج 4 صفحہ 676)

بے شک قیامت کے دن کعبہ شب زفاف کی دلہن کی طرح اٹھایا جائے گا جس نے بھی حج کیا ہوگا اس کے پردوں سے لپٹا ہوگا اس کے گرد طواف کیا ہوگا وہ کعبہ کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

☆ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

جواب

اذبح ولا حرج ۔ جاؤ قربانی کرلو کوئی حرج نہیں

سوال

میں نے رمی سے پہلے قربانی کرلی ہے (کوئی حرج تو نہیں؟ دوسرا سائل)

جواب

ارم ولا حرج ۔ جاؤ رمی کرلو کوئی حرج نہیں

سوال

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حاجیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری کی وجہ سے میں منیٰ والی راتیں مکہ میں گزارنا چاہتا ہوں کیا اجازت ہے؟

جواب

فاذن له ۔ ہاں اجازت ہے۔ (ابوداؤد)

سوال

اونٹوں کے چرواہوں نے عرض کیا' کیا ہم یہ راتیں منیٰ سے باہر گزار سکتے ہیں؟

جواب

رخص لرعاء الابل فی البیتوتة (ابوداؤد)

آپ نے نہ صرف منیٰ سے باہر رات گزارنے کی اجازت دی بلکہ ان کو فرمایا کہ قربانی کے دن رمی کرلو' دوسرے دن بے شک رمی کی چھٹی کرلو اور تیسرے دن دونوں اکٹھی کرلینا۔

(مسند احمد ج 5 صفحہ 450)

اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے لئے دن کے وقت طواف کی پابندی ختم فرمادی اور رات کو ان کے ساتھ خود تشریف لے جا کر ان کے طواف کا اہتمام فرمایا۔ (شرح منھاج لابن حجر)

من طاف بالبيت خمسين مرة خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه

(ترمذی باب ماجاء فی فضل الطواف صفحہ 601ج1)

جس نے پچاس مرتبہ بیت اللہ شریف کا طواف کیا وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہوگیا جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث مروی ہے اس میں پچاس مرتبہ طواف کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف زیارت کرنے کا اور کسی سے جھگڑا وفساد نہ کرنے کا ذکر ہے اور پھر آخر میں ہے رجع کما ولدته امه ۔ وہ (زیارت کرنے والا) ایسے لوٹا کہ جیسے اس کی ماں نے اس کو جنا۔

☆ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کعبہ معظمہ پر دن رات میں ایک سوبیس رحمتیں نازل فرماتا ہے جس میں سے ساٹھ رحمتیں تو طواف کرنے والوں کے لئے ہیں چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے وعشرون للناظرين اور بیس صرف اس کی زیارت کرنے والوں کے لئے (اخبار مکہ ج2 صفحہ 8 البیہقی' الدر الکنز) کیونکہ کعبہ معظمہ کو صرف دیکھتے رہنا بھی عبادت ہے جیسا کہ حضرت جعفر بن محمد نے اپنے داد سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

النظر الى البيت الحرام عبادة' بیت اللہ الحرام کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

(مثیر الغرام)

اور ایسی عبادت کہ حضرت عطاء (مشہور تابعی رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: النظر الى البيت يعدل عبادة سنة (القریٰ صفحہ 341) بیت اللہ شریف پر صرف ایک نظر ڈالنا پورے سال کی عبادت کے برابر ہے کیونکہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق حضور علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کو دعامة الاسلام یعنی اسلام کا ستون قرار دیا ہے اور فرمایا جو حج وعمرہ کے ارادے سے نکلا وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے اگر وہ فوت ہوگیا تو جنت میں داخل ہوگا۔ (اخبار مکہ ج2 صفحہ 3)

مسلم شریف میں ہے کہ تقدیم وتاخیر کے بارے میں اس دن آپ سے جس نے بھی کوئی سوال کیا (کہ میں نے پہلے والا کام بعد میں یا بعد والا پہلے کر لیا ہے) آپ نے یہی جواب دیا ولا حرج ۔کوئی حرج نہیں (مسلم شریف' کتاب الحج)

شاید یہ بھی آپ ﷺ کے خصوصی اختیارات میں سے ہو یا پھر جو علم نہ ہونے کی وجہ سے بھول کر ایسا کرے اس کے لئے ہو یا مطلب یہ ہو کہ جو بھول کر ایسا کرے اس کو گناہ نہیں ورنہ ہمارے لیے تو دس ذی الحج کو چار امور (جمرہ عقبہ کی رمی' پھر قربانی' پھر حجامت' پھر طواف زیارت وسعی) میں ترتیب لازم ہے اور اگر ترتیب کا خیال نہ رکھا تو دم لازم ہے جیسا کہ کتب فقہ میں ایسے ہی ہے۔

الغرض: رمی جمار کے لئے آپ (ﷺ) نے اتوار پیر اور منگل یعنی ایام تشریق کی تین راتیں منیٰ میں ہی بسر کیں اور یہی سنت ٹھہری کہ ان راتوں کا اکثر حصہ منیٰ میں ہی گزارا جائے سورج ڈھلنے پر رمی کا اہتمام کیا جاتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

ویقف عند الاولی والثانیة فیطیل القیام ویتضرع ویرمی الثالثة لایقف عندھا (ابوداؤد کتاب المناسک)

حضور علیہ السلام نے پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کی تو (قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا میں) طویل آہ وزاری اور قیام کیا اور تیسرے جمرہ کی رمی کے بعد آپ وہاں پہ نہ رکے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے: ھکذا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ میں نے حضور علیہ السلام کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے (بخاری کتاب المناسک) لیکن مسند احمد کی روایت کے مطابق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اتنا اضافہ ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ وقف عند الثانیہ اکثر مما وقف عند الجمرة الاولیٰ ۔ آپ جمرہ ثانیہ کے پاس اولیٰ کی بہ نسبت زیادہ ٹھہرے۔

یاد رہے کہ دس ذوالحج کو تو حضور علیہ السلام نے سوار ہو کر رمی فرمائی تھی اور اس کے بعد تمام جمرات کی رمی آپ نے پیدل ہی فرمائی جیسا کہ ترمذی میں ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی آپ (ﷺ) کا یہی معمول منقول ہے۔ (مسند احمد)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے (کعبہ کی عظمت وفضیلت بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا

یغزو اجیش الکعبة فاذا کانوا ببیداء من الارض یخسف باولھم واخرھم (متفق علیہ حدیث کا ابتدائی حصہ)

ایک لشکر کعبہ پہ حملہ کرے گا اور جب میدانی زمین پر پہنچے گا تو اس کے اگلوں اور پچھلوں کو (زمین میں) دھنسا دیا جائے گا۔

☆ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے (کعبہ کی حرمت کے سلسلہ میں) حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی منقول ہے۔

احتکار الطعام فی الحرم الحادفیہ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حرم کعبہ میں ذخیرہ اندوزی کرنا (بوقت ضرورت انسانوں یا جانوروں کی خوراک روک لینا) حرم میں بے دینی (کے مترادف) ہے

☆ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام (ہجرت کی رات) شہر مکہ کو (حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے) فرمایا

ما اطیبك من بلد واحبك الی ولولا ان قومی اخرجونی منك ماسکنت غیرك (ترمذی، مشکوٰۃ)

تو کیسا پاکیزہ شہر ہے اور تو مجھے کتنا پیارا ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے نکلنے پر مجبور نہ کرتی تو میں تیرے سوا کسی اور بستی میں رہنا پسند نہ کرتا۔

اسی طرح کے ایک اور واقعہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم واقفا علی الحزورة فقال واللّٰہ انك لخیرارض اللّٰہ واجب ارض اللّٰہ الی اللّٰہ ولولا انی اخرجت منك ما خرجت (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

میں نے حضور علیہ السلام کو (مقام) حزورہ پہ کھڑے ہوئے دیکھا کہ آپ فرما

اس طرح دس ذی الحج کو تو آپ (ﷺ) طواف کے لئے منیٰ سے مکہ قبل الظہر تشریف لائے تھے جبکہ باقی ایام میں بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے رات کو تشریف لانا ہوا اور منیٰ کی ہر رات میں یہ معمول رہا۔ (بخاری کتاب الحج، السنن الکبریٰ ج 2 صفحہ 146)

اذا جاء نصر اللّٰہ کا نزول اور ہجر و فراق محبوب کی بو

ویسے تو اس سے پہلے بھی اس سفر سعادت میں آپ (ﷺ) نے کئی بار اس سال دنیا سے پردہ فرما جانے کا اشارہ فرما دیا تھا اور سمجھنے والے سمجھ چکے تھے مثلاً حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سواری پہ رمی فرماتے ہوئے آپ (ﷺ) نے فرمایا

لتأ خذوا مناسككم فاني لاادري لعلي لااحج بعد حجتي هذه

(مسلم شریف کتاب الحج)

مجھ سے مناسک حج سیکھ لو کیا معلوم میں اس کے بعد حج نہ کر سکوں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی یہ الفاظ بھی مروی ہیں

خذوا عني مناسككم لعلي لا اراكم بعد عامي هذا

(السنن الکبریٰ ج 5 صفحہ 25)

مجھ سے حج کا طریقہ سیکھ لو شاید کہ اس سال کے بعد میری تمہاری (ظاہری) ملاقات نہ ہو سکے۔

چنانچہ اس حج کے صرف اکاسی دن کے بعد حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔

ناصر الدین البانی حجۃ النبی صفحہ 82 پہ لکھتے ہیں کہ ان (احادیث) میں حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دنیا سے اپنے الوداع ہونے کا اشارہ فرما رہے تھے اس لیے حکم ہوا کہ موقع کو غنیمت سمجھو اور مجھ سے مناسک حج سیکھ لو۔ وبهذا سميت حجة الوداع ۔ اسی وجہ سے اس حج کا نام بھی حجۃ الوداع پڑ گیا۔

یہی معاملہ سورۃ النصر کے نزول پر بھی تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

نزلت هذه السورة على رسول الله صلى الله عليه وسلم بمنىٰ وهو في اوسط ايام التشريق في حجة الوداع (اذاجاء نصر الله

رہے ہیں اللہ کی قسم (اے مکہ) تو اللہ کی ساری زمین سے بہترین زمین ہے اور اللہ کی ساری زمین سے اللہ کو زیادہ پسند ہے اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا تو کبھی نہ نکلتا۔

☆ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا لاتزال ھذہ الامۃ بخیر ماعظموا ھذہ الحرمتہ حق تعظیمھا فاذا ضیعوا ذلک ھلکوا (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

یہ امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک اس (بیت اللہ یا شہر مکہ) کی عزت کا حق ادا کرتی رہے گی اور جب اس کی حرمت کا خیال نہ کرے گی تو ہلاک ہو جائے گی۔

(ظاہر ہے کہ شہر مکہ کو بھی یہ فضیلت بیت اللہ شریف ہی کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے)

☆ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکان تو کعبہ سے پہلے بھی تھے لیکن (وضع للناس) عبادت کے لئے سب سے پہلے یہی مکان (بیت اللہ) بنایا گیا (لیکن بہت سارے صحابہ کرام سے وہی مروی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ سب سے پہلا مکان بغیر قید وضع للناس بھی کعبہ معظمہ ہی ہے اسی لیے بنی کی بجائے وضع فرمایا تاکہ کعبہ کا تقرر ہر گھر سے پہلے ثابت رہے)

افضیلت کعبہ پر چند نکات

1- بیت المقدس کے مشہور بانی حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں کہ آپ نے جنات سے تعمیر کرایا مگر کعبۃ اللہ کے مشہور بانی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اس طرح کہ رب جلیل آمر حضرت خلیل معمار، جناب ذبیح سنگ بردار اور حضرت جبریل انجینئر، علیہم السلام۔ (کبیر)

2- کعبہ معظمہ میں مقام ابراہیم (علیہ السلام) سنگ اسود وغیرہ ایسی قدرت کی نشانیاں موجود ہیں جو بیت المقدس میں نہیں۔

والفتح) فعرف انه الوداع (مجمع الزوائد ج3 صفحہ 266)

سورۂ نصر حجۃ الوداع کے دوران منیٰ کے مقام پر ایام تشریق کے درمیان حضور علیہ السلام پہ نازل ہوئی تو آپ (ﷺ) نے پہچان لیا کہ اب دنیا سے کوچ کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ہمیشہ دیگر صحابہ کرام علیہم رحمۃ الغفار پہ اس لیے ترجیح دیتے تھے کہ سورۂ نصر کے حوالے سے انہوں نے بطور امتحان بہت سے صحابہ کرام سے کوئی خاص واقعہ بیان کرنے کو کہا اور سوائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کسی نے بھی حضور علیہ السلام کے وصال کے واقعہ کا ذکر نہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا هواجل رسول الله صلى الله عليه وسلم نعي عليه۔ اس سورت میں تو حضور علیہ السلام کے وصال کی خبر دی گئی ہے چنانچہ اس سورۂ کے نزول کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنی اونٹنی قصواء پہ سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا' مجمع الزوائد ج 3 صفحہ 262) جو بمعہ اردو ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

گیارہ ذی الحج کا خطبہ

نضر الله عبدًا سمع مقالتي فوعاها ' ثم اداها الى من لم يسمعها'
فرب حامل فقه لا فقه له ورب حامل فقه الى من هو افقه منه۔
ثلاث لايغل عليهن قلب المؤمن اخلاص العمل لله
والنصيحة لاولى الامر' ولزوم الجماعة' ان دعوتهم تكون من ورائه۔
ومن كان همه الاخرة جمع الله شمله' وجعل غناه في قلبه' واتته الدنيا وهي راغبة۔
ومن كان همه الدنيا فرق الله امره' وجعل فقره بين عينيه' ولم ياته من الدنيا الا ما كتب له

اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندے کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات کو سنا اور

3- کعبہ معظّمہ پر پرندے نہیں اڑتے بلکہ اس کے آس پاس آ کر پھٹ جاتے ہیں بیت المقدس کے احترام میں یہ بات نہیں۔

4- حرم کعبہ میں بکری اور شیر ایک جگہ پانی پی لیتے ہیں وہاں شکاری جانور بھی شکار نہیں کرتے۔

5- حرم کعبہ میں تا قیامت جنگ وقتال حرام ہے یہ حضرت خلیل علیہ السلام کی اس دعا کا اثر ہے رب اجعل هذا بلدا امنا اے اللہ! اس شہر کو امن والا بنادے۔

6- کعبہ معظّمہ سارے حجازیوں خصوصاً مکہ والوں کی پرورش کا ذریعہ ہے کہ وہ جگہ وادی غیر ذی زرع ہے جہاں معاش کے ذرائع ناپید ہیں مگر وہاں کے باشندے دوسروں سے زیادہ مزے میں ہیں غرضیکہ وہ جگہ صرف عبادتوں کے لئے ہے کماتے دنیا والے ہیں اور کھاتے کعبہ والے ہیں جب کہ بیت المقدس سرسبز وشاداب زمین میں واقع ہے الذی بارکنا حولہٗ وہ جس کے اردگرد کو ہم نے برکت دی ہے۔

7- رب تعالیٰ نے کعبہ کی حفاظت خود فرمائی کہ فیل والوں کو ابابیل سے مروادیا

8- حج ہمیشہ کعبہ ہی کا ہوا بیت المقدس کا حج کبھی نہ ہوا۔

9- اللہ کے آخری نبی حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کعبہ شریف کے پاس مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے۔

10- رب تعالیٰ نے کعبہ کے شہر کو بلد امین فرمایا اور اسی کی قسم یاد فرمائی کہ فرمایا: وھذا البلد الامین اور اس امن والے شہر (مکہ) کی قسم

11- کعبہ معظّمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ اور بیت المقدس میں پچاس ہزار۔

12- فرشتوں اور بہت سے انبیاء کا قبلہ کعبہ ہی رہا نہ کہ بیت المقدس (تفسیر نعیمی)

یہی مرکز ہے سارے دھر میں ایمان والوں کا
جھکے گا سر یہیں آکر اونچی شان والوں کا

پہلی آیت سے حاصل ہونے والے فوائد

اسے یاد رکھا' پھر ایسے لوگوں تک پہنچایا جنہوں نے اسے نہیں سنا کیونکہ حکمت (فقہ) کے کتنے ہی پیغامبر ایسے ہوتے ہیں جو اس کی (پوری) سمجھ بوجھ نہیں رکھتے اور حکمت کے کتنے ہی پیغامبر ایسے لوگوں تک اسے پہنچاتے ہیں جو خود ان سے زیادہ سمجھ بوجھ کے مالک ہوتے ہیں۔

تین چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ایماندار آدمی کے دل میں کوئی کینہ پروری راہ نہیں پاتی۔

1- خالصۃً اللہ کے لئے (بے لوث) عمل کرنا۔

2- ارباب اقتدار کے لئے (اطاعت' مشورہ اور تنقید کی شکل میں) خیر خواہی

3- نظم جماعت کا سر رشتہ تھامے رکھنا۔

ان (یعنی اولی الامر) سے خطاب ان تین تقاضوں کی بنا پر ہونا چاہیے اور جس کی فکر آخرت کے لئے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی خاطر جمع کرتا ہے اور اس کے دل میں بے نیازی پیدا کر دیتا ہے اور دنیا ازخود اس کے پاس کھنچی چلی جاتی ہے اور جس کی محتاجی کو اس کی آنکھوں کے سامنے بیچ میں لا رکھتا ہے اور اسے دنیا میں بجز اس کے کچھ (حصہ) نہیں ملتا جو اس کے لئے لکھا جا چکا ہے۔

(جمہرۃ الخطب بحوالہ اعجاز القرآن)

منیٰ سے مکہ روانگی

تیرہ ذوالحج کو بعد الزوال نبی اکرم علیہ السلام رمی فرما کر منیٰ سے روانہ ہوئے والمسلمون معھم۔ تمام مسلمان بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے (البدایہ: حجۃ الوداع) نماز ظہر' عصر' مغرب اور عشاء آپ (ﷺ) نے وادی محصب میں ادا فرمائی۔ (بخاری شریف)

اس وادی کے اور بھی چند نام ہیں مثلاً ابطح' بطحاء' خیف بنی کنانہ

(المواہب ج 11 صفحہ 466)

عشاء کے بعد آپ (ﷺ) نے اس وادی میں آرام فرمایا

(بخاری' مسند احمد ج 2 صفحہ 124)

☆ کعبہ کا تقرر تو صرف انسانوں کے لئے ہی ہے دوسری مخلوق انسان کے تابع ہو کر فائدہ اٹھا رہی ہے اسی لئے فرمایا: وضع للناس اور ھدی للعالمین جس طرح فرمایا: ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا کہ اللہ نے زمین میں ہر شئی (اے انسانو) تمہارے لیے پیدا کی ہے مگر ہر مخلوق فائدہ اٹھا رہی ہے تابع ہو کر جس طرح بارات کا سارا پروگرام دولہا کی خاطر ہوتا ہے لیکن فائدہ باراتیوں کو بھی ملتا ہے دولہا کے تابع ہو کر۔

شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

ساری کائنات کو حضور ﷺ کی خاطر بنایا گیا مگر سب مخلوق فائدہ اٹھا رہی ہے اس کائنات کے دولہا محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع ہو کر۔

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پُر خار بادیے ہیں

اس فائدے کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ کعبہ معظّمہ راہنما تو سارے جہانوں کا ہے جیسا کہ ھدی للعٰلمین سے معلوم ہو رہا ہے لیکن راہنمائی کے علاوہ دوسرے فائدے (قربانی کا گوشت کھانا' ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت سے طرح طرح کے پھل اور میوے اور وہ بھی وادی غیر ذی زرع میں وغیرہ صرف ایمان والوں کے لیے ہیں (وہ بھی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کا صدقہ کیونکہ اصلاً آپ کی دعا انہی کے لیے تھی وارزقھم من الثمرات)

☆ مقبول بندوں اور محبوب چیزوں پر اعتراض کرنا طریقۂ کفار ہے اور ان کے فضائل بیان کرنا معترضین کے جوابات دینا سنت الٰہیہ ہے دیکھو یہود نے کعبہ پر اعتراض کئے رب تعالیٰ نے جواب دیئے اور فضائل بیان فرمائے۔

☆ مقبول بندوں اور محبوب چیزوں میں فرق مراتب ہے اگرچہ نفس محبوبیت و مقبولیت میں سب یکساں ہیں دیکھو کعبہ اور بیت المقدس دونوں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں مگر بیت

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا بھی یہی معمول رہا (ترمذی، بخاری)

اس جگہ قیام فرمانے میں کیا حکمت تھی حضور علیہ السلام نے خود بیان فرمادی جب آپ منیٰ سے چلے تو فرمایا

نحن نازلون غدا بخیف بنی کنانۃ حیث تقاسموا علی الکفر ۔ (بخاری)

کل ہم خیف بنی کنانہ (وادی محصب) میں اس جگہ ٹھہریں گے جہاں ان (کافروں) نے قبل الہجرت بنو ہاشم کے بائیکاٹ کی، کفر پر ڈٹے رہنے کی قسم اٹھائی تھی اور حضور علیہ السلام نے بطور شکر اس مقام کو قیام گاہ بنایا تاکہ دنیا جان لے کہ

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ایام خاص کی وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہ عنہا جو عمرہ ادا نہ کرسکیں اگرچہ ثواب مل گیا لیکن عرض کیا کہ میں عملاً عمرہ کرنا چاہتی ہوں، حضور علیہ السلام نے ان کے ساتھ ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن کو بھیجا اور وہ مقام تنعیم (آج وہاں مسجد عائشہ اسی سبب سے ہے) سے احرام بندھوا کر مکہ سے عمرہ کروا کر واپس لائے اس وقت تک حضور علیہ السلام اس وادی (محصب) میں ہی ٹھہرے رہے بلکہ اپنی حرم پاک کا انتظار فرماتے رہے (ابوداؤد)

جونہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عمرہ ادا کر کے حاضر ہوئیں حضور علیہ السلام نے قافلے کو کوچ کا حکم دے دیا۔ یہ سحری کا وقت تھا (بخاری، کتاب المناسک)

مکہ پہنچ کر حضور علیہ السلام نے پہلے طواف وداع کیا پھر نماز فجر ادا فرمائی (مسلم شریف کتاب الحج) اور یہ بدھ کا دن تھا۔ (القریٰ صفحہ 556)

مسلم شریف میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (جو طواف وداع میں حضور علیہ السلام کے ساتھ شامل تھیں) سے ہے۔

حضور علیہ السلام نے نماز فجر میں سورۂ طور کی تلاوت فرمائی۔

یاد رہے کہ حرم کعبہ میں حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو خود با

المقدس اعلیٰ اور کعبہ معظمہ بہت ہی اعلیٰ ہے یہی فرق مراتب انبیاء کرام اور اولیاء اللہ میں بھی ہے تلك الرسل فضلنا بعضهم علٰى بعض ۔جس طرح کہ ساری مسجدیں اللہ کا گھر ہیں مگر جامع مسجد سبحان اللہ۔

☆ سب سے پہلے اور سب سے پیچھے ہونا بھی وجہ افضیلت ہے دیکھو رب تعالیٰ نے کعبہ کی فضیلت اس کی اولیت سے ثابت فرمائی اور ہمارے حضور انور ﷺ کی افضیلت آپ کی خاتمیت یعنی آخریت سے بیان فرمائی وخاتم النبیّین لہٰذا مولوی محمد قاسم صاحب نے جو تحذیر الناس میں فرمایا کہ اولیت وآخریت میں کوئی افضیلت نہیں وہ غلط ہے اور اس آیت کے خلاف ہے۔ خیال رہے کہ کعبہ فقط اول ہے اور ہمارے حضور انور ﷺ اوّل بھی ہیں اور آخر بھی هو الاوّل والاخر کے مظہر اتم ہیں کہ وجود میں اوّل ہیں ظہور میں آخر حضور ﷺ کعبہ اور تمام مخلوق کی علت غائی واصل مقصود ہیں کہ سب کچھ ان کی خاطر بنا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ۔

ہوتے کہاں خلیل وبناء کعبہ ومنٰے
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
کعبہ بھی ہے انہی کی تجلّی کا ایک ظل
روشن انہی کے نور سے پتلی حجر کی ہے

☆ رب تعالیٰ حضور ﷺ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ان کے دین کی ان کے کعبہ کی ان کی پیدائش گاہ کی عظمتیں بیان فرماتا ہے کیونکہ براتیوں کی عظمت سے دولہا کی عظمت کا پتہ چلتا ہے یہود بذات خود کعبہ کے مخالف نہ تھے بلکہ حضور ﷺ کے مخالف تھے حضور ﷺ پر اعتراض کرنے کے لئے کعبہ شریف پر اعتراض کرتے تھے۔ رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کی خاطر کعبہ کی بھی تعریفیں کیں اور مکہ شریف کی بھی لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم حضور ﷺ کی عظمت کی خاطر آپ کے صحابہ و اہل بیت آپ کی امت اولیاء اللہ علماءٔ آپ کے مدینہ اور آپ کے خدام کی تعریفیں کیا کریں یہ سب تعریفیں سنت الٰہیہ ہیں جو اس آیت سے ثابت ہیں اور ان میں سے کسی کی مخالفت

جماعت نماز پڑھائی (البدایہ حجۃ الوداع)

طواف وداع میں حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں تو حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا طوفی من وراء الناس وانت راکبة (مسلم' کتاب الحج)

دوسری روایت میں ہے طوفي علي بعيرك والناس يصلون ۔(بخاری' کتاب الحج) لوگوں کے پیچھے پیچھے سواری پہ طواف کرلو یا فرمایا جب لوگ نماز ادا کر رہے ہوں تو اپنی سواری پہ طواف کر لینا۔

مسلم شریف و ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج یا عمرہ کرے وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر کے واپس جائے (حضور علیہ السلام نے خود بھی ایسے ہی کیا) الا یہ کہ عورت کو نسوانی عارضہ لاحق ہو جائے تو طواف وداع سے مستثنیٰ ہے (بخاری عن ابن عباس رضی اللہ عنہما) جیسا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ طواف وداع کے موقع پر معاملہ پیش آیا تو انہوں نے کہا اب میری وجہ سے آپ کو رکنا پڑے گا' حضور نے فرمایا! کیا تو نے طواف زیارت کر لیا ہے؟ عرض کیا! جی یا رسول اللہ! فرمایا: اب تم کوچ کر سکتی ہو (مسلم شریف)

مدینہ شریف کو واپسی

حج سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام نے تین بار تکبیر کہی پھر یہ الفاظ پڑھے: لا اله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير ائبون تائبون عابدون ساجدون بربنا حامدون صدق الله وعدهٗ ونصرهٗ عبدهٗ (بخاری' کتاب المغازی)

پھر مکہ شریف کے نشیبی علاقے باب الشبکیہ کی طرف چلے' بروز بدھ چودہ ذی الحج کو بوقت صبح حضور علیہ السلام مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور علیہ السلام کا معمول تھا کہ آپ جس راستے سے جاتے واپسی دوسرے راستے سے فرماتے تاکہ دونوں راستوں کے لوگ حصول برکت وزیارت کر سکیں۔ اسی طرح مکہ میں داخلہ کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند پہاڑ والا راستہ اپنایا (مکان کی بلندی اور الاسلام يعلو ولا يعلى عليه کی مناسبت

طریقۂ یہود ہے۔

☆ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کعبہ معظّمہ برکت والا بھی ہے اور جہانوں کی ہدایت بھی کہ وہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے تو حضور ﷺ جو کعبہ معظّمہ سے افضل اور کعبہ کا اصل مقصود ہیں یقیناً مبارک بھی ہیں اور عالمین کے ہادی بھی یہی وجہ ہے کہ آپ کے ایک صحابی کا چار سیر جو خیرات کرنا ہمارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے کیوں نہ ہو کہ ان کا ہاتھ اس برکت والے (مبارک) کے ہاتھ میں ہے۔

کعبہ کی طرف رخ کرنے سے سب کی نمازیں ٹھیک ہوتی ہیں اور حضور انور ﷺ کی طرف دل کا رخ کرنے سے سب کے ایمان ٹھیک ہوتے ہیں جو کہے کہ حضور (ﷺ) میں کیا رکھا ہے اس سے پوچھنا چاہیے کہ کعبہ میں کیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

ایک سوال اور اس کا جواب

آیت میں بکہ کا معنی کچلنا ہے کہ اس شہر کے دشمن کو اللہ نے کچل کے رکھ دیا حالانکہ حجاج بن یوسف نے جبل ابو قبیس پہ گوپھن قائم کر کے مسجد حرام پہ سنگ باری کی اسی طرح یزید کے دور میں بھی کعبہ کی بے حرمتی ہوئی یہاں تک کہ غلاف کعبہ کو جلا دیا گیا مگر ان کو نہ کچلا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

ان دونوں نے یہ حرکات کعبہ کو بردبار کرنے کی نیت سے نہ کیں بلکہ حجاج نے تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کرنے کے لئے ایسا کیا کیونکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی ساری فوج حرم شریف میں تھی اسی وجہ سے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد حجاج نے کعبہ کو بڑے اہتمام سے تعمیر کرایا اور پورے حرم کی مرمت ودرستگی کی جیسا کہ گزر چکا۔

اور یزید بلید نے ایسا اس لئے کروایا کہ واقعہ کربلا کے بعد اہل مکہ نے اس کی حکومت کی مخالفت کی تھی اور اس کو بغاوت کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا یعنی نیت اس کی بھی کعبہ کو برباد کرنے کی نہ تھی اس لئے دنیوی عذاب سے بچے رہے۔

عظمت بیت اللہ اور شان ''عبداللہ'' (یعنی بندۂ خدا)

سیدنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

سے) اور واپسی پہ نشیبی علاقے والی راہ اپنائی (کہ اس میں فراق وجدائی اور عاجزی و انکساری کے ساتھ جذبۂ تشکر و امتنان کا پہلو تھا) (المواہب ج 11 صفحہ 474)

تو اس طرح نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے دوران مکہ کی سرزمین پہ دس دن قیام فرمایا یعنی چار ذوالحجہ بروز اتوار کو مکہ میں داخل ہوئے اور چودہ ذی الحج بروز بدھ کو مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔

مقام خم غدیر اور عظمت شیر خدا کرم اللہ وجہہ

اٹھارہ ذوالج بروز اتوار کو نبی اکرم ﷺ مقام خم غدیر پر پہنچے اور ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے' نماز ظہر ادا کی اور بعض لوگوں کی طرف سے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازیبا خدشات وخیالات کی تردید فرمائی اور جناب علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی عظمت وشان کو لوگوں کے سامنے اجاگر فرمایا جس کی تفصیل اس طرح ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے یمن کا قاضی بنایا تو میں نے ان کے ساتھ جہاد میں شرکت کی اور بعض معاملات میں ان کی طرف سے زیادتی محسوس کی جس کا ذکر میں نے واپسی پہ حضور علیہ السلام کے سامنے کیا تو میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور پہ ناراضگی کی علامات ظاہر ہوئیں اور آپ نے مجھے فرمایا! کیا میں ایمان والوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان پر حق نہیں رکھتا (اس آیت کی طرف اشارہ تھا النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم ۔ الاحزاب ۔ نبی علیہ السلام اہل ایمان کی جانوں سے بڑھ کر ان کے قریب ہیں) میں نے عرض کیا کیوں نہیں تب آپ ﷺ نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے۔ (نسائی شریف)

حضرت براء بن عازب ہی سے ایک روایت میں ہے کہ آپ (ﷺ) نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے دو مرتبہ پوچھا۔ الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسھم ۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ میں ایمان والوں کی جانوں سے زیادہ ان پر حق رکھتا ہوں سب نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا!

رایت رسول الله صلی الله علیه یطوف بالکعبة ویقول ما اطیبك واطیب ریحك مااعظمك واعظم حرمتك والذی نفس محمد بیده لحرمة المومن اعظم عندالله حرمة منك ماله ودمه وان نظن به الاخیرا (ابن ماجہ صفحہ 290)

میں نے حضور علیہ السلام کو کعبہ کا طواف کرنے کے دوران کعبہ کو مخاطب کر کے یہ فرماتے ہوئے دیکھا (اے کعبہ) تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری ہوا کتنی پاکیزہ ہے تو کتنا عظمت والا ہے اور تیری حرمت کتنی عظمت والی ہے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اللہ کے ہاں مومن تجھ سے زیادہ حرمت والا ہے اس کا مال اس کا خون اور ہم اس کے بارے اچھا ہی گمان رکھتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا:

دل بدست آور کہ حج اکبراست
ازھزاراں کعبہ یک دل بہتراست
کعبہ تعمیر خلیل اطہراست
دل گزر گاہ جلیل اکبراست

کسی کا دل خوش کرنا حج اکبر کی طرح ہے (ایک لحاظ سے) ہزاروں کعبوں سے ایک دل بہتر ہے کیونکہ کعبہ خلیل اللہ علیہ السلام کا تعمیر کیا ہوا ہے اور دل رب جلیل کی گزرگاہ ہے۔

اسی لئے سلطان العارفین حضرت سلطان باھو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مرشد دا دیدار جو باھوؒ لکھ کروڑاں حجاں ہو

مگر مرشد کیسا غوث اعظم جیسا اور مرید کیسا؟ سلطان باھو جیسا کیوں آپ خود فرماتے ہیں ایں قال من بر حال من۔ یہ باتیں میرے حال کے مطابق ہیں۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث قدسی اشعار میں بیان فرماتے ہیں:

گفت پیغمبر کہ حق فرمو داست
من نمی گنجم دریں بالا وپست

اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

اے اللہ جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے اے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اس کو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے۔

مشکوٰۃ میں ہے کہ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں مبارک دی

اصبحت وامسیت مولٰی کل مومن ومومنۃ

اے علی! آپ نے دن اور رات کی اس حالت میں کہ آپ ہر مومن مرد اور مومن عورت کے محبوب ٹھہرے۔

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں
ہزار سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن پہ حج کا احرام اور دل میں بغض علی
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

اس موقع پہ حضور علیہ السلام نے عظمت اہل بیت اور دیگر معاملات کے سلسلہ میں حاضرین کو اپنے ارشادات سے نوازا مثلاً فرمایا

☆ صدقہ میرے اہل بیت کے لئے حلال نہیں۔

☆ جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کی اس پر اللہ کی لعنت ہو

☆ اولاد اس کی ہے جس کا نکاح ہوا اور بدکار کے لئے پتھر (رجم) ہے

☆ وارث کے لئے وصیت نہیں۔ (ابن عدی عن زید بن ارقم و براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

حافظ ابن کثیر البدایہ میں لکھتے ہیں

''اس خطبہ میں آپ نے چند امور کا تذکرہ کیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظمت، امانت وعدالت کو نیز اپنے ساتھ ان کا قرب ونسبت کو بیان فرما کر ان تمام اوہام کا ازالہ فرما

در دل مومن بگنجم اے عجب
گر مرا جوئی دریں دلہا طلب

کعبہ کا عالم یہ ہے کہ

خود بنا کر دو خدا دروے نرفت
اور قلب مومن کا حال یہ ہے کہ

اندراں خانہ بجز آں می نرفت

ترجمہ: حدیث قدسی میں ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میں بلندیوں اور پستیوں میں نہیں بلکہ قلب مومن میں بسیرا کرتا ہوں اگر مجھے تلاش کرنا ہے تو ان دلوں میں تلاش کرو کعبہ خود بنایا مگر اس میں نہ گیا اور قلب مومن میں سوائے اس کے کوئی نہ گیا۔ ایک روایت میں ہے انا عند المنکسرۃ قلوبھم۔ میں شکستہ دلوں کے پاس ہوتا ہوں۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دل دریا سمندروں ڈونگے کون دلاں دیاں جانے ھو
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونج مہانے ھو
چودہ طبق دلے دے اندر تنبو وانگن تانے ھو
جہڑا محرم دل دا باھو سویو ای رب پچھانے ھو

دوسری آیت کے پہلے حصے کی تفسیر

فرمایا اس (بیت اللہ) میں کھلی نشانیاں ہیں اس سے مراد حدود حرم کے اندر کے متبرک مقامات ہیں اور ان میں سے ایک مقام ابراہیم ہے۔

مقام ابراہیم کیا ہے؟

یہ وہ پتھر ہے جس پہ کھڑے ہو کر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی دیواروں کو بلند کیا جوں جوں دیوار بلند ہوتی جاتی یہ پتھر خود بخود اونچا ہوتا جاتا گویا ''گو'' کا کام دے

دیا جو لوگوں کے ذہنوں میں تھے“

مقام روحاء

اس مقام پہ حضور علیہ السلام سے ایک قافلے کی ملاقات ہوئی' انہیں آپ (ﷺ) نے سلام فرمایا' قافلہ میں سے ایک عورت نے ایک بچے کو اٹھایا اور عرض کیا کیا اس کے لئے حج ہے؟ آپ نے فرمایا! نعم ولك اجر ۔ ہاں اور اجر تیرے لیے ہوگا۔

یاد رہے! بالغ ہونے سے پہلے اگر کسی بچے نے حج کیا ہے تو اس کا حج نفلی ہوگا لہٰذا بالغ ہونے کے بعد اگر اس کو استطاعت ہوگئی تو اس پر فرض حج کی ادائیگی لازم ہے۔(فلو حرم صبی او عبد فبلغ اوعتق فمضی لم یجن عن فرضه ۔ کنزالدقائق۔کتاب الحج) لیکن بالغ اگر استطاعت سے پہلے حج کرلے تو اس کا بعد الاستطاعت والا فرض ادا ہوگیا۔

(اصول الشاشی)

مقام ذی الحلیفہ

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ جب بھی مکہ کی طرف تشریف لے جاتے تو طریق شجرہ یعنی درخت والا راستہ اپناتے اور مسجد الشجرہ میں نماز بھی ادا فرماتے اور جب واپس مدینہ لوٹتے تو ذوالحلیفہ کے مقام پہ آکر نماز بھی ادا فرماتے اور رات بھی گزارتے۔(بخاری)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی ساری عمر یہی معمول رہا۔(بخاری)

مدینہ نبی کا قریب آگیا ہے

رات ذوالحلیفہ پہ بسر کی اور دن کے اجالے میں طریق معرس کے راستے سے مدنی آقا علیہ السلام مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔ یہ راستہ ذوالحلیفہ سے پستی میں ہے اور مدینہ شریف اس سے زیادہ قریب پڑتا ہے۔(زرقانی)

جیسے ہی احد پہاڑ پہ امام الانبیاء علیہ الوف التحیۃ والثناء کی نظر کرم پڑی آپ نے فرمایا هذا جبل یحبنا ونحبهٗ ۔ یہ وہ پہاڑ ہے جو (پتھر کا پہاڑ ہو کر بھی) ہم سے محبت کرتا ہے اور

رہا تھا اور جب رات ہوتی تو نیچے زمین کے ساتھ لگ جاتا دوسری خوبی اس میں یہ تھی کہ یہ پتھر ہو کر پتھر کی طرح سخت نہ تھا بلکہ ریت یا گارے کی طرح آپ کے قدموں کے نیچے نرم ہو گیا اس میں ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات آج بھی اس بات پہ گواہ ہیں اور صرف قدم رکھنے کی جگہ سے نرم ہوتا تھا باقی آس پاس کا حصہ سخت ہی رہتا تھا اسی پتھر پہ کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے لوگوں کو حج کے لئے بلایا تھا اور قیامت تک حج کرنے والوں نے ماؤں کے رحموں اور باپوں کی پشتوں میں آپ کی آواز کو سن کر لبیک کہا جس کا ذکر کتب احادیث اور سورۂ حج کی اس آیت واذن فی الناس بالحج کی تفسیر میں مفسرین کرام نے بڑی تفصیل سے کیا ہے۔ اذن وعلی البلاغ (یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ لوگوں کو حج کے لئے بلاؤ تو انہوں نے عرض کیا میری آواز کہاں تک جائے گی تو اللہ نے فرمایا) آواز دینا تیرا کام ہے اور پہنچا دینا میرا کام ہے چنانچہ شیخ محمد بن اسحاق نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

فاستمع من فی اصلاب الرجال وارحام النساء فاجابه من كان سبق فی علم اللہ ان یحج الی یوم القیمة لبیك

اور امام ابن ابی حاتم نے انہی سے یہ الفاظ روایت کیے ہیں

فما من حاج یحج من یومئذ الی ان تقوم الساعة الامن كان اجاب یومئذا ابراهیم (ترجمہ خلاصۃً اوپر گزر چکا)

• درمنثور میں حدیث ہے کہ جس شخص نے بھی خواہ وہ پیدا ہو چکا یا عالم ارواح میں تھا اس وقت لبیک کہا وہ ضرور حج کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے جتنی مرتبہ لبیک کہا وہ اتنی مرتبہ ہی حج کرے گا۔ مصنف عبدالرزاق باب بنیان الکعبہ صفحہ 96 ج5۔ یہ ایک روایت اس طرح ہے۔

اعلان حج بیت اللہ بربان ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام)

عن سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال علی بن ابی طالب كرم اللہ تعالیٰ وجهه الكريم: لما فرغ ابراهيم عليه

ہم (رسول خدا ہو کر) اس سے محبت کرتے ہیں۔

کیسا پتھر دل ہے وہ انسان کہ انسان ہو کر بھی اس کے دل میں حضور علیہ السلام کی محبت نہ ہو خدا ایسے پتھر دلوں سے بچائے

جس دل میں محمد کی محبت نہیں ہوتی
اس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی
میرا یہ عقیدہ ہے گر ذکر خدا میں
یہ نام نہ شامل ہو تو عبادت نہیں ہوتی

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے اس کے تحت مراۃ شرح مشکوٰۃ ج 4 میں چند ایمان افروز نکات لکھے ہیں آپ بھی پڑھیں

1- تمام حسین صرف انسانوں کے محبوب ہوئے حضور انور ﷺ انسان، جن، لکڑی، پتھر جانوروں کے بھی محبوب ہیں یعنی ساری خدائی کے محبوب ہیں کیونکہ خدا کے محبوب ہیں۔

2- یہ کہ دوسرے محبوبوں کو ہزاروں نے دیکھا مگر عاشق ایک دو ہی ہوئے اور حضور انور ﷺ کی محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ آج ان کا دیکھنے والا کوئی نہیں اور عاشق کروڑوں ہیں (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں)

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

3- یہ کہ حضور انور ﷺ کو پتھر کے دل کا حال معلوم ہے کہ کس پتھر کے دل میں ہم سے کتنی محبت ہے تو ہمارے دلوں کا ایمان، عرفان، محبت و عداوت وغیرہ بھی یقیناً معلوم ہے یہ ہے علم غیب رسول ﷺ۔

4- یہ کہ حضور انور ﷺ کو اپنا عشق و محبت جتانے (یا آپ کے سامنے) ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں آپ ﷺ کو تو ہمارے حالات خود ہی معلوم ہیں احد نے منہ سے نہ کہا تھا کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں یا آپ کا چاہنے والا ہوں۔

الصلاة والسلام من بنائه بعث الله تعالیٰ جبرئیل علیه السلام فحج به حتی اذا رأی عرفة قال: قد عرفت وكان اتاها قبل ذلك مرة‘فلذلك سمیت عرفة‘ حتی اذا کان یوم النحر عرض له الشیطان‘ فقال احصب فحصبه بسبع حصبات‘ ثم الیوم الثانی فالثالث‘ فلذلك کان رمی الجمار‘ قال: اعل علی ثبیرا فعلاه فنادی: یاعباد الله! اجیبو الله‘ یا عبادالله! اطیعوا الله‘ فسمع من تحت الابحر السبع۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کعبہ کی بنا سے فارغ ہوئے تو اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کرایا۔ آپ نے عرفات کو دیکھ کر فرمایا: میں اس میدان کو پہچان گیا۔ آپ اس سے قبل بھی ایک مرتبہ یہاں تشریف لائے تھے۔ اس وجہ سے اس کا نام عرفات پڑا۔ یوم النحر کو شیطان نے آپ سے تعرض کیا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا آپ اس کو سات کنکریاں ماریں۔ آپ نے ابلیس کو سنگسار کیا پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا اسی لئے حج میں رمی جمار شروع ہوئی۔ حضرت جبرئیل امین نے فرمایا: کوہ ثبیر پر چڑھو۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثبیر کی پہاڑی پر چڑھ کر اعلان حج فرمایا: اے بندگان خدا! اللہ تعالیٰ کی پکار کا جواب دو‘ اے بندگان خدا! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو تو انکا یہ اعلان سات سمندروں کی تہ سے سنا گیا۔

بہرحال! اسی پتھر (مقام ابراہیم) پہ قدم رکھ کر ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بہو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زوجہ محترمہ سے اپنا سر انور دھلایا تھا۔

(تفسیر کبیر‘ روح المعانی‘ روح البیان‘ نعیمی وغیرہ)

5- یہ کہ جس انسان کے دل میں حضور ﷺ کی محبت نہ ہو وہ پتھر سے بھی سخت ہے اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی محبت نصیب کرے۔

6- یہ کہ حضور ﷺ کی محبت ان کی محبوبیت کا ذریعہ ہے جو چاہتا ہے کہ حضور ﷺ اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ وہ حضور انور ﷺ سے محبت کرے دیکھو یہاں فرمایا کہ ہم بھی احد سے محبت کرتے ہیں۔

7- یہ کہ جو حضور انور ﷺ کا محبوب بن گیا وہ تمام عالم کا پیارا ہو گیا دیکھو آج احد پہاڑ ہر مومن کی آنکھ کا تارا ہے ایسے ہی آج وہ حضرات بھی حضور انور ﷺ کے چاہنے والے بن گئے خلقت کے محبوب ہو گئے ان کے آستانے مرجع خلائق ہو گئے جو حضور علیہ السلام کو چاہنے والے تھے۔ دیکھو حضرت خواجہ اجمیری، حضور غوث پاک، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہم کے آستانوں کی رونقیں یہ اسی محبوبیت کی جلوہ گری ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

ان کے در کا جو ہوا خلق خدا اس کی ہوئی
ان کے در سے جو پھرا اللہ اس سے پھر گیا

(مراۃ شرح مشکوۃ ج 4 صفحہ 220)

صحیح بخاری کتاب المناسک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کا یہ معمول بھی تھا کہ آپ جب کسی بھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو شہر مدینہ کے در و دیوار دکھائی دیتے ہی (خوشی سے) سواری (اونٹنی) کو تیز کر لیتے اور گھوڑے کو ایڑی لگاتے۔ شہر مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے آپ کی زبان پاک پہ یہ کلمات جاری تھے۔

لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ' لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر ائبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ۔

(بخاری' مایقول اذارجع من الحج)

ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، نہ کوئی ذات میں اس کا شریک

مقام ابراہیم اور مقام مصطفیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام

سبحان اللہ: ہزاروں سال گزرنے کے باوجود یہ پتھر آج بھی اسی طرح محفوظ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ جب اللہ نے مقام ابراہیم کی اس قدر حفاظت فرمائی ہے تو مقام مصطفیٰ ﷺ (روضہ انور) کی کیوں نہ حفاظت فرمائے گا یہی وجہ ہے کہ نجدی حکومت کے فتوؤں کے باوجود کہ نعوذ اللہ گنبد بنانا شرک ہے اور حضور ﷺ کا روضہ صنم اکبر ہے (نعوذ باللہ) آج بھی اور ان شاء اللہ تا قیامت اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ گنبد خضریٰ عاشقان مصطفیٰ کی پیاس بجھا رہا ہے اور بجھاتا رہے گا۔ اور منیارۂ نور وہدایت بن کر سارے جہاں میں ہدایت بانٹ رہا ہے۔ اور بانٹتا رہے گا

گنبد خضریٰ خدا تجھ کو سلامت رکھے
دیکھ لیتے ہیں تجھے پیاس بجھا لیتے ہیں

یہ بھی یاد رہے کہ جہاں ابراہیم علیہ السلام کے قدم لگتے ہیں وہ جگہ مقام ابراہیم اور مصلیٰ بنتی ہے (واتخذوا من مقام ابراهيم مصلّى)۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام کے قدم لگتے ہیں وہ مقام جائے تجلی بنتا ہے اور جہاں مصطفیٰ علیہ السلام کے قدم لگتے ہیں وہ مقام عرش معلیٰ بنتا ہے بلکہ تمام امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جہاں حضور علیہ السلام کا جسد اقدس رکھا ہوا ہے وہ جگہ عرش معلیٰ سے بھی افضل واعلیٰ ہے۔ (شامی)

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی (ﷺ)
سب سے بالا ووالا ہمارا نبی (ﷺ)

☆ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے قدم کے نشان والے پتھر کو یہ شان عطا فرمائی کہ تمام جہان کی گردنوں کو اس کی طرف جھکا دیا اور فرمایا اس کو سامنے کر کے مجھے سجدہ کرو۔

اور سبحان اللہ کیا شان ہے ہمارے آقا علیہ السلام کے قدموں کے نشانات کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر پہ جاتے تو لوگوں سے پوچھتے کہ حضور علیہ السلام نے کن کن جگہوں پہ پڑاؤ کیا ہے پھر اس جگہ نوافل ادا کرتے بلکہ صحابہ کا ادب تو ضرب المثل

ہے نہ صفات میں، سارا ملک اور ہر قسم کی حمد اسی کے لئے ہے اور وہ ہر شئی پہ قادر ہے، ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے رجوع کرنے والے بندگی کرنے والے سجدہ کرنے والے اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اپنے بندے کی مدد فرمادی اور تمام لشکروں کو اس اکیلے نے شکست سے دوچار کر دیا۔

مدینہ شریف پہنچ کر حضور علیہ السلام نے دعوت کا انتظام کیا جس میں اونٹ ذبح کیا گیا۔ (بخاری، الطعام عند القدوم)

اس سے حج وعمرہ سے واپسی پہ دعوت کا اہتمام کرنے کا ثبوت ملا اور ظاہر ہے یہ دعوت انہی کے لئے ہوگی جو مبارک دینے کے لئے آئیں گے لہٰذا حج وعمرہ کرنے والے کو مبارک بھی دی جائے۔

(حضور علیہ السلام کو) مبارک دینے والوں اور ملاقات کرنے والوں میں سے ایک عورت (ام سنان رضی اللہ عنہا) سے حضور علیہ السلام نے پوچھا تمہیں کس نے (ہمارے ساتھ) حج کرنے سے روکا؟ اس نے عرض کیا ہمارے پاس دو ہی سواریاں تھیں ایک پر میرے خاوند نے حج کی سعادت حاصل کی ہے جبکہ دوسری کھیتوں میں مصروف تھی تب آپ نے فرمایا

ان عمرة فی رمضان تقضی حجة معی

(رمضان شریف میں عمرہ کر لینا کیونکہ) رمضان کا عمرہ (ثواب کے لحاظ سے) میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری، حج النساء)

(سفر حجۃ الوداع مکمل ہوا اس میں اکثر حوالہ جات حضرت مفتی محمد خاں قادری کے اعتماد پر ان کی کتاب ''حضور نے حج کیسے ادا فرمایا؟ سے لیے گئے ہیں۔ اس میں اگر کوئی روایت ایسی بیان ہوئی ہو کہ جو فقہی مسئلہ کی رو سے فقہ حنفی سے مطابقت نہ رکھتی ہو تو فقہ حنفی کے مطابق عمل کیا جائے کیونکہ فقہ حنفی کی بنیاد قرآن وسنت اور معتبر روایات پر ہی ہے)

آیہ ثانیہ کے جملۂ رابعہ کی تفسیر

ومن کفر فان اللہ غنی عن العٰلمین اور جو کفر کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے کفر کے معنیٰ ہیں انکار کرنا یہ ایمان کا مقابل ہے پھر کفر کی

ہے جو حضور علیہ السلام کے وضو کا پانی بلکہ لعاب و دیگر فضلات کو زمین پہ نہ گرنے دیتے اور ہاتھوں پہ لے کر چہرے پہ مَل لیتے تھے جیسا کہ حدیبیہ کے موقع پہ ہوا اور صحیح بخاری میں سب کچھ موجود ہے۔

کہاں یہ مرتبے اللہ اکبر سنگ اسود کے
یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

(ﷺ)

☆ مکہ مکرمہ میں پندرہ مقامات ہیں جن پہ دعا زیادہ قبول ہوتی ہے مقام ابراہیم انہی مقامات میں سے ایک ہے۔ باقی مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔

ملتزم: یعنی سنگ اسود اور دروازۂ کعبہ کے درمیان والا حصہ' میزابِ رحمت: یعنی کعبہ معظّمہ کے پرنالے کے نیچے' رکن یمانی کے پاس' صفا مروہ کے درمیان' حجرِاسود کے پاس' خانہ کعبہ کے اندر' منٰی و مزدلفہ میں' عرفات میں' تینوں جمروں کے پاس' زمزم کے کنویں کے پاس اور زمزم پیتے وقت (تفسیر عزیزی)

بعض کتابوں میں پندرہ کی بجائے ترپن مقامات ایسے لکھے ہیں کہ جہاں دعا زیادہ قبول ہوئی ہے۔ (کتاب الاعلام صفحہ 392)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے حجر اسود اور مقام ابراہیم کو اٹھالیا جائے گا۔ (اتحاف)

حجر اسود کا مرتبہ و مقام

☆ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا!

نزل الحجر الاسود من الجنة وهو اشد بياضا من اللبن فسودته خطايا بنى ادم (ترمذی' احمد' مشکوٰۃ)

حجر اسود جب جنت سے اترا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لوگوں کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔

مقام غور ہے کہ جب گنا کار لوگوں کے ہاتھوں کی وجہ سے حجر (پتھر) سیاہ ہو گیا ہے تو

دو قسمیں ہیں (1) عملی، (2) اعتقادی۔ یہاں دونوں معنیٰ مراد ہو سکتے ہیں۔

یعنی جو حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہو مگر کفار کی طرح حج نہ کرے یا جو کوئی حج کی فرضیت کا ہی منکر ہو جائے تو وہ جان لے کہ اللہ کے فائدے کے لئے نہیں بلکہ اپنے ہی فائدے کے لئے اس کا حج کرنا تھا اور اب حج نہ کر کے اپنا ہی نقصان کر بیٹھا ہے۔ اللہ کو نہ کسی کے حج کرنے کا فائدہ ہے اور نہ کسی کے نہ کرنے پر نقصان ہے۔

معلوم ہوا کہ حج کا انکار کرنا کفر ہے اور بلا عذر حج نہ کرنا علامت کفار ہے اسی سختی کے اظہار کے لئے ومن کفر فرمایا گیا۔

فائدہ

اس دوسری آیت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ بابرکت مقام کا قرب بھی باعث فضیلت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا فیہ ایات بینات مقام ابراھیم تو جب مقام کے پاس ہونے کی وجہ سے کعبہ کی شان کو بیان کیا جا رہا ہے بڑھ گئی تو جو خوش نصیب آج بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ محو استراحت ہیں ان کی شان کا عالم کیا ہوگا، کیا مقام مصطفیٰ ﷺ کا قرب مقام ابراھیم سے کم شان رکھتا ہے؟

مقام ابراہیم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم چومے تو اس کی عظمت سبحان اللّٰہ۔ اور مدینہ شریف کی گلیوں کے ذرے کیوں نہ ستاروں سے افضل ہوں کہ ان کو حضور علیہ السلام کی نعلین پاک چومنے کا موقع میسر آیا

یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

(ﷺ)

طاقت ہونے کے باوجود حج نہ کرنے کا گناہ

☆ سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

من ملك زادا وراحلة تبلغه الى بيت الله ولم يحج فلا عليه ان يموت يهوديا اور نصرانيا (ترمذی صفحہ 100 ج 1)

ان دلوں کا کیا حال ہوگا کہ جن کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پہ ایک سیاہ داغ لگ جاتا ہے اگر توبہ کرتا رہے تو وہ داغ مٹتا رہتا ہے ورنہ دوسرے گناہ کی وجہ سے دوسرا داغ اور تیسرے کی وجہ سے تیسرا اسی طرح یہ داغ پھیلتا جاتا ہے اور دل کالا سیاہ ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کلا بل ران علی قلوبھم ماکانوا یکسبون ۔ نہیں نہیں بلکہ ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کے دل زنگ آلود ہوگئے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حجر اسود جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے اگر گناہوں کی نحوست (جو گناہ گاروں کے چھونے کی وجہ سے اس سے وابستہ ہوگئی تھی) نہ ہوتی تو جو اندھا کوڑھی یا کوئی اور مریض اس کو چھوتا تندرست ہو جاتا دوسری حدیث میں مشرکین کا لفظ ہے کہ اگر وہ اس کو نہ چھوتے تو کیسا ہی بیمار اس کو چھوتا شفا پا جاتا۔ (اتحاف)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حجر اسود کے بارے میں ارشاد فرمایا

له عینان یبصر بهما ولسان ینطق به یشهد لمن استلمه بحق

(دارمی ج 2 صفحہ 42)

(بروز قیامت) حجر اسود کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا اور اپنے چومنے والے کی حق کے ساتھ گواہی دے گا۔

حجر اسود اللہ کا دایاں ہاتھ ہے

اللہ تعالیٰ جس طرح کسی گھر میں رہنے سے پاک ہے لیکن کعبہ کو عظمت دینے کے لئے اس کی نسبت اپنی طرف فرمادی اس طرح جسم اور جسمانیات سے پاک ہونے کے باوجود حجر اسود کو عظمت دی اور حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الحجر یمین اللّٰه تعالیٰ فی الارض (الکامل لابن عدی ج 1 صفحہ 336)

حجر اسود زمین پہ اللہ کا دایاں ہاتھ ہے۔

جوشخص زادراہ اور سواری کے اخراجات کی طاقت رکھنے کے باوجود بیت اللہ شریف کا حج نہ کرے کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر پھر آپ نے مذکورہ آیت کے تیسرے جملے (وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا) کی تلاوت فرمائی۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ (حج) کتنی اہم عبادت ہے کہ جس کا چھوڑنے والا گمراہی میں یہود ونصاریٰ کے برابر شمار ہوتا ہے۔

☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

من لم یمنعه من الحج حاجة ظاهرة اوسلطان جائرا ومرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یهودیا وان شاء نصرانیا

(دارمی، مشکوٰۃ)

جس شخص کے لئے کوئی واقعی مجبوری، ظالم بادشاہ یا شدید مرض حج سے مانع نہ ہو پھر وہ حج کیے بغیر مر جائے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کے مضمون کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا! ایسا شخص چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے عیسائی ہو کر۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے قسم کھا کر یہی کچھ ارشاد فرمایا۔ (کنز)

اور اتحاف وکنز کی روایت کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ تمام شہروں میں اعلان کروادوں کہ جو شخص قدرت ہونے کے باوجود حج نہ کرے اس پر جزیہ مقرر کردوں کیونکہ وہ شخص مسلمان نہیں ہے۔ (یاد رہے کہ حج کا انکار کرنے سے بندہ کافر ہو جاتا ہے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں

من کان له مال یبلغه حج بیت ربه اوتجب علیه فیه الزکوٰۃ فلم یفعل سال الرجعة عندالموت (کنز)

جس شخص کے پاس حج کے اخراجات کے برابر مال ہو اور وہ حج نہ کرے یا اس پر زکوٰۃ واجب ہو اور ادا نہ کرے وہ مرتے وقت دنیا میں رہنے کی تمنا کرے گا

یصافح بها عبادہ (سبل الہدیٰ ج 1 صفحہ 180)

اس ہاتھ کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مصافحہ فرماتا ہے تو جو حجرا سود کو چومے وہ یہ نہ سمجھے کہ صرف ایک پتھر کو چوم رہا ہے بلکہ وہ اللہ کے دائیں ہاتھ کے بوسے لے رہا ہے۔ اس سے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی وضاحت بھی ہوگئی کہ آپ نے حجرا سود کو مخاطب کر کے فرمایا'

انی لاعلم انك حجرلا تضر ولا تنفع لولا انی رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقبل ماقبلتلت.

میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور (ذاتی طور پہ) نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے اگر میں حضور علیہ السلام کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھتا تو کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

(مقصد یہ تھا کہ ہم پتھروں کو چومنے یا ان کی تعظیم کرنے کا عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ان کو چوما اور ان کی تعظیم کی ہے اور صرف چومنے کا عقیدہ رکھتے ہیں پوجنے کا نہیں۔ چومنا اور ہے اور پوجنا اور ہے تعظیم کرنا اور ہے عبادت کرنا اور ہے۔ چومنا عبادت ہے پوجنا شرک ہے چومنا سنت ہے پوجنا ضلالت ہے۔)

جب حضرت عمر فاروق نے اتنی بات کی تو حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا باب مدینۃ العلم کرم اللہ تعالیٰ وجھہ نے کہا اے امیر المومنین انه یضر وینفع۔ یہ نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی پہنچاتا ہے کیونکہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن حجرا سود کو اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کی زبان ہوگی جس سے بول کر اپنے چومنے والوں کے موحد ہونے کی گواہی دے گا اس پر حضرت عمر نے کہا اے ابوالحسن (حضرت علی کی کنیت) میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں ان اعیش فی قوم لست فیھم۔ کہ ایسی قوم میں رہوں جہاں تو نہ ہو۔

(شعب الایمان ج 3 صفحہ 450)

(یعنی رب کی بارگاہ میں اس کی ملاقات کا شوق اس کے دل میں نہ ہوگا کیونکہ جانتا ہے کہ اللہ کو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں)

ہوسکتا ہے اس آیت کی طرف اشارہ ہو

حتی اذا جاء احد ھم الموت قال رب ارجعون ○ لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن وراء ھم برزخ الی یوم یبعثون (المومنون)

یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آتی ہے تو اس وقت وہ کہتا ہے اے میرے پالنے والے مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں نیکی کروں اس میں سے جو (مال) میں نے پیچھے چھوڑا ہرگز ایسا نہ ہوگا یہ اس کے منہ کی بات ہے جو اس نے کہہ دی (مانی نہ جائے گی) ان کے آگے پردہ (عالم برزخ) ہے قیامت تک کے لئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول عبارت کا مفہوم اس طرح ہے کہ اگر کوئی یہ سمجھے کہ یہ آیت تو کافروں کے بارے میں ہے تو میں یہ آیات پڑھتا ہوں (سورۃ المنافقون کا آخری رکوع جس کی پہلی آیت میں یا ایھا الذین امنوا سے اہل ایمان کو خطاب ہے اور آخری آیت میں ہے) ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا......اس رکوع کی تین آیات ہیں اور درمیانی آیت میں ہے (اے ایمان والو) موت آنے سے پہلے خرچ کرلو کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آئے تو تم میں سے کوئی کہے لولا اخرتنی الی اجل قریب کاش کہ موت کچھ مدت کے لئے ٹل جاتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت میں اس مسلمان کا ذکر ہے کہ جس کے پاس مال تھا اور اس نے حج وزکوٰۃ اور مال کے دیگر حقوق ادا نہ کیے۔ (درمنثور)

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

یقول اللہ عزوجل ان عبدا صححت لہ جسمہ ووسعت علیہ فی المعیشۃ تمضی علیہ خمسۃ اعوام لایفد الی لمحروم

(رواہ ابن ماجہ فی صحیحہ)

حجر اسود کو چومتے وقت کے آداب

حضرت اسود کو چومتے وقت منہ کی بوکو (خواہ وہ حقہ، سگریٹ، نسوار کی ہو یا مسواک نہ کرنے کی وجہ سے ہو) صاف کرنا اس کے اداب میں سے ہے ایک تو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کو بوسہ دے رہے ہو اور دوسرا اس وجہ سے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حجر اسود پہ متعین اللہ تعالیٰ کے اتنے فرشتے ہوتے ہیں مالا یحصی ۔ جن کو گنا نہیں جا سکتا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبریل امین علیہ السلام حضور علیہ السلام کی بارگاہ اقدس وانور میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ ان پہ گردوغبار تھا۔ حضور علیہ السلام نے جب ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں ابھی حجر اسود کی زیارت کر کے آ رہا ہوں وہاں پہ فرشتوں کا اس قدر رش تھا فھذا الغبار الذی تری مما تثیر باجنحتھا ۔ پس یہ وہی غبار ہے جو ان کے پروں سے اڑ کر میرے اوپر پڑا ہے۔ (اخبار مکہ ج 1 صفحہ 341، صفحہ 35)

اور ایک حدیث میں ہے کہ جن چیزوں سے انسانوں کو ایذاء پہنچتی ہے ان سے فرشتوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے حجر اسود کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟

یاد رہے کہ ہجرت کے بعد حضور علیہ السلام نے پانچ مرتبہ مکہ مکرمہ کا سفر کیا پہلی مرتبہ تو حالت احرام میں تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بمعہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حدیبیہ سے واپس جانا پڑا دوسری مرتبہ اس عمرہ کو قضا کرنے کے لئے حدیبیہ کے اگلے سال تشریف لے گئے اور تین دن تک مکہ میں قیام فرمایا۔ تیسری مرتبہ فاتح مکہ بن کر داخل ہوئے چوتھی مرتبہ مقام جعرانہ سے احرام باندھ کر تشریف لے گئے اور پانچویں مرتبہ حجۃ الوداع کے لئے۔

نسائی شریف میں حضرت مطلب بن ابی وداعہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضور علیہ السلام نے طواف فرمایا پھر مطاف کے کنارے پہ آ کر دو رکعت ادا کیں اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حجر اسود کے سامنے نماز ادا کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس بندے کو میں نے صحت اور رزق میں وسعت عطا فرمائی اور وہ پانچ سال تک میری بارگاہ میں (حج کے لئے) حاضر نہ ہوا تو وہ ضرور محروم ہے۔

☆ حضرت ابو جعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہما اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

مامن عبدولا امة يضن بنفقة ينفقها فيما يرضى اللّٰه الا انفق اضعا فها فيمايسخط اللّٰه وما من عبديدع الحج لحاجة من حوائج الدنيا الاراى المخلفين قبل ان تقضىٰ تلك الحاجة يعنى حجة الا سلام وما من عبد يدع المشى فى حاجة اخيه المسلم قضيت اولم تقض الا ابتلى بمعونة من يا ثم عليه ولا يوجر فيه

(رواہ اصبہانی)

جو شخص مرد ہو یا عورت اللہ کی رضا والے کام میں خرچ کرنے سے بخل کرے وہ اس سے بہت زیادہ اللہ کی ناراضگی والے کام میں خرچ کرے گا اور جو شخص کسی دنیوی غرض کے لئے حج کو نہ جائے تو اس کی غرض بھی پوری ہی نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ حج کر کے واپس بھی آجائیں گے اور جو شخص کسی مسلمان کی مدد کرنے کے لئے نہیں چلے گا وہ گناہ کی طرف چل کر جائے گا۔

فضائل حج حدیث کی روشنی میں

☆ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة (متفق علیہ) مقبول حج کی جزاء جنت (سے کم نہیں) ہے

مقبول حج وہ ہے جس میں گناہ کا دخل نہ ہو اور تمام آداب و شرائط کے مطابق کیا جائے جیسے لوگوں کو کھانا کھلانا، ان سے نرمی کے ساتھ پیش آنا، فسق و فجور سے بچے رہنا اور کثرت سے سلام کرنا وغیرہ۔

ایک حدیث میں ہے اور یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے

يصلى حذو الركن الاسود والرجال والنساء يمرون بين يديه مابينهم وبينه سترة ۔ مرد عورتیں آگے سے گزر رہے تھے اور سترہ بھی نہیں تھا۔

(القریٰ لقاصدام القریٰ صفحہ 348)

(یاد رہے کہ حرم کعبہ میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت ہے) اس مقام کے علاوہ بھی حضور علیہ السلام نے حجۃ الوداع کے موقع پر چند مقامات پہ نماز ادا کی جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1- مقام ابراہیم (علیہ السلام)

2- باب کعبہ کے پاس دو مرتبہ جبریل علیہ السلام کی امامت میں (امنی جبریل عند باب الكعبة مرتين۔ اخبار مکہ ج 1 صفحہ 350)

3- رکن شامی کے پاس چنانچہ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ (صحن کعبہ) میں چل رہا تھا جبکہ ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی میں رکن شامی کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہاں نماز ادا کی تھی (کیا ایسا ہی ہے) میں نے ہاں میں جواب دیا تو انہوں نے وہاں کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ (ابوداؤد)

4- مقام ابراہیم اور کعبہ کے درمیان۔ (عن ابن سائب' اخبار مکہ ج 1 صفحہ 351)

5- باب بنی سہم (موجودہ نام باب العمرہ) کے پاس (ایضا)

6- رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان۔

7- حطیم کعبہ میں۔ مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ابتدائے اسلام کا واقعہ سنائیں انہوں نے فرمایا حضور علیہ السلام حطیم کعبہ میں نماز کے اندر مصروف تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں کپڑا ڈال کر سختی سے کھینچا اوپر سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اپنے کریم آقا علیہ السلام کا دفاع کرتے ہوئے عقبہ کو فرمایا:

اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله.

ارشاد فرمایا

من حج فلم یرفث ولم یفسق غفرلہ ماتقدم من ذنبہ

(ترمذی صفحہ100ج1)

جس نے حج کیا اور فحش کوئی فسق وفجور میں مبتلا نہ ہوا اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیے گئے۔

ایک روایت میں ہے رجع کیوم ولدتہ امہ (متفق علیہ)

وہ حج سے ایسے لوٹا جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے یعنی جس طرح آج ہی پیدا ہونے والا بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے اسی طرح حج کرنے والے کے گناہ (صغیرہ) بھی جھڑ جاتے ہیں بشرطیکہ کسی دنیوی غرض ریا یا شہرت کے لئے حج نہ کرے۔

حج میں ریاکاری

ہمارے اندرون شہر بھاٹی گیٹ (لاہور) کے علاقے سے ایک شخص (معراج دین جس کو ماجھا کہا جاتا تھا حال ہی میں اس کا انتقال ہو چکا ہے) حج کر کے واپس آیا تو ایئر رپوٹ پہ اس کو کسی نے کہا ''سنا ماجھیا حج کیسا رہا تو اس نے ایک بڑی سی گالی دے کر کہا ڈیڑھ لکھ روپیہ لگا دتا اے اجے وی ماجھا ای آں'' مطلب یہ کہ مجھے حاجی کہہ کر پکارو۔

اسی طرح کا ایک اور لطیفہ ہے کہ ایک شخص سے اس کا نام پوچھا گیا تو اس نے حاجی عبدالمجید بتایا اور پوچھنے والے سے اس نے کہا آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے کہا میرا نام نمازی عبدالحمید۔ حاجی صاحب بولے یہ نمازی عبدالحمید کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا یہ حاجی عبدالمجید کا کیا مطلب ہے؟ حاجی نے کہا میں نے تو حج کیا ہے اس لیے حاجی عبدالمجید ہوں تو نمازی نے پوچھا کتنے حج کیے ہیں؟ وہ بولا: ایک کیا ہے کیا ایک سے بندہ حاجی نہیں بن سکتا؟ تو اس نے جواب دیا اگر تو ایک حج سے حاجی عبدالمجید بن سکتا ہے تو میں روزانہ پانچ نمازیں پڑھنے سے نمازی عبدالحمید کیوں نہیں بن سکتا۔

کنز العمال کی حدیث کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ قیامت کے قریب میری امت کے امیر تو سیر وسیاحت کے لئے متوسط درجہ کے لوگ تجارت کے لالچ میں علماء ریاکاری

کیا اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔

آگے حدیث آ رہی ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہاتھ پکڑا اور حطیم کعبہ میں داخل کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں نماز ادا کرو۔

8- آٹھواں مقام وہ ہے کہ محبوب خدا نے خانہ خدا کے اندر داخل ہو کر نماز ادا فرمائی اور یہ دو رکعتیں تھیں۔

روح نماز ہے یہی اصل نماز ہے یہی
تیری نظر میں میں رہوں میری نظر میں تو رہے

جس کے قدموں کے بوسے لیے عرش نے

وہ محبوب باری، رحمت وفضل مالک شان ستاری وغفاری صلوات اللہ وسلامہ الجاری مادامت الایام واللیالی جن کو خدا سلام بھیجے، خدا کے فرشتے سلام عرض کریں اور ساری امت السلام علیك ایها النبی کا سلام محبت نماز میں عرض کرے۔ اس آقا علیہ السلام نے حجرا سود کا استلام بھی فرمایا اور بوسہ بھی لیا۔ (بخاری صفحہ 246، مسند احمد ج 1 صفحہ 32)

اور ایسا بوسہ لیا کہ وضع شفیته علیه طویلا ۔ بوسہ لینے کے بعد بڑی دیر تک اپنے ہونٹ مبارک حجرا سود پہ رکھ کر کھڑے رہے۔

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

اور ایک بار نہیں بلکہ طواف کے ہر پھیرے پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرا سود کو اپنے بوسے سے نوازتے رہے۔ (ابوداؤد کتاب الحج)

اس لیے ہر چکر پر حجرا سود کا بوسہ اور استلام مستحب ہو گیا۔

(القریٰ لقاصد ام القریٰ صفحہ 284)

جبکہ رکن یمانی کو ہاتھ لگانا تو ثابت ہے مگر اس کا بوسہ حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں۔ زاد المعاد۔

اس کی وجہ یہ ہے حجرا سود کو دو فضیلتیں حاصل ہیں ایک تو (جنتی پتھر) ہونے کی اور

کے لئے اور غرباء بھیک مانگنے کے لئے حج کریں گے۔ العیاذ باللہ۔

ایک قافلہ حج کے ارادے سے عراق کی طرف سے آیا اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صفا و مروہ کے درمیان بیٹھے تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ حج کے علاوہ تمہاری کوئی اور غرض تو نہیں (مثلاً تجارت' قرضہ کی وصولی یا کسی سے میراث کا مطالبہ وغیرہ) انہوں نے کہا حج کے علاوہ کوئی اور غرض نہیں فرمایا! پھر جاؤ نئے سرے سے اعمال کرو یعنی تمہارے پہلے گناہ مٹا دیے گئے۔

استطاعت سے مراد کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا ما الحاج ۔ حاجی کون ہے؟ دوسرے نے عرض کیا ای الحج افضل ۔ افضل حج کونسا ہے؟ تیسرے نے مسئلہ پوچھا ما السبیل ۔ (من استطاع الیہ سبیلا) سبیل سے کیا مراد ہے؟

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہلے کو جواب دیا الشعث التفل میلا کچیلا' پراگندہ بالوں والا' بو والا کامل حاجی ہے۔ دوسرے کو فرمایا العج و الثج ۔ (قربانی میں جانوروں کا) خون بہانے والا اور (تلبیہ میں) شور مچانے والا افضل حاجی ہے اور تیسرے کو فرمایا زاد و راحلة ۔ سبیل سے مراد توشہ (سفر خرچ) اور سواری ہے۔ جو حج کو واجب کر دیتے ہیں جیسا کہ ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ

مایوجب الحج ۔ کونسی شے حج کو واجب کر دیتی ہے؟

فرمایا! الزاد و الراحلة ۔ زادراہ اور سواری۔ (ترمذی' مشکوٰۃ)

حاجی تو سارے کہلائیں حج کرے کوئی ایک

ہزاروں میں تو ہے نہیں لاکھوں میں جا دیکھ

حج پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے

حضرت ابن شماسہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے انتقال کے

دوسری یہ کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر ہے اور رکن یمانی کو صرف ایک فضیلت حاصل ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر ہے جبکہ خانہ کعبہ کے باقی دو گوشوں (رکن شامی وعراقی) کو ان میں سے کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ (المواہب ج 11 صفحہ 379)

طواف زیارت میں چونکہ حضور علیہ السلام نے سواری پہ طواف فرمایا اس لیے چھڑی کے ساتھ حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے استلام فرمایا (بخاری باب التکبیر عند الرکن)

المواہب میں ہے اذا استلم الرکن قال بسم اللہ واللہ اکبر و کلما اتی الحجر قال اللہ اکبر ۔ یعنی بوقت استلام بسم اللہ واللہ اکبر کہتے اور حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت صرف اللہ اکبر کہتے۔ (صفحہ 379 ج 11)

حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کو میں نے دیکھا کہ آپ طواف فرما رہے ہیں ولیستلم الرکن بمحجن معه ویقبل المحجن

(زرقانی ج 11 صفحہ 380)

اپنی چھڑی مبارک حجر اسود کے ساتھ لگاتے ہیں پھر اس کو (منہ کی طرف لے جا کر چومتے ہیں۔ (القریٰ صفحہ 274)

اس پر امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ''طواف کرنے والے کے لئے کس قدر آسانی ہے کہ اگر بوسہ نہ لیا جا سکے تو ہاتھ لگا لیا جائے اگر یہ بھی مشکل ہو تو دور سے سلام کر لیا جائے یہی کیا کم ہے کہ حضور علیہ السلام کے منہ رکھنے کی جگہ پہ نگاہیں پڑ رہی ہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ ج 10 صفحہ 739)

مقام ابراہیم پہ نوافل ادا کر کے حضور علیہ السلام نے ایک بار پھر حجر اسود کا استلام فرمایا (مسلم شریف' کتاب الحج) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم شریف نوش فرمایا سر پر ڈالا اور اس کے بعد (حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ثم رجع الی الرکن فاستلمه (ایضاً)

پھر حجر اسود کا استلام فرمایا۔ اس سے ایک فقہی مسئلہ وجود میں آیا اور وہ یہ کہ

ان کل طواف بعده سعی یستحب فیه الاستلام لان الطواف کما یفتتح بالاستلام فکذا السعی به ایضاً۔ (الہدایہ للامام مرغینانی)

وقت ان کے پاس حاضر تھے حضرت عمرو بن عاص کافی دیر تک روتے رہے اور اس کے بعد اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام قبول کرنے کی رغبت پیدا فرمائی تو میں نے حضور علیہ السلا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی، حضور علیہ السلام نے اپنا دست اقدس بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا اس پر حضور علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ میں اس شرط پہ بیعت کروں گا کہ اللہ تعالیٰ میرے گذشتہ گناہوں کو معاف فرمادے، آپ (ﷺ) نے فرمایا! یاعمرو اماعلمت

ان الاسلام یھدم ما کان قبله. وان الهجرة تهدم ما کان قبلها وان الحج یھدم ما کان قبله ۔ (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ، مسلم)

اے عمرو! کیا تو جانتا نہیں کہ اسلام ہجرت اور حج پہلے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں

یاد رہے کہ گناہ کبیرہ توبہ سے معاف ہوتا ہے اور حقوق العباد خالی توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتے جب تک کہ ان کو ادا نہ کر دیا جائے مثلاً کسی کی چوری کی ہے تو مال واپس کرے پھر توبہ کرے

حاجی کو آگ نے نہ جلایا

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ شفا میں لکھتے ہیں کہ ایک جماعت حضرت سعدون خولانی علیہ الرحمۃ کے پاس آئی اور کہا کہ قبیلہ کتامہ کے لوگوں نے ایک آدمی کو قتل کر کے اس کو رات بھر آگ جلاتے رہے مگر آگ نے اس پر کوئی اثر نہیں کیا اس کا بدن بھی سیاہ نہیں ہوا بلکہ سفید ہی رہا آپ نے فرمایا! شاید اس نے تین حج کیے ہوں لوگوں نے اس کی تصدیق کی کہ ہاں واقعی اس نے تین حج کیے ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس شخص نے ایک حج کیا اس نے فرض ادا کیا جس نے دوسرا حج کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو قرض دیا اور جو تین حج کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی کھال اور بال کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

روح البیان میں ہے کہ ایک شخص نے آگ میں ایک رسی پھینکی لیکن وہ نہ جلی تو اس کو آواز آئی کہ اس کو دوزخ کی آگ بھی نہیں جلا سکتی یہ دنیا کی آگ کیا جلائے گی کیونکہ جس

ہر وہ طواف جس کے بعد سعی ہو اس میں استلام مستحب ہے اس لیے کہ جس طرح طواف کا آغاز استلام سے ہوتا ہے اسی طرح سعی کی ابتداء بھی استلام ہی سے ہوگی۔

حجر اسود پہ سجدہ اور آہ وزاری

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قبل الرکن ثم سجد علیہ ثم قبلہ ثم سجد علیہ ثلث مرات

(سبل الہدیٰ صفحہ 464 ج 8)

حضور علیہ السلام نے حجر اسود پر تین مرتبہ (بظاہر) سجدہ (کی طرح عمل فرمایا) اور ایک ہی وقت میں تین بار اس کو چوما۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت حضور علیہ السلام کی حالت یہ تھی کہ فاضت عیناہ بالبکاء ۔ آپ علیہ السلام کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں

(السنن الکبریٰ صفحہ 74 ج 5)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق آپ کافی دیر تک روتے رہے اور جب فارغ ہوئے تو فرمایا ھھنا تسکب العبرات یہ ہے آنسو بہانے کی جگہ (سبل الہدیٰ ج 7 صفحہ 73)

حجر اسود کی تنصیب کا واقعہ

جب سیدنا ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا جس کو قرآن مجید میں واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمعیل کے مبارک الفاظ میں بیان فرمایا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ کوئی بڑا پتھر لاؤ تاکہ طواف کے آغاز کی جگہ پہ بطور علامت رکھا جائے حضرت اسماعیل علیہ السلام ابھی پتھر تلاش ہی کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل امین علیہ السلام ایک پتھر لے کر حاضر ہو گئے اور عرض کیا طوفان نوح کے وقت یہ پتھر محفوظ کر لیا گیا تھا اسی کو نصب کر دیں جب اسے نصب کیا گیا تو اس کی روشنی سے حدود حرم چمک اٹھیں (یہی حجر اسود ہے جو اس وقت حجر ابیض تھا) (اخبار مکہ ج 1 صفحہ 65)

پھر جب قریش مکہ نے خانہ کعبہ تعمیر کیا اس وقت حضور علیہ السلام نے اپنے چچا حضرت

اونٹ کی گردن میں یہ رسی تھی اس پر سوار ہو کر دس حج کیے گئے۔(پھر حج کرنے والے کا کیا مقام ہوگا)(تفسیر نعیمی ج2 صفحہ 332)

حاجی کی سفارش

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا فرمان عالی شان ہے

الحاج یشفع فی اربع مائة من اهل بیت اوقال من اهل بیته ویخرج من ذنوبه کیوم ولدته امه۔

(مجمع الزوائد ج3 صفحہ 211' الدرالمنثور ج1 صفحہ 210' کنزالعمال ج5 صفحہ 14)

حج کرنے والا چار سو گھرانوں یا فرمایا اپنے گھرانے میں سے چار سو افراد کی شفاعت کرے گا اور وہ خود گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کرم کے سامنے ایک حاجی کی سفارش پہ اتنے لوگوں کو بخش دینا کوئی بڑی بات نہیں حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ عرفات کے میدان میں فرمانے لگے اے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم سب کسی کریم کے دروازے پہ جا کر ایک چھدام (کوئی معمولی شئی) مانگو تو وہ انکار کرے گا؟ سب نے کہا نہیں۔ فرمایا خدا کی قسم اللہ کے لئے تمام اہل عرفات کی مغفرت فرمادینا اس سے بھی زیادہ آسان ہے (روض الریاحین)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کا ایک فرمان عظمت نشان نقل کیا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا!

اذا لقیت الحاج فسلم علیه وصافحه وصره ان یستغفر لك قبل ان یدخل بیته فانه مغفورله (مشکوٰۃ)

جب تو کسی حاجی سے ملے تو اس کو سلام و مصافحہ کر اور گھر میں داخل ہونے سے پہلے اس سے دعا کرالے کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

کیونکہ حدیث کے مطابق حاجی اور مجاہد فی سبیل اللہ اللہ تعالیٰ کا وفد ہیں اس لیے اللہ سے جو مانگیں وہ ملتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حج کرنے سے بیس ربیع الاول تک حاجی جس کے لئے دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتا ہے اسی لیے سلف

عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بخاری شریف میں ہے کہ آپ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے اور جب مقام حجر اسود تک دیواریں پہنچیں تو اختلاف پیدا ہو گیا کہ حجر اسود کو کون نصب کرے اختلاف اتنا بڑھا کہ آپس میں لڑائی تک کے حلف اٹھا لیے گئے اور چار دن تک تعمیر کا کام رکا رہا آخر بزرگوں کے مشورے سے یہ طے پایا کہ کل جو شخص سب سے پہلے حرم میں داخل ہوگا وہ ہمارا فیصلہ کرے گا چنانچہ اگلے دن جو سب سے پہلے حرم میں آئے وہ حضور علیہ السلام تھے آپ کو دیکھتے ہی سب لوگ پکار اٹھے۔

ھٰذا الامین محمد رضیا ھٰذا محمد

یہ تو امانت والے محمد (ﷺ) ہیں ہم محمد (ﷺ) (کے فیصلے) پر راضی ہیں۔

آپ (ﷺ) نے کمال دانشمندی و حکمت عملی سے حجر اسود کو چادر پہ رکھا اور تمام قبائل کے سرداران کو چادر کی اطراف پکڑوا دیں اور جب اس خاص مقام کے برابر حجر اسود کو اٹھا لیا گیا وضعہ بیدہ ﷺ تو حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ مبارک سے اٹھایا اور نصب کر دیا

(سبل الہدیٰ صفحہ 171 ج2)

حطیم کعبہ

یاد رہے قریش مکہ نے حطیم کو (جو کعبہ کا حصہ تھا) اس تعمیر میں کعبہ سے خارج کر دیا تھا جس پر حضور علیہ السلام افسوس کا اظہار فرماتے رہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ اگر لوگ نئے نئے اسلام میں داخل نہ ہوئے ہوتے تو میں ضرور ابراہیم علیہ السلام والی بنیادوں پہ کعبہ تعمیر کر دیتا اور حطیم کو کعبہ کی عمارت میں داخل کر دیتا اور اس کے دو دروازے رکھتا ایک سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے نکلتے (بخاری کتاب الحج) مگر آپ نے ایسا نہ فرمایا تا کہ وحدت ملی میں خرابی پیدا نہ ہو لیکن حکم فرما دیا کہ حطیم کو کعبہ کا حصہ ہی سمجھا جائے اور اس کے اوپر سے طواف کیا جائے۔

اس سے جہاں اتحاد و اتفاق کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے وہاں اتحاد کی برکت بھی سامنے آتی ہے کہ اگر حطیم کو شامل کر لیا جاتا تو کوئی قسمت والا ہی ہوتا کعبہ کے اندر نماز پڑھ سکتا لیکن اب ہر کوئی حطیم میں نماز ادا کر کے کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

صالحین حج کے لئے جانے والوں کوالوداع کہنے کے لئے ان کے ساتھ جاتے ہیں اور حج کر کے آنے والوں کا استقبال اور ان سے دعا کی درخواست کرتے ہیں (کیونکہ وہ ایک بڑی ڈگری لے کرآئے ہیں) (اتحاف)

جیسے معمولی تعلیم حاصل کرنی ہوتو گھر میں بھی کرسکتے ہیں مگر اعلیٰ تعلیم کے لئے لوگ لندن وامریکہ جاتے ہیں حج بھی اعلیٰ عبادت ہے اس لیے اس کے حصول کے لئے سفر واخراجات کرائے گئے

حج کرنے والا کنگال نہیں ہوتا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشادفرمایا

النفقة في الحج كالنفقة في سبيل الله بسبع مائة ضعف

(رواہ احمد والطبرانی والبیہقی)

حج میں خرچ کرنا ایسے ہے جیسے جہاد میں خرچ کرنا ہے (یعنی) سات سو گنا تک (ایک کے بدلے سات سو)

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تیرے عمرے کا ثواب تیرے خرچ کرنے کے مطابق ہے (مطلب یہ کہ حج وعمرہ کے دوران وہاں کے لوگوں پہ خرچ کرتا نہ فضول خرچی واسراف ہے اور نہ ہی اس بارے میں بخل سے کام لینا چاہیے وہاں کے تاجروں کو اور ضرورت مندوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہچانا چاہیے) (کنز)

اور اس سے مال میں کمی نہ ہوگی بلکہ برکت واضافہ ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے حج وعمرہ کثرت فقرکوروکتے ہیں اور برے خاتمے سے روکتے ہیں۔ (کنز)

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

حجوا تستغنوا (کنزالعمال 11822) حج کروغنی ہو جاؤ گے۔

ایک روایت جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے اس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا

ما امعر حاج قيل لجابر ما الامعار قال ما افتقر (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

حطیم کعبہ کی فضیلت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا انی احب ان ادخل البیت و اصلی فیه

یارسول اللہ میں کعبہ کے اندر داخل ہونے کی آرزو رکھتی ہوں اور یہ کہ اس میں نماز ادا کروں۔

فاخذرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بیدی فادخلنی فی الحجر فقال صلی فی الحجر اذا اردت دخول البیت فانما هو قطعةمن البیت فان قومك اقتصروا حین بنوا الکعبة فاخرجوه من البیت

(ابوداؤد)

پس آپ (ﷺ) نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حطیم میں داخل فرما دیا اور فرمایا جب تو کعبہ میں داخل ہونا چاہے تو یہاں (حطیم میں) آ کر نماز پڑھ لیا کر یہ کعبہ کا حصہ ہی ہے (لیکن) تیری قوم نے جب کعبہ تعمیر کیا تو (اخراجات کی کمی کی وجہ سے) اس کو نکال باہر کیا۔ (یہ روایت باختلاف الفاظ نسائی ج 2 صفحہ 34 پہ بھی ہے)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک موقع پر یہ بھی عرض کیا: یارسول اللہ! انہوں نے بیت اللہ شریف کا دروازہ کیوں اونچا رکھا ہے فرمایا!

لیدخلوا من شاء و ا و یمنعوا من شاء و ا ۔ تاکہ جس کو چاہیں (بیت اللہ میں) داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں روک دیں پھر فرمایا کہ اگر دور جاہلیت قریب نہ ہوتا تو میں حطیم کو کعبہ کی چھت کے نیچے کر دیتا وان الصق بابه بالارض ۔ اور دروازے کو زمین کے برابر کر دیتا۔ (بخاری)

حضور علیہ السلام نے فرمایا (حطیم میں) میزاب رحمت کے نیچے جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو آپ (ﷺ) نے فرمایا! حطیم میں دو نفلوں کا ثواب تمام گناہوں کی معافی ہے اور حطیم کے دروازے پہ ایک فرشتہ یہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ اے امتِ محمدیہ (علٰی صاحبها الصلوٰۃ والسلام) جو شخص اس میں نفل پڑھے گا خرج

حاجی ہرگز ہرگز فقیر نہیں ہوتا۔

عورتوں کا جہاد اور افضل عمل

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے میں نے جہاد میں شرکت کی اجازت مانگی تو آپ نے ارشاد فرمایا

جھادکن الحج (مشکوٰۃ) تمہارا جہاد حج ہے (جس میں قتال وغیرہ کچھ نہیں' نہ کانٹا چبھے نہ زخم ہو' عورتوں کے لئے افضل جہاد حج مقبول ہے۔ (الترغیب)

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے سوال کیا گیا

ای العمل افضل؟ کونسا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟

قال الایمان باللّٰہ ورسولہ ۔ آپ نے فرمایا! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا

قیل ثم ماذا؟ عرض کیا گیا اسکے بعد کونسا عمل سب سے افضل ہے؟

قال الجھاد فی سبیل اللّٰہ ۔ فرمایا! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

قیل ثم ماذا؟ عرض کیا گیا اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟

قال حج مبرور ۔ فرمایا! مقبول حج۔ (بخاری صفحہ 206 ج1)

ھو لا یخالطہ الاثم ولا سمعۃ ۔

مقبول حج وہ ہے جس میں نہ گناہ ہو اور نہ ریا کاری)

نیکیاں ہی نیکیاں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مایرفع ابل الحاج رجلا ولا یضع یدا الاکتب اللّٰہ لہ بھا حسنۃ اومحا عنہ سیئۃ اورفع بھا درجۃ۔ (شعب الایمان للبیہقی صفحہ 47 ج3)

حاجی کی سواری قدم رکھتی ہے اور اٹھاتی ہے تو ہر قدم پر (رکھنے پر بھی اور اٹھانے پر بھی) ایک نیکی ملتی ہے ایک گناہ مٹتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے (سبحان اللّٰہ)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

مرحوما۔ اس پر رحم کیا جائے گا۔ (الجامع اللطیف صفحہ 89)

ان مقامات پہ جس طرح نیک اعمال کا ثواب بڑھ جاتا ہے خدانخواستہ اگر گناہ کیا جائے گا تو اس کا وبال بھی زیادہ ہوگا چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ وہاں خطاؤں کا ارتکاب سخت ممنوع ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے۔ (اتحاف)

ایک بزرگ (حضرت وہب بن الورد) فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہا کہ میں نے کعبہ کے پردوں کے اندر سے آواز سنی کہ میں پہلے تو اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتا ہوں پھر اے جبریل تجھ سے ان لوگوں کی جو میرے گرد ہنسی مذاق اور فضول باتوں میں مشغول رہتے ہیں اگر یہ لوگ باز نہ آئے تو میں ایسے پھٹ جاؤں گا کہ میرا ہر ہر پتھر جدا جدا ہو جائے گا۔

مسامرات میں موسیٰ بن محمد علیہ الرحمۃ سے ہے کہ ایک عجمی شخص کعبہ کا طواف کر رہا تھا اگرچہ نیک اور دیندار آدمی تھا لیکن دوران طواف ایک خوبصورت عورت کی پازیب کی آواز اس کے کان میں پڑ گئی یہ شخص اس عورت کی طرف غور سے دیکھنے لگا (جبکہ وہ بھی طواف میں تھی) کہ اچانک رکن یمانی سے ایک ہاتھ نکلا اور اس زور سے اس شخص کے منہ پہ تھپڑ لگا کہ ایک آنکھ نکل آئی اور بیت اللہ شریف کی دیوار سے آواز آئی کہ ہمارے گھر کا طواف کرتا ہے اور ہمارے غیر کو دیکھتا ہے اگر آئندہ ایسی حرکت کی تو اس سے بھی زیادہ سزا ملے گی۔

غالباً اسی وجہ سے بعض اکابر مکہ مکرمہ کی بہ نسبت مدینہ شریف میں قیام کو زیادہ پسند کرتے کہ اس کا احترام کما حقہ مشکل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ سے باہر ستر لغزشیں مکہ کی ایک لغزش سے بہتر ہیں۔

رکن یمانی کی فضیلت

رکن یمانی کے بارے میں حضور علیہ السلام کا ارشاد پاک ہے

وکل به سبعون ملکا یعنی الرکن الیمانی فمن قال اللھم انی اسئلك العفو والعافیة فی الدنیا وفی الاخرة ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار قالوا امین (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

من مات فی طریق مکة لم یعرضه اللّٰہ یوم القیمة ولم یحاسبه

(ایضاً صفحہ 474ج3)

جو (حاجی) مکہ کی طرف آتا ہوا فوت ہو جائے بروز قیامت نہ اس کا مواخذہ ہوگا اور نہ حساب لیا جائے گا۔

☆ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

من اراد الحج فلیتعجل (رواہ ابوداؤد)

جو حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ جلدی کرے

(کیا معلوم بیمار ہو جائے یا بعد میں گنجائش نہ رہے یا موت آجائے اس لیے ایک روایت میں نکاح سے بھی پہلے حج کر لینے کا ارشاد ہے اور ایک روایت میں فرمایا گیا کہ فرض حج بیس مرتبہ جہاد سے بھی آگے ہے (کنز)

ثواب ہی ثواب

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

من خرج حاجا فمات کتب له اجر الحاج الی یوم القیمة ومن خرج معتمرا فمات کتب له اجرالمعتمر الی یوم القیمة ومن خرج غاز یافمات کتب له اجر الغازی الی یوم القیمة.

(رواہ ابویعلی)

جو شخص حج، عمرہ یا جہاد کے لئے نکلے اور راستے میں فوت ہو جائے اس کو تا قیامت حج، عمرے اور جہاد کا ثواب بدستور ملتا رہے گا۔

ایک روایت میں یہی مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

عن ابی ھریرہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم، اجرالغازی، والحاج، والمعتمر الی یوم القیامة.(شعب الایمان للبیہقی باب المناسک صفحہ 474ج3)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو

یعنی رکن یمانی پر اللہ تعالیٰ نے ستر فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو شخص وہاں مندرجہ بالا دعا اللھم انی اسئلك ...... کرے وہ فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو کعبۃ اللہ کے دو کونوں کا استلام کرتے اور چھوتے ہوئے دیکھا ہے ایک رکن یمانی اور ایک حجر اسود۔

(بخاری صفحہ 166 ' صفحہ 1609)

اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش نے خانہ کعبہ کے (حجر اسود اور رکن یمانی والے) دو کونے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام والی بنیادوں پہ بنائے جبکہ دوسرے (شامی و عراقی) دو کونے ان بنیادوں پہ نہ بنائے تھے اس لیے آپ ان کا استلام اور ان کو مَس نہ فرماتے جیسا کہ صحیح بخاری ہے ورنہ ابراہیم علیہ السلام چاروں کونوں کو مَس کرتے تھے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام گناہوں کو مٹا دیتا ہے (کنز)
ایک روایت میں حضور علیہ السلام کا رکن یمانی کو بوسہ دینا بھی ثابت ہے

(اتحاف ابن حبان عن ابن عمر رضی اللہ عنہما مراۃ بحوالہ مرقاۃ صفحہ 137 ج 4)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق حضرت جبریل امین علیہ السلام وہاں کھڑے تھے اور رکن یمانی کا استلام کرنے والوں کے لئے دعا کر رہے تھے۔

(اخبار مکہ ج 1 صفحہ 328)

خبردار' ہوشیار' احتیاط

حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کو اذیت نہیں پہنچنی چاہیے کیونکہ استلام مستحب عمل ہے اور ایذائے مسلم حرام ہے ایک مستحب کام کے لئے حرام کا ارتکاب شان مسلم کے خلاف ہے۔

یاد رہے کہ کعبہ معظمہ کے چار کونے ہیں مشرقی کونہ حجر اسود والا ہے جہاں سے طواف کا آغاز ہوتا ہے اس سے اگلا یعنی شمال مشرقی کونہ رکن عراقی کہلاتا ہے اس سے اگلا یعنی شمال مغربی رکن شامی اور اس سے اگلا یعنی حجر اسود سے پہلا کونہ (جنوب مغربی) رکن یمانی ہے۔

شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادہ سے نکلا اور پھر راستہ میں انتقال کر گیا' اسے مجاہد' حاجی اور عمرہ کرنے والے کی طرح قیامت تک ثواب ملتا رہے گا۔

☆ عن عبداللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال' قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم' من حج حجة الاسلام وزار قبری' وغزی غزوة وصلی فی بیت المقدس لم یسئل اللّٰه عزوجل فیما افترض علیه (تنزیه الشریعة لابن عراق صفحه 175 ج2)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' جو حجۃ الاسلام بجالائے اور میری قبر کی زیارت سے مشرف ہو اور جو ایک جہاد کرے اور بیت المقدس میں نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس سے فرائض کا حساب نہ لے گا۔

مقبول حج کا ثواب

☆ عن عبداللّٰه بن مسعودرضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال' قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم' تابعوابین الحج والعمرة فانهما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذهب والفضة' ولیس للحجة المبرورة ثواب الا الجنة.

(ابن ماجہ صفحہ 207 ج1)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' حج اور عمرہ دونوں ادا کرو کیونکہ یہ دونوں محتاجی اور گناہوں کو دور کرنے والے ہیں جیسے بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے اور حج مقبول کا ثواب تو جنت ہی ہے۔

اجر ہی اجر

عن عبداللّٰه بن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما قال' قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم' الحجاج والعمار وفد اللّٰه ان سالوه

مقام ملتزم اور اس کی فضیلت

الملتزم مابین الحجر والباب (اخبار مکہ صفحہ 347 ج 1)

حجر اسود سے لے کر بیت اللہ شریف کے دروازے تک کا حصہ ملتزم کہلاتا ہے اس کو ملتزم اس لیے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ لپٹ کر دعا کی اور صرف ہمارے آقا و مولیٰ نے ہی نہیں بلکہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اور صرف ابراہیم علیہ السلام نے ہی نہیں بلکہ جبریل امین علیہ السلام نے بھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں جب بھی جبریل امین کو دیکھنا چاہتا ہوں تو اس کو ملتزم کے ساتھ لپٹ کر یہ دعا کرتا ہوا پاتا ہوں یا واجد یاماجد لاتزل عنی نعمة انعمتها علی

اے اللہ! مجھ سے وہ نعمتیں سلب نہ فرمانا جو تو نے مجھے دے رکھی ہیں (الحج صفحہ 73)

حضور علیہ السلام کا ارشاد پاک ہے:

الملتزم موضع یستجاب فیه الدعاء مادعا اللّٰه فیه عبدالا استجا بها (المسلسلات' شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ حصن حصین الامام الجزری مجملاً عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

ملتزم وہ بابرکت مقام ہے کہ جہاں دعا قبول ہوتی ہے اور کسی بندہ خدا نے وہاں دعا نہیں کی جو قبول نہ ہوئی ہو۔

نبی اکرم علیہ السلام نے وہاں ان کلمات سے دعا کی

اللهم انی اسئلك ثواب الشاكرين ونزل المقربين ويقين الصادقين وصلة المتقين يا ارحم الرحمين (القریٰ صفحہ 317)

اے اللہ میں تجھ سے شاکرین کا ثواب' مقربین کا قرب' صادقین کا یقین اور متقین کا سا انعام طلب کرتا ہوں اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مقام پہ اپنا سینہ اور چہرہ دیوار سے چمٹا دیا اور دونوں ہاتھ دیواروں پہ پھیلا دیے اور فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کو بھی اس جگہ ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد)

امام حسن بصری علیہ الرحمۃ نے جو اہل مکہ کو خط لکھا جس میں پندرہ مقامات پہ دعا کے

اعطوا وان دعوا اجابهم، وان انفقوا اخلف لهم، والذی نفس ابی القاسم بیدہ، ماکبر مکبر علی نشز، ولا اہل مہل علی شرف من الاشراف الا اہل مابین یدیہ وکبر حتی ینقطع بہ منقطع التراب (کنز العمال 11817)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری سے مشرف ہونے والے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتے ہیں تو ان کو عطا کیا جاتا ہے اور جو دعا کرتے ہیں قبول ہوتی ہے اور کچھ خرچ کریں تو وہ ان کے لئے توشۂ آخرت بنادیا جاتا ہے۔ قسم اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جس شخص نے کسی بلند مقام پر کھڑے ہوکر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور ہی پڑھا۔

فرشتوں کا مصافحہ اور معانقہ

عن ام المومنین عائشہ الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان الملائکۃ لتصافح رکاب الحجاج، وتعتنق المشاۃ (شعب الایمان للبیہقی صفحہ 474 ج3)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بے شک فرشتے سواری پر حج کے لئے جانے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل چل کر جانے والوں سے معانقہ۔

کمزور لوگوں کا جہاد

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جہاد الکبیر والصغیر والضعیف والمراۃ الحج والعمرۃ۔ (نسائی 2/2)

بہت زیادہ مستجاب ہونے کی نشاندہی فرمائی ان میں ایک مقام ملتزم بھی ہے (حصن حصین)

یاد رہے: کہ بعض علماء کے مطابق مقام ملتزم رکن یمانی سے لے کر کعبہ شریف کے

غربی بند دروازے تک کا حصہ ہے (شرح لباب)

مگر زیادہ صحیح ومشہور یہی ہے کہ حجر اسود سے باب کعبہ تک تقریباً چھ فٹ کا حصہ مقام

ملتزم ہے۔ حجۃ الوداع میں طواف وداع کے بعد حضور علیہ السلام ملتزم پہ تشریف لائے اپنا

چہرہ انور اور سینہ اقدس ملتزم کے ساتھ چمٹا کر دعا کرتے رہے۔ (السنن الکبریٰ ج 5 صفحہ 164)

یہی کچھ آپ نے فتح مکہ کے موقع پہ مقام ملتزم کے ساتھ کیا۔

(ابوداؤد کتاب المناسک' زادالمعارج 1 صفحہ 241' حجۃ الوداع صفحہ 189)

فضائل آبِ زمزم شریف

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

ماء زمزم لما شرب له (ابن ماجہ) زمزم کا ماء مبارک جس مقصد کے لئے پیا

جائے وہ مقصد حاصل ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

خیر ماء علی وجه الارض فیه طعام وشفاء سقم۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج 11 صفحہ 98)

روئے زمین پہ سب سے اچھا پانی زمزم ہے جو غذا بھی ہے اور اس میں شفا بھی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب اسلام لانے کے لئے بارگاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ

والسلام میں مکہ مکرمہ کے اندر آئے تو تین دن اور تین راتیں زمزم شریف پر گزارا کرتے

رہے اور ان کو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انها مبارکة انها طعام طعم وشفاء سقم (مسلم: فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ)

یہ ایسا برکت والا (پانی) ہے کہ اس میں غذائیت بھی ہے اور بیماری کی شفا بھی

ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' بوڑھے اور بچے' کمزور اور عورت کا جہاد حج وعمرہ ہیں۔

☆ عن زيدبن خالد الجهني رضي الله تعالىٰ عنه قال' قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم' من جهز حاجا اوجهزغازيا او خلقه في اهله اوفطر صائما فله مثل اجره من غير ان ينقص من اجره شيء۔(مسند احمد صفحہ 234ج5)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' جس نے حاجی کو اور مجاہد کو زادراہ دیا یا ان کے پیچھے ان کے گھر والوں کی مدد کی یا روزہ دار کو افطاری کرائی تو اس کو ان کے برابر ثواب ملے اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہو۔

☆ عن ابي هريره رضي الله تعالىٰ عنه قال' قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم' اللهم اغفر للحاج ولمن استغفر له للحاج۔

(المستدرك للحاكم صفحه 441 ج1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ! حاجی کی مغفرت فرما اور اس کی بھی جس کے لیے حاجی مغفرت کی دعا کرے۔

احادیثِ مبارکہ میں مسائل حج

اس عنوان کے تحت چند ایسی احادیث پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے جن میں کوئی نہ کوئی فقہی مسئلہ بیان فرمایا گیا ہے چند عنوانات کے تحت احادیث ملاحظہ ہوں باقاعدہ فقہی مسائل دوسرے حصے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

حج زندگی میں صرف ایک بار ہی فرض ہے

☆ عن ابي واقد الليثي رضي الله تعالىٰ عنه قال' ان النبي صلى

ایک ذاتی تجربہ

اس احقر (غلام حسن قادری) نے زمزم شریف کے یہ فضائل علماء سے سن رکھے تھے اور کتابوں میں پڑھے ہوئے تھے بالخصوص یہ فضیلت وافادیت کہ کسی ایک بیماری سے شفاء کی نیت سے پیا جائے تو اس بیماری سے چھٹکارا حاصل ہو جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے 30 نومبر بروز جمعۃ المبارک 1989ء میں عمرہ کی سعادت نصیب فرمائی تو عمرہ پہ جانے سے پہلے بڑی زبردست قسم کی بادی بواسیر کی تکلیف میں مبتلا تھا اور یہ تکلیف کئی سال سے تھی جونہی مکہ شریف حاضر ہوا تو زمزم شریف کو پہلی مرتبہ وہاں جاکر ہونٹوں سے لگایا اور نیت یہی کی کہ اس آفت سے نجات ہو جائے اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہوا کہ آج پانچ اکتوبر 2007ء کو تقریباً اٹھارہ سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود یہ تکلیف دوبارہ لوٹ کر نہیں آئی۔

زمزم شریف خوب وسیر ہو کر پینا

نبی اکرم علیہ السلام نے زمزم شریف کو خوب سیر ہو کر پینے کی امت کو تعلیم ارشاد فرمائی ہے اور فرمایا کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق یہ ہے کہ انهم لایتضلعون من ماء زمزم (ہم زمزم خوب سیر ہو کر پیتے ہیں اور) وہ (منافق) سیر ہو کر نہیں پیتے۔

(ابن ماجہ)

ایک حدیث میں جس کو حضرت مکحول نے مرسلاً روایت فرمایا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا

النظر فی زمزم عبادۃ وهی تحط الخطایا۔ (سبل الہدیٰ صفحہ 184 ج 1)

زمزم شریف کو دیکھنا بھی عبادت ہے اور اس سے گناہ ختم ہوتے ہیں۔

سیدنا ابوحمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پانی پلانے کی ڈیوٹی سرانجام دیتے تھے چند بخار کی وجہ سے میں نہ آسکا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے نہ آنے کا سبب پوچھا میں نے عرض کیا کہ بخار کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے۔

اللّٰه تعالٰی علیه وسلم قال لا زواجه فی حجة الوداع' هذه ثم ظهور الحصر۔ (ابوداؤد صفحہ 241 ج 1)

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے ارشاد فرمایا' جو حج ضروری تھا وہ تو ہولیا۔ آگے چٹائیوں کی نشست۔

☆ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا:

فقال ایها الناس قد فرض علیکم الحج فحجوافقال رجل اکل عام یارسول الله فسکت حتی قالها ثلثًا فقال لوقلت نعم لوجبت ولما استطعتم ثم قال ذرونی ماترکتکم فانما هلك من کان قبلکم بکثرة سؤالهم واختلا فهم علی انبیاء هم فاذا امرتکم بشئی فاتوا منه ما استطعتم واذا نهیتکم عن شیء فدعوه

(رواہ مسلم' مشکوٰۃ صفحہ 220' 221)

اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا لہٰذا حج کرو۔ ایک شخص (حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ حضور علیہ السلام خاموش رہے یہاں تک کہ سائل نے تین مرتبہ اپنا سوال دہرایا تب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا لازم ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے پھر فرمایا! مجھے چھوڑے رہو (یعنی زیادہ سوالات نہ کیا کرو) میں جہاں تمہیں آزادی دوں۔ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ سوالات اور جھگڑنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے لہٰذا جب تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے کرو اور جس سے منع کروں اس سے باز آ جاؤ

سلام اس پر کہ جس کی ہر نظر فیضان ہوتی ہے
سلام اس پر کہ جس کی ہر ادا قرآن ہوتی ہے

الحمیٰ من فیح جھنم فابردوھا بماء زمزم (مسند احمد)

بخار جہنم کی تپش سے ہے اس کو زمزم سے ٹھنڈا کردو۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ نیک لوگوں کے مصلے پہ نماز پڑھو اور نیک لوگوں کا پانی پیو عرض کیا گیا کہ نیک لوگوں کے مصلے اور پانی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا نیکوں کا مصلی میزابِ رحمت کے نیچے ہے اور پانی زمزم ہے۔ (اتحاف)

حضور علیہ السلام زمزم شریف اپنے ساتھ لے جاتے بیماروں پہ چھڑکتے حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو گُھٹی میں بھی پلایا۔ (شرح لباب)

کیا یہ بدعت و ناجائز ہے؟

معلوم ہوا کہ حج وعمرہ کے بعد زمزم شریف کو بطور تبرک ساتھ لے جانا ناجائز و بدعت نہیں جیسا کہ آج کل کی نجدی حکومت کا خیال ہے کہ لوگوں کو کہتی پھرتی ہے ھذا ماء ھل الماء لیست فی الباکستان؟ یہ پانی ہی تو ہے کیا پاکستان میں پانی نہیں ہوتا جبکہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحملہ (ترمذی کتاب الحج)

حضور علیہ السلام خود اس بابرکت پانی کو اٹھا کر ساتھ لے جاتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے کہ

کانت تحمل من ماء زمزم ۔ زمزم ساتھ لے جایا کرتیں۔

وحملہ الحسن وحملہ الحسین رضی اللہ عنھما (مجمع الزوائد صفحہ 290 ج 3)

امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما زمزم شریف اپنے ساتھ لے کر جایا کرتے تھے۔

حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف میں رہ کر مکہ کے ایک سردار سہیل بن عمرو کو لکھا کہ میرا پیغام پہنچتے ہی دو مشکیزے پانی کے بھیج دو اور انہوں نے اپنے غلام کے ہاتھ بھیجے۔

(اخبار مکہ ج 2: 51 ' فضائل صدقات مولانا ذکریا سہارنپوری بحوالہ کنز عن ام معبد رضی اللہ عنہا)

اگر کوئی کہے کہ بطور تبرک لے کر جانا تو اس سے ثابت نہیں تو یہ بھی روایات موجود ہیں کہ بیماروں پہ چھڑکا جاتا اور آنکھوں سے لگایا جاتا جیسا کہ آگے آئے گا۔ بیماروں پہ چھڑکنا' آنکھوں سے لگانا اگر بطور تبرک نہیں تو اور کیا ہے۔ (دیکھئے سبل الہدیٰ ج 1 صفحہ 183)

سلام اس پر نفس سے جس کے بادِ خوش گوار آئی
سلام اس پر کہ جس کے مسکرانے سے بہار آئی

عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ایک واقعہ

حضرت سائیں گوہر علیہ الرحمۃ (جندھڑ شریف ضلع گجرات) حج کے لئے گئے تو مکہ شریف میں ہر جگہ درود شریف پڑھتے رہے اور مدینے شریف میں ہر وقت ذکر الٰہی کے اندر مشغول رہے مریدین نے پوچھا! ہمارا خیال تو اس کے برعکس تھا کہ مدینہ شریف میں درود وسلام ہوتا اور مکہ شریف میں ذکر الٰہی یہ کیا ماجرا ہے؟

آپ نے فرمایا! اس لیے کہ ان دونوں ذاتوں کو ایک دوسرے سے اتنا پیار ہے کہ ایک کے سامنے دوسرے کا ذکر کیا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے خدا کی بارگاہ میں ذکر مصطفیٰ ﷺ کر کے خدا کو خوش کر رہا ہوں اور مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں ذکر خدا کر کے مصطفیٰ ﷺ کو خوش کر رہا ہوں۔

توصیف محمد کی تخیل کو کسک دے
یارب میرے الفاظ کو پھولوں کی مہک دے

عجیب دور آ گیا ہے کہ آج اگر محبوب خدا (جل جلالہ۔ﷺ) کی تعریف کی جائے تو لوگ کہتے ہیں توحید میں فرق آ جائے گا اور اللہ ناراض ہو جائے گا یہ بدعت ہے یہ شرک ہے نبی علیہ السلام کی اتنی ہی تعظیم کرو جتنی کہ بڑے بھائی کی بلکہ اس سے بھی کم کہیں شرک نہ ہو جائے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

(نسائی، احمد اور دارمی میں یہی واقعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

فالحج مرۃ فمن ناد فتطوع ۔(مشکوٰۃ صفحہ 221)

حضور علیہ السلام تو بطور تحفہ بھی زمزم پلایا کرتے جیسا کہ امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور امام صالحی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے
(سبل الہدیٰ صفحہ 182 ج 1)

بہت بڑی فضیلت

شب معراج نبی اکرم علیہ السلام کے قلبِ اطہر کو حوض کوثر کے پانی سے دھونے کی بجائے اسی پانی سے دھویا گیا حالانکہ براق بھی جنت سے لایا گیا سونے کا طشت بھی جنت سے لایا گیا تو جنت کا پانی بھی لایا جا سکتا تھا اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنت کے پانی سے اللہ کے ایک نبی (اسماعیل علیہ السلام) کے قدموں کی نسبت والے پانی کی زیادہ فضیلت ہے تو پھر امام الانبیاء علیہ السلام کی انگلیوں سے نکلنے والے پنجاب رحمت کی فضیلت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب زمزم شریف کو پیتے تو عرض کرتے اے اللہ! میں قیامت کی پیاس بجھانے کے لئے پی رہا ہوں۔ (کنز، اتحاف)

حجۃ الوداع کے موقع پہ حضور علیہ السلام نے زمزم شریف خوب پیا اور فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ میں خود ڈول بھروں اور خوب پیوں مگر پھر سب لوگ ڈول بھرنے لگے اس لیے نہ بھرا اور بعض موقعوں پہ خود بھر کر پیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم شریف بار بار پیتے بھی تھے آنکھوں سے لگاتے بھی تھے (کنز، مسند احمد مرقاۃ المفاتیح صفحہ 427 ج 5)

زمزم شریف پینے کی دعا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے زمزم شریف پینے کی یہ دعا منقول ہے

اللھم انی اسئلك علما نافعا ورزقا واسعا وشفاء من كل داء (دارقطنی)

اے اللہ میں تجھ سے نفع پہنچانے والا علم طلب کرتا ہوں وافر رزق مانگتا ہوں اور ہر بیماری سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔

حج صرف ایک بار ہی فرض ہے جو اس سے زیادہ کیا وہ نفل ہوا)

حج بدل

☆ عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما قال' ان امراۃ من الجھینۃ جاء ت الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قالت' ان امی نذرت ان تحج فماتت قبل ان تحج' افاحج عنھا؟ قال: نعم' حجی عنھا! ارایت ان کان علی امك دین' اکنت قاضیۃ؟ قالت: نعم' قال: اقضی اللّٰہ الذی ھولہ' فان اللّٰہ احق بالوفاء (ترمذی صفحہ 112 ج 1)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ فرمایا: ہاں ان کی طرف سے حج کر! بھلا دیکھ تو تیری ماں پر کوئی قرض ہوتا تو ادا کرتی یا نہیں؟ بولی: کیوں نہیں' فرمایا: یونہی خدا کا قرض ادا کر دکہ وہ زیادہ ادا کا حق رکھتا ہے۔

☆ عن زید بن ارقم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: اذا حج الرجل عن والدیہ تقبل منہ ومنھما' واستبشرت ارواحھما فی السماء' وکتب عند اللّٰہ برا۔

(دار قطنی صفحہ 272 ج 2)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جب آدمی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے وہ اس حج کرنے والے کی طرف سے اور اس کے ماں باپ یعنی تینوں کی طرف سے قبول کیا جائے گا ان کی روحیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا نیکو کار لکھا جائے گا۔

زمزم شریف کا ادب واحترام

صحیح بخاری کتاب الحج میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں زمزم شریف پیش کیا فشرب وھو قائم ۔ آپ نے کھڑے ہوکر پیا اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ جو بچ گیا وہ آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کو زمزم شریف کا ڈول پیش کیا گیا تو آپ نے ڈول پکڑا، بسم اللہ شریف پڑھ کر منہ کے ساتھ لگایا اور خوب پیا پھر سر انور اوپر اٹھایا اور الحمد للہ کہا پھر بسم اللہ شریف پڑھ کر پینا شروع کیا پھر سر اقدس اٹھا کر الحمد للہ کہا تین بار ایسا کیا اور ساتھ فرمایا! ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق یہ ہے کہ وہ خوب سیر ہوکر نہیں پیتے۔ (اخبار مکہ ج 2 صفحہ 57)

زمزم شریف پلانے کے عمل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا پسند کیا اور فرمایا لولا ان تغلبو علیھا لنزعت بیدی ۔ اگر لوگوں کے تمہیں پریشان کرنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں بھی (ڈول نکالنے کے عمل میں) تمہارے ساتھ شریک ہو جاتا۔ ایک روایت میں ہے لولا ان الناس یتخذونہٗ نسکا لنزعت معکم (مسند احمد ج 1 صفحہ 272)

اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ اس زمزم سے ڈول بھرنے کے عمل کو حج کا حصہ بنالیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول نکالتا۔

غلاف کعبہ

ایک لحاظ سے غلاف کعبہ بھی فیہ ایات بینت اور شعا اللّٰہ میں شامل ہے کیونکہ بیت اللہ شریف کے ساتھ متعلق ہے اور کب کا؟ ظہور اسلام سے پہلے کا کیونکہ تاریخ المکۃ المکرمہ صفحہ 148 ج2 پہ ہے کہ ظہور اسلام سے پہلے کعبہ معظّمہ پہ غلاف چڑھانے والے تین افراد تھے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام دوسرے عدنان اور تیسرے تبع الحمیر ی اور فتح مکہ کے بعد حضور علیہ السلام نے خود یمن کا بنا ہوا سیاہ رنگ کا غلاف کعبۃ اللہ کو پہنایا۔

اب 1347 ہجری سے ہر سال جب حجاج کرام کی منیٰ کو کو روانگی ہوتی ہے تو غلاف

☆ عن ابی هریرہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: من حج عن میت فللذی حج عنہ مثل اجرہ۔ (کنز العمال صفحہ125ج5)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی میت کی طرف سے حج بدل کیا تو حج کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔

☆ عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: من حج عن ابیہ او عن امہ فقد قضی عنہ حجۃ وکان لہ فضل عشر حجج۔ (دار قطنی صفحہ272ج2)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والد یا والدہ کی طرف سے حج کیا تو ان کا حج ہو گیا اور اس کو دس حج کا ثواب ملا۔

☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

من حج عن ابویہ ولم یحجا اجزی عنہما وبشرت ارواحہما فی السماء وکتب عنداللّٰہ برا (مجمع الزوائد صفحہ282ج3)

جس کے والدین حج کیے بغیر فوت ہو جائیں وہ ان کی طرف سے حج کرے تو ان کی طرف سے اس کا حج کرنا کافی (ثواب کامل کا باعث) ہوگا اور ان کی روحوں کو آسمان میں خوشخبری دی جائے گی اور یہ بندہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا لکھا جائے گا۔

اتحاف میں ابن موفق سے ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی طرف سے کئی حج کیے تو ان کو خواب میں حضور علیہ السلام نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا! میں تجھے قیامت کے دن اس کا بدلہ دوں گا اور وہ اس طرح کہ لوگ حساب وکتاب میں مصروف ہوں گے اور میں تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے جنت میں لے جاؤں گا۔

(فضائل حج: مولانا زکریا سہارنپوری)

کعبہ کو تبدیل کیا جاتا ہے اور اس کی تیاری کا کام مکہ مکرمہ میں ہی ہوتا ہے۔

کاش آنکھوں سے لگاؤں میں غلاف کعبہ
اور زمزم سے بجھاؤں میں پیاس اپنی

دوسری آیت کے جملۂ ثانیہ کی تفسیر

فیہ آیت بینت مقام ابراھیم کے بعد فرمایا ومن دخلہٗ کان امنا ۔ جو حرم میں داخل ہو گیا وہ امن پا گیا۔

واؤ ابتدائیہ یا عاطفہ ہے اور من موصولہٗ ہے جس میں مطلق ہر انسان داخل ہے بلکہ انسان کے تابع ہو کر جانور بھی۔

امن سے مراد اگر اخروی امن ہو تو مَنْ میں صرف اہل ایمان آئیں گے کہ جو بھی ایماندار حرم میں آ گیا عذاب الٰہی سے امن پا گیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو حرمین شریفین میں کہیں بھی مر جائے وہ قیامت کے دن امن میں اٹھے گا نیز فرمایا کہ جو مکہ مکرمہ کی گرمی برداشت کرے وہ دوزخ سے دو سو سال کی راہ دور رہے گا اور فرمایا حجون (مکہ کا قبرستان) اور بقیع (مدینہ کا قبرستان) کناروں سے اٹھا کر جنت میں ایسے جھاڑ دیے جائیں گے کہ تمام مدفونین جنت میں پہنچ جائیں گے۔ (تفسیر روح البیان، کبیر، نعیمی)

اور اگر امن سے دنیوی امن مراد ہو تو پھر مَنْ میں ہر انسان داخل ہے نہ صرف کافر بلکہ قاتل و مرتد بھی اسی طرح بدکار و چور بھی کہ اگر وہ یہاں پناہ لے لیں گے تو سزا سے بچ جائیں گے ہاں حاکم وقت اگر کسی تدبیر سے ان کو وہاں سے نکالے یا خود نکل جائیں تو حرم سے باہر ان کو سزا دی جائے گی لیکن اگر کسی نے حرم کے اندر ہی جرم کیا ہے تو اس کو وہاں سزا دی جائے گی اس لیے من دخلہ فرمایا من کان فیہ نہ فرمایا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے باپ خطاب کا قاتل بھی حرم میں پناہ لے لے تو میں اسے ہاتھ تک نہ لگاؤں گا (ابن منذر)

ایک وضاحت

یادر ہے! لیکن امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اجرت پہ حج بدل کرنا ایسا ہے کہ گویا دین کے ذریعے دنیا کما رہا ہے لہٰذا اس کو مستقل مشغلہ اور تجارت نہ بنائے کیونکہ اللہ تعالیٰ دین کے طفیل دنیا تو عطا فرماتا ہے لیکن دنیا کے بدلے دین نہیں ملتا اس طرح ایسا بندہ ثواب سے محروم ہو جائے گا (اتحاف)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

من کان یرید حرث الآخرۃ نزدلہ فی حرثہ ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہٖ منھا ومالہ فی الاخرۃ من نصیب (الشوریٰ:20)

جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی (ثواب) کو بڑھائیں گے اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے لیکن آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من کان یرید الحیوٰۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لایبخسون ○ اولئك الذین لیس لھم فی الاخرۃ الاالنار وحبط ماصنعوا فیھا وباطل ما کانوا یعملون۔ (سورۃ ھود)

جو شخص (اپنی نیکیوں سے) دنیا اور اس کی زیب و زینت کو چاہے تو ہم اس کے اعمال کا اس کو دنیا میں ہی بدلہ دے دیتے ہیں اور اس کے لئے دنیا میں کوئی کمی نہیں چھوڑی جاتی لیکن ایسے لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے سوائے دوزخ کی آگ کے اور جو کچھ انہوں نے (دنیا میں) کیا وہ سب کا سب بیکار و باطل ہو گیا۔

☆ ایک حدیث شریف جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا

اور اگر مَنْ سے مراد صرف بے خوفی ہو تو اس میں جانور بھی آجاتے ہیں کیونکہ مشاہدہ ہے کہ جانور بیرون حرم تو شکاریوں سے بھاگتے ہیں اور حرم میں آکر بے خوف ہو جاتے ہیں اور حکم بھی ہے کہ جانوروں کا شکار نہ کیا جائے اور خودرَو درختوں کو نہ کاٹا جائے لیکن پالتو جانوروں کو ذبح کیا جاسکتا ہے اور موذی جانور مثلاً سانپ' بچھو' چوہا' چیل وغیرہ کو حرم کے اندر بھی مارا جاسکتا ہے لیکن اگر کسی کے پاس پنجرے میں چڑیا وغیرہ بھی مقید ہے تو حکم ہے کہ حرم میں داخل ہوتے ہی اس کو چھوڑ دیا جائے۔ (تفسیر مدارک)

آیۃ ثانیہ کے جملۂ ثالثہ کی تفسیر

اور اللہ ہی کے لئے (فرض) ہے لوگوں پر بیت اللہ شریف کا حج کرنا جو طاقت رکھتا ہو راستے کی۔

حضور علیہ السلام نے استطاعت کی تفسیر زادراہ اور سواری سے کی ہے اور حج کی باقی تمام شرائط (تندرستی' راستہ کا امن' بعد میں گھر والوں کے اخراجات وغیرہ) بھی انہی دو میں آجاتی ہیں مثلاً اتنا مال جو اپنے آنے جانے کے لئے کافی ہو اور اس مدت کے لئے اہل وعیال و متعلقین کا خرچہ تو شہ اور زادراہ میں آگیا اور تندرستی' راستہ کا امن سواری میں آگیا اور پھر یہ تمام شرائط تو باہر والوں کے لئے ہیں مکہ والوں کے لئے نہ سواری شرط ہے نہ مالداری ان کا حج تو ان کے گھر میں ہو رہا ہے۔

حج کی اہمیت وفرضیت

مندرجہ بالا آیت کے مذکورہ جملہ سے ہی حج کی فرضیت کا آغاز ہوا جیسا کہ عینی میں ہے اس جملہ میں اوّلاً تو للّٰہ کا لام برائے ایجاب ہے دوسرا علی النّاس میں علی استعلاء ولزوم پر دلالت کر رہا ہے پھر من استطاع میں ڈبل تاکید ہے ایک بدل ہونے کی وجہ سے اور دوسری تفصیل بعد از اجمال کی وجہ سے۔ (اتحاف)

صحابہ کرام میں سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور کئی اجلہ علماء تابعین سے منقول ہے کہ ہمیں اگر کسی شخص کا غنی ہونا معلوم ہو اور پھر وہ حج کئے بغیر مر جائے تو ہم اس کا جنازہ نہ پڑھیں گے (العیاذ باللہ)

ان اللہ لیدخل الحجة الواحدة ثلثة نفر الجنة المیت والحاج عنہ والمنفذ لذالك (کذافی الکنز)

بے شک اللہ تعالیٰ ایک حج (بدل) کی وجہ سے تین افراد کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

1-میت (جس کی طرف سے حج کیا جارہا ہے)' 2-حج کرنے والا' 3-حج کرانے والا۔

کنز میں ایک روایت کے اندر چار افراد کا ذکر ہے

1-حج کی وصیت کرنے والا' 2-وصیت لکھنے والا' 3-پیسہ خرچ کرنے والا' 4-خود حج کرنے والا۔

(یادرہے: الحاج ایک حاجی یا زیادہ حاجیوں کو بھی کہہ سکتے ہیں یعنی یہ لفظ واحد وجمع کے لئے ہے۔ اشعۃ اللمعات بحوالہ مراۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ 101 ج4)

عورت کا اپنے محرم کے بغیر حج کو جانا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا'

لایخلون رجل بامرة ولاتسافرن امراة ومعها محرم

کوئی شخص کسی عورت (جس سے نکاح جائز ہو) کے ساتھ تنہائی میں نہ جائے اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔

ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ!

اکتبت فی غزوة کذا وخرجت امراتی حاجة.

میرا نام تو جہاد کے لئے لکھ لیا گیا ہے جبکہ میری بیوی (اکیلی) حج کے لئے جا رہی ہے۔ (متفق علیہ' مشکوٰۃ' کتاب المناسک)

قال اذهب فاحجج مع امراتك.

فرمایا جا اس کے ساتھ جا کر حج کر۔

یادرہے: عورت کا محرم وہ ہے جس سے نسب' رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے نکاح

حج وعمرہ ہر دور میں ہوتا رہا ہے

یاد رہے: کہ سب سے پہلے بیت اللہ شریف کا حج اللہ کے فرشتوں نے کیا اور ان کے دو ہزار سال بعد انسانوں میں سے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے حج کیا تب فرشتوں نے آپ کو مبارک دی اور عرض کیا: قد حججنا هذا البيت قبلك بالفى عام۔ ہم نے آپ سے دو ہزار سال پہلے اس گھر کا حج کیا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تم طواف میں کیا پڑھتے رہے ہو؟ فرشتوں نے یہ کلمات پڑھ کر سنائے۔

سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولااله الا اللّٰه واللّٰه اكبر (اخبار مکہ صفحہ 44)

اور حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس فرشتے کو بھی زمین پہ بھیجتا اسے حکم دیتا ہے کہ عرش سے احرام باندھ کر تلبیہ کہتے ہوئے حجر اسود پہ جائے، بیت اللہ کا طواف کرے اور کعبہ کے اندر دو رکعات نفل ادا کرے۔

صحیح ابن خزیمہ کے مطابق آدم علیہ السلام نے تین سو حج اور سات سو عمرے ادا کیے اور یہ سارے حج وعمرے آپ نے پیدل فرمائے۔ جب آپ نے پہلا حج کیا تو میدان عرفات میں آپ کی ملاقات جبریل امین علیہ السلام سے ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے آدم! اللہ تعالیٰ آپ کا حج قبول کرے ہم نے آپ کی ولادت سے پچاس ہزار سال پہلے حج کیا ہے۔

اسی طرح اللہ کے ہر نبی نے حج کیا کسی نے ایک مرتبہ کسی نے دو دفعہ اور کسی نے متعدد بار، بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کی قوموں پہ جب عذاب آیا تو وہ نبی اور ان کے بچ جانے والے امتی محفوظ رہنے کے لئے مکہ شریف میں آجاتے اور وہیں رہنا شروع کر دیتے وہیں ان کا انتقال ہو جاتا چنانچہ اخبار مکہ صفحہ 68 ج 1 پہ ہے کہ حضرت نوح، ہود، صالح اور شعیب علیہم السلام کا وصال مکہ میں ہی ہوا وقبورهم بين زمزم والحجر ۔ اور ان کے مزارات زمزم اور حطیم کے درمیان ہیں۔

تاریخ الحرمین صفحہ 60 طبع مکہ میں عباس کرار مصری، فتاویٰ رضویہ صفحہ 375 ج 2 پہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور نزہۃ المجالس صفحہ 182 ج 1 پہ علامہ عبدالرحمٰن صفوری

حرام ہو لہٰذا عورت رضاعی بھائی' سسر' داماد کے ساتھ سفر کر سکتی ہے۔

سالی بہنوئی کے ساتھ' بھاوج دیور کے ساتھ اور موطوءۃ بالشبہ کی ماں اس کے داماد کے ساتھ سفر نہیں کر سکتی کیونکہ دیور اور بہنوئی سے نکاح ہمیشہ حرام نہیں اور موطوءہ بالشبہ سے اگرچہ نکاح دائی حرام ہے مگر وہ محرم نہیں ان سے پردہ فرض ہے۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ بعض روایات میں ہے

لاتسافرن امراہ مسیرۃ یوم ولیلۃ الاومعھا ذومحرم۔ (متفق علیہ)

کوئی عورت ایک دن رات کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے۔

بعض میں' دو دن دو رات کا اور بعض روایات میں تین دن تین رات کا ذکر ہے۔

یا تو مطلب یہ ہے کہ سفر تھوڑا ہو یا زیادہ یا پھر یہ احکام مختلف حالات کے اعتبار سے ہیں کہ نازک حالات میں ایک دن رات کا سفر بھی عورت اکیلی نہ کرے' نارمل حالات ہوں تو تین دن اور تین رات سے کم کا سفر کر سکتی ہے جن احادیث میں عورتوں کے جہاد پہ جانے کا ذکر ہے وہ ہنگامی حالات ہیں اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو اپنی جوان بچیوں کو تعلیم یا نوکری کے بہانے دوسرے ملکوں میں تن تنہا بھیج دیتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو سکولوں کالجوں میں مخلوط تعلیم دلواتے ہیں اور جہاد پریڈ کے بہانے عورتوں کو بے پردہ پھراتے ہیں۔

(مراۃ شرح مشکوۃ)

پہلے اپنا حج کر پھر شبرمہ کا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو اس طرح تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا:

لبیك عن شبرمه

اے اللہ میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں۔

حضور علیہ السلام نے پوچھا! من شبرمه ۔ یہ شبرمہ کون ہے؟ عرض کیا! میرا بھائی یا کوئی قریبی ہے (جو فوت ہو گیا تھا اور یہ اس کی طرف سے حج کر رہے تھے)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! احججت عن نفسك ؟ کیا تم اپنا (فرض) حج کر چکے ہو؟

لکھتے ہیں

ان تحت المیزاب قبر اسماعیل وامہ وبین الرکن والحجر سبعین نبیا ۔

میزابِ رحمت کے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے مزارات ہیں اور رکن وحجر کے درمیان ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں۔

حج میں عشق ومستی کا غلبہ

از اول تا آخر خلیل اللہ علیہ السلام کی اداؤں کا ذبیح اللہ علیہ السلام کی وفاؤں کا اور حبیب اللہ علیہ السلام کی التجاؤں کا نام حج ہے یا یوں کہہ لیں کہ سارا حج اظہار عشق ومستی ہے اس میں فرزانگی کی بجائے دیوانگی کا غلبہ ہے اور سنجیدگی کی بجائے وارفتگی ہے خرد مغلوب ہے عشق غالب ہے (اس سال) حاجیوں کے حج پر روانہ ہونے کے بعد ہم یہاں حج کا ذکر اس لیے چھیڑ رہے ہیں کہ

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

اب سارے حج کا مطالعہ کرو لب لباب یہی ہوگا جو اوپر مذکور ہوا۔ مثلاً پہلا عمل احرام کی دو چادریں باندھنا ہے یہیں پہ تمام سنجیدگیاں دفن ہو جاتی ہیں اور دیوانگیاں شروع ہو جاتی ہیں کہ اچھے بھلے لباس والے سب کے سب اصل لباس اتار کر ایک لباس میں ملبوس ہو جاتے ہیں اور سب کی زبان پہ ایک ہی ترانہ ہے لبیك اللهم لبیك۔ کیونکہ محبوبان خدا نے یہی ترانہ پڑھا تھا پھر رمل ہے تو وہ بھی محبوب خدا کی ادا ہے حالانکہ مکہ کے علاوہ رمل کرو تو تکبر میں شمار ہوگا اور حکم ہے ولاتمش فی الارض مرحا ۔ زمین پہ اکڑ کر نہ چلو مگر بیت اللہ کے سامنے یہ رمل (اکڑ کر چلنا) عبادت ہے لہٰذا ان نفوس قدسیہ کی اداؤں کو اپنانا بدعت نہیں بلکہ عبادت ہے ورنہ طواف میں رمل نہ ہوتا، سعی نہ ہوتی، دوڑنا اور اکڑ کر چلنا بھی کوئی عبادت ہے؟ ٹنڈ کروانا اور کنکر مارتے پھرنا بھی کوئی عبادت ہے؟ یہ سارا کچھ کیوں ہے؟ سمجھ لو کہ جو اللہ اپنے محبوبوں کی ادائیں نہیں مٹنے دے رہا وہ ان کا ذکر کیسے مٹنے دے گا۔ جب اللہ کو ان کی اداؤں سے اتنا پیار ہے تو ان کی ذوات قدسیہ سے کتنا پیار ہوگا۔ جو کام حج میں کیے جاتے ہیں وہی کام اگر بندہ اپنے گھر میں شروع کردے تو لوگ کیا کہیں گے؟ لیکن خدا کے گھر میں

عرض کیا نہیں

قال حج عن نفسك ثم حج عن شبرمة۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

پہلے اپنا حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے بھی کر لینا۔

یاد رہے: جس نے اپنا حج نہ کیا ہو وہ دوسرے کا حج کرے تو دیگر ائمہ (شافعی، احمد علیہما الرحمۃ) کے نزدیک وہ اس کا اپنا حج ہو جائے گا نہ کہ حج (بدل) کرانے والے کا اور امام مالک و امام اعظم کے نزدیک اگرچہ ایسا کرنا بہتر نہیں لیکن جو کروا رہا ہے اس کا حج ہوگا کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک عورت نے اپنے باپ کی طرف سے حج کرنے کی اجازت مانگی تو حضور علیہ السلام نے اجازت دے دی اور یہ نہ پوچھا کہ تو اپنا حج کر چکی ہے یا نہیں لہٰذا وہ بیان جواز کے لئے تھا اور یہ استحباب کے لئے ہے۔

توکل یہ نہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

كان اهل اليمن يحجون فلا يتزودون ويقولون نحن المتوكلون فاذا قدموا مكة سألوا الناس فانزل الله وتزودوا فان خير الزاد التقوىٰ۔ (رواہ البخاری)

یمن والے لوگ حج کرنے آتے تو سفر خرچ ساتھ نہ لاتے اور کہتے کہ ہم متوکل (اللہ پر بھروسہ کرنے والے) ہیں اور مکہ شریف آ کر مانگنا شروع کر دیتے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ توشہ ساتھ لایا کرو اور بہتر توشہ سوال سے بچنا ہے۔

مسجد اقصیٰ سے عمرے کا احرام باندھنے کا ثواب

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا

من اهل بحجة او عمرة من المسجد الاقصىٰ الى المسجد الحرام غفرله ماتقدم من ذنبه وما تأخر اووجبت له الجنة

(ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

یہی کام عبادت کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ تمام کام تا قیامت جاری رہیں گے۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کا ذکر میرے سامنے بار بار کرو اور تکرار سے نہ گھبراؤ کیونکہ نعمان بن ثابت کا ذکر تو کستوری کی طرح ہے اور کستوری کو جتنا رگڑتے جاؤ گے خوشبو پھیلتی جائے گی تو جب امام اعظم علیہ الرحمۃ کا ذکر امام شافعی علیہ الرحمۃ اس قدر وجہ سکون ہے تو عاشقان مصطفی ﷺ کے لئے حضور ﷺ کی اداؤں کو حج کے موقع پہ اپنانے میں کس قدر سکون ہوتا ہوگا۔

ایہہ پرانیاں رسماں یار دیاں
اسیں گل نال لا کے بیٹھے ہاں

حضور علیہ السلام کے عمرے اور حج

ہمارے حضور علیہ السلام نے بالاتفاق ہجرت کے بعد 10 ہجری میں ایک حج فرمایا جس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے اور ہجرت سے پہلے باختلاف روایات ایک دو تین یا متعدد حج فرمائے روایات میں یہ بھی ہے کہ ہجرت سے پہلے آپ (ﷺ) نے ہر سال حج فرمایا امام ابن حجر نے اس پہ دلیل یہ دی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب قریش بھی حج ترک نہ کرتے تھے ی ۔ پھر حضور علیہ السلام کے بارے میں یہ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ آپ (ﷺ) حج نہ کرتے ہوں گے۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دو حج ہجرت سے پہلے منقول ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تین حج کرنے کی روایت ہے (شرح زرقانی صفحہ 328 ج 11) باقی اقوال کا ذکر امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سفیان ثوری سے امام ابن جوزی نے حافظ ابن اثیر اور حافظ ابن حجر نے نقل کیے ہیں (واللہ تعالیٰ اعلم) جبکہ ہجرت کے بعد حضور علیہ السلام نے کل چار مرتبہ عمرہ ادا فرمایا چاروں کا احرام ذی قعدہ کے مہینے میں باندھا تین عمروں کی ادائیگی بھی اس مہینے میں ہوئی اور چوتھے کی (جس کا احرام حج کے ساتھ باندھا گیا تھا) ذی الحجہ کے مہینے میں حج کے ساتھ ہوئی۔

کیونکہ 6 ہجری کو حدیبیہ کے مقام پہ آپ (ﷺ) کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا گیا تھا آپ نے اس مقام پہ قربانی کی، حلق کیا اور احرام کھول کر واپس تشریف لے آئے اور

جو شخص مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے گئے اور اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ (لفظ او سے جو شک سمجھا جا رہا ہے وہ راوی کی طرف سے ہے جب مغفرت ہوگئی تو پھر جنت کیوں نہ واجب ہوگی۔)

پیدل حج کرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

من حج الی مکة ماشیا حتی رجع کتب له بکل خطوة سبعمائة حسنة من حسنات الحرم قیل وما حسنات الحرم قال کل حسنة بمائة الف حسنة (صحیح الحاکم)

جو شخص حج کرنے کے لئے پیدل مکہ شریف جائے اور واپس بھی پیدل آئے اس کو ہر قدم پہ حرم شریف کی سات سو نیکیاں ملیں گی۔ عرض کیا گیا! حرم کی نیکیوں کا کیا مطلب؟ فرمایا ہر ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر۔ (یعنی سات سو نیکیاں سات کروڑ کے برابر یہ ایک قدم کا حساب ہے پورے سفر کا اندازہ کون کرسکتا ہے)

علماء فرماتے ہیں پیدل حج کرنے میں ثواب زیادہ ہے اور چونکہ سواری پہ حج کرنا سنت ہے اس لیے اس میں تقرب زیادہ ہے جیسے وتر کے بعد دو نفل کھڑے ہو کر پڑھنے کا ثواب چار کے برابر ہے اور بیٹھ کر پڑھنا زیادہ تقرب کا باعث ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے بیٹھ کر ہی پڑھے ہیں۔ (اہل طاعت وہ اپنالیں اور اہل عشق یہ اپنالیں) (مراۃ صفحہ 153 ج4)

اسی میں ہے کہ یہاں پیدل چل کر حج کرنے سے مراد مکہ مکرمہ سے عرفات تک آنا جانا ہے نہ کہ گھر سے پیدل جانا لیکن اگر اس کی کسی کو ہمت نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جو مکہ شریف کا رمضان پائے پھر وہاں روزے اور تراویح کی پابندی کرے تو ایک لاکھ رمضانوں کا ثواب پائے گا اور ہر دن اور ہر رات ایک غلام آزاد کرنے اور ایک ایک غازی کو میدان جنگ میں

معاہدہ کے مطابق اگلے سال 7 ہجری میں عمرۃ القضاء کیا۔ 8 ہجری میں مقام جعرانہ سے تیسرے عمرے کے لئے روانہ ہوئے اور 10 ہجری میں آپ نے چوتھا عمرہ کیا۔

حضور علیہ السلام نے تمام عمرے حج کے مہینوں میں اس لیے ادا فرمائے کہ مشرکین کے عقیدے کی تردید ہو جائے کیونکہ وہ حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ (زاد المعاد صفحہ 173 ج1)

اسلام میں حج نو ہجری کو فرض ہوا اسی سال حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا اور ساتھ حضرت علی المرتضیٰ کو بھیجا اور حضور علیہ السلام کے حکم سے یہ اعلانات فرمائے گئے لایحج بعد العام مشرك۔ لایطوف بالبیت عریان ۔ اگلے سال سے کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ کسی کو برہنہ ہو کر طواف کرنے کی اجازت ہوگی۔

حجۃ الوداع کا اجمالی خاکہ

حضور علیہ السلام کے آخری حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے یعنی رخصت کا حج، اس حج کا یہ نام اس لیے پڑ گیا کہ دوران حج کچھ ایسے واقعات کا ظہور ہوا کہ جو کسی کے رخصت ہوتے وقت ظاہر ہوتے ہیں مثلاً تکمیل دین کی آیت کا نزول (الیوم اکملت لکم دینکم ......) سورۃ النصر کا گیارہ ذوالحجہ کو نزول جس سے اجلہ صحابہ کرام کو حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات کے مکمل ہونے کا اشارہ مل گیا، حضور علیہ السلام کا صحابہ کرام میں اپنے بال مبارک تقسیم کرنا اس بارے میں امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے لکھا کانہ صلی اللہ علیہ وسلم اشار بذلك الی اقتراب الاجل (زرقانی علی المواہب ج 11 صفحہ 437)

گویا اس سے حضور علیہ السلام نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ کے مکمل ہونے کی طرف اشارہ فرما دیا اور پھر خطبہ حجۃ الوداع میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ فرمانا کہ ایھا الناس اسمعوا قولی فانی لاادری لعلی لاالقاکم بعد عامی ھذا بھذا الموقف ابدا ۔ اے لوگو! میری بات غور سے سن لو ہوسکتا ہے اس کے بعد اس مقام پہ تم سے کبھی میری ملاقات نہ ہو۔

امام ابن حبان، زرقانی اور دیگر محدثین علیہم رحمۃ الرحمٰن نے اس حج میں حضور علیہ السلام کا

(تیار کر کے) بھیجنے کا ثواب پائے گا۔ (مراۃ شرح مشکوۃ صفحہ 205 ج4)

یاد رہے! امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ بیرونی شخص کے لئے مکہ میں رہنے کی بجائے لوٹ آنا افضل ہے تا کہ آتا جاتا رہے اور ثواب پاتا رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے طائف کو اپنا جائے قیام بھی شاید اسی وجہ سے بنالیا۔ (مرقات)

باقی رہا یہ کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ نے مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ کو اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے مدینہ چھوڑ کر کربلا معلی کو اپنی قیام گاہ کیوں بنایا تو اس لیے تا کہ حرم مدینہ میں ہماری وجہ سے خون خرابہ نہ ہو اسی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شہادت کا جام تو نوش کر لیا لیکن مصر والوں (بلوائیوں) کا نہ خود مقابلہ کیا اور نہ ہی کسی کو مقابلے کی اجازت دی۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے اوجانے والے

پھر جس طرح مکہ میں نیکی کرنے کا ثواب اس قدر زیادہ ہے وہاں گناہ کرنا بھی بہت سخت ہے بلکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ارادہ گناہ پہ کہیں پکڑ نہیں سوائے مکہ شریف کے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم۔ (الحج:25)

اور جو اس (مسجد حرام) میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ بھی کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔ (مراۃ بحوالہ مرقات صفحہ205ج4)

الغرض: اگر مکہ شریف کی ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے تو ایک گناہ بھی اتنا ہی شدید ہے اور مدینہ شریف کی ایک نیکی اگر پچاس ہزار کے برابر ہے تو ایک گناہ بھی صرف ایک ہی گناہ ہے اور اس گناہ کی بخشش بھی مدینے کے تاجدار' احمد مختار' حبیب پروردگار نبیوں کے سردار علیہ الوف التحیۃ الی یوم القرار کی شفاعت سے ہو جائے گی۔ (وہاں رہنا باعث ثواب اور مرنا باعث نجات)

ے نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہو

تفسیر در منثور میں حضرت مجاہد سے ہے کہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے

تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح فرمانا بھی آپ کی تریسٹھ سال عمر کی طرف اشارہ قرار دیا ہے۔(البدایۃ حجۃ الوداع)

حضور علیہ السلام نے 10 ہجری ذی قعدہ کے مہینے میں حج کا ارادہ فرمایا اور اعلان عام کردیا گیا اذن فی الناس انه صلی الله علیه وسلم حاج فی هذه السنة ۔ کہ اسی سال آپ حج پہ تشریف لے جانے والے ہیں۔(سبل الہدیٰ صفحہ 45 ج8)

اور نسائی ومسند احمد کی روایت کے مطابق یہ بات مشہور ہوگئی کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاج هذا العام ۔ کہ حضور علیہ السلام اس سال حج ادا فرمانے والے ہیں چنانچہ ذی قعدہ کے مہینے میں آپ (ﷺ) نے حج کی تیاری فرمائی اور لوگوں کو بھی تیاری کا حکم دے دیا (السیرۃ النبویہ لابن اسحاق صفحہ 33 ج4) ہزاروں لوگ جمع ہو گئے تا کہ حضور علیہ السلام کی معیت میں حج کی سعادت حاصل کی جائے کچھ راستے میں شامل ہوئے کچھ براہ راست عرفات میں پہنچ گئے اور مدینہ والوں کا عالم یہ تھا کہ لم یبق احد یقدر ان یاتی راکبا اور راجلا الاقدم (نسائی) جو سوار ہو کر یا پیدل چل کر پہنچ سکتا تھا پہنچ گیا۔ ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار تعداد ہوگئی۔(لمعات حاشیہ ابی داؤد)

روانگی سے پہلے آپ نے مسجد نبوی شریف میں خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ جمعہ کا دن تھا زاد المعاد میں ابن قیم لکھتے ہیں:

والظاهر انه لم یکن لیدع الجمعه (زاد المعاد ج1 صفحہ 176)

ظاہر یہی ہے کہ جمعہ تھا کیونکہ اگلے جمعہ سے پہلے ہی روانگی تھی اور آپ (ﷺ) کا طریقہ یہی تھا ان یعلم فی کل وقت مایحتا جون الیه اذاحضر فعله فاولی الاوقات به الجمعة التی تلی خروجه۔ (ایضاً)

کہ جب بھی کسی کام کا وقت آتا تو اس سے پہلے آپ لوگوں کو تعلیم دیتے کہ کام کس طرح کرنا ہے اور اس کے لئے جمعہ ہی زیادہ مناسب وقت تھا چنانچہ اس خطبہ میں آپ نے لوگوں کو حج کے مسائل سے آگاہ فرمایا میقات کے بارے میں بتایا کہ مدینہ والوں کے لئے میقات ذوالحلیفہ، عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے ذات عرق، نجد والوں کے لئے

پیدل حج کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں بھی آتا ہے کہ انہوں نے ایک حج اور دوسری روایت میں ہے کہ چالیس حج ہندوستان سے چل کر پیدل کیے۔ پہلی روایت ترغیب میں ہے اور دوسری اتحاف میں بلکہ اتحاف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا معمول تھا کہ وہ پیدل حج کرتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جب آخری وقت آیا تو آپ نے فرمایا! مجھے کسی چیز کا اتنا افسوس نہیں جتنا کہ اس بات کا کہ میں نے پیدل حج نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیت واذن فی الناس بالحج یا توک رجالا۔ میں پیدل چلنے والوں کا ذکر پہلے کیا ہے اور سواری والوں کا بعد میں (درمنثور)

علی بن شعیب نامی ایک بزرگ نے نیشاپور سے چل کر پچاس سے زیادہ حج کیے' ابو العباس علیہ الرحمۃ نے اسی اور ابوعبداللہ مغربی علیہ الرحمۃ نے ستانوے حج (پیدل) کیے۔

(اتحاف)

ہے ریت عاشقوں کی تن من نثار کرنا
رونا' ستم اٹھانا' دل سے نیاز کرنا

سفر حج میں تکالیف کو برداشت کرنا

اپنے لیے جان بوجھ کر مشکلات پیدا کرنا تو جائز نہیں اور اس سے منع فرمایا گیا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ پہ رسی بندھی ہوئی ہے اور دوسرا شخص اس کو کھینچ کر طواف کرارہا ہے' حضور علیہ السلام نے رسی کو کاٹ دیا اور فرمایا اس کو ہاتھ سے پکڑ کر طواف کراؤ (ہوسکتا ہے نابینا ہو یا کوئی اور عارضہ ہو) بخاری۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو دیکھا کہ اپنے آپ کو باندھ کر جارہے ہیں آپ نے پوچھا ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے کہا ہم نے یہ منت مان رکھی تھی کہ اس طرح ہم کعبہ معظمہ جائیں گے آپ نے فرمایا! اسی توڑ دو' یہ منت درست نہیں ہے' منت تو نیک کام میں ہوتی ہے جبکہ یہ شیطانی حرکت ہے (عینی شرح بخاری)

لیکن اگر دوران سفر کوئی مشکل پیش آجائے تو اس کو برداشت کرنا اور اس پر صبر کرنا

قرن اور یمن کی طرف سے آنے والوں کے لئے یلملم ہے (یہی پاک و ہند والوں کا میقات ہے یہ جدہ سے جنوب کی طرف ساٹھ میل کے فاصلے پہ ایک پہاڑ ہے اس سے پہلے پہلے احرام باندھنا لازم ہے الا یہ کہ کسی کا پہلے مدینہ جانے کا ارادہ ہو تو وہ واپسی پہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھے گا)

حضور علیہ السلام نے روانگی سے قبل غسل فرمایا' کنگی کی' تیل لگایا' تہبند باندھا اور چادر اوڑھی اور حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ ساعدی رضی اللہ عنہ کو امیر مدینہ مقرر کیا۔ پچیس ذی قعدئ بروز ہفتہ کو آپ نے ظہر کی نماز مدینہ شریف میں چار رکعت اور عصر کی نماز مقام ذوالحلیفہ پہ دو رکعت (قصر) ادا کی۔ (مسلم: صلوٰۃ المسافرین)

پہلی منزل

یہ (ذوالحلیفہ کا مقام) گویا پہلی منزل تھی آپ کے سفر حج کی۔ ایک اونٹنی پہ آپ کا سامان بھی تھا اور خود بھی اسی پہ سوار تھے ایک پرانا اور سادہ سا کجاوہ اور اس پر چار درہم کی قیمت کا کپڑا تھا سواری پہ سوار ہوتے ہوئے آپ نے اکثر مقامات پہ یہ دعا پڑھی: اللھم اجعلھا حجۃ غیر ریاء ولا مباھاۃ ولا سمعۃ ۔ اے اللہ اس حج کو ریا کاری' فخر اور دکھاوے سے محفوظ بنا دے۔ (السنن الکبریٰ صفحہ 332 ج 4)

اس سفر میں حضور علیہ السلام کی تمام ازواج بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ (مسلم: کتاب الحج)

حضور علیہ السلام نے اس سفر کے لئے مدینہ سے مکہ کی طرف جانے والے دو راستوں (طریق شجرہ' طریق معرس) میں سے طریق شجرہ یعنی درخت والے راستے کا انتخاب کیا۔

اور آپ کا طریقہ کار یہی تھا کہ جب بھی آپ مدینہ شریف سے مکہ شریف کی طرف جانے کا ارادہ کرتے تو جاتے ہوئے یہی راستہ اپناتے اور واپسی پہ طریق معرس کو (رات کے آخری حصہ میں مسافر یہاں پڑاؤ کرتے (یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے) اور صبح مدینہ میں داخل ہوتے یہ دونوں مقام مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہیں)

بہر حال! مدینہ شریف سے نو کلو میٹر کے فاصلے پر مقام ذوالحلیفہ میں آپ نے پہلا پڑاؤ کیا' رات یہاں گزاری اور اگلے دن ظہر کی نماز ادا کر کے یہاں سے روانہ ہوئے۔ اس

ثواب میں اضافے کا سبب ہے حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا لکن اجرك علی قدر نصيبك ۔ تیرے عمرے کا ثواب تیری مشقت کے برابر ہے۔

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے شفا میں لکھا کہ ایک بزرگ نے سفر حج از اول تا آخر پیدل کیا اور جب ان کے سامنے راستے کی مشقت کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا! اپنے آقا سے بھاگا ہوا غلام کیا سواری پہ حاضر ہوگا اس آقا کے دربار کی شان تو یہ ہے کہ اگر میں ہمت پاتا تو سر کے بل چل کر آتا۔

الفت میں برابر ہے جفا ہو کہ وفا ہو
ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو

آداب حج حدیث کی روشنی میں

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں (نماز ہو یا روزہ حج ہو یا زکوٰۃ) ہر عبادت کے آداب ہوتے ہیں اور جو آداب میں سستی کا مرتکب ہوتا ہے۔

عوقب بحرمان السنة۔ وہ سنت سے محروم کردیا جاتا ہے ومن تهاون بالسنة عوقت بحرمان الفرائض ومن تهاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفة۔

وہ سنت سے محروم کردیا جاتا ہے اور جو سنت میں سستی کرتا ہے وہ فرائض سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور فرائض میں سستی کرنے والے کو اللہ کی معرفت سے محروم کردیا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک حدیث ملاحظہ ہو

☆ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا'

اذا خرج الحاج حاجا بنفقة طيبة ووضع رجله في الغرز فنادیٰ لبيك اللهم لبيك ناداه مناد من السماء لبيك وسعديك زادك حلال وراحلتك حلال وحجك مبرور غير مازور

مقام پہ رات کو فرشتہ اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لے کر حاضر ہوا کہ صل فی هذا الوادی المبارك وقل عمرة فی حجة ۔ اس مبارک وادی میں نماز ادا کیجئے اور اعلان فرما دیجئے کہ حج کے ساتھ عمرہ کرنے کی اجازت ہے۔ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ یہ فرشتہ حضرت جبریل امین علیہ السلام تھے۔ (ج 1 صفحہ 257)

حضور علیہ السلام کا یہ فرمان کہ حج کے ساتھ عمرہ کرنے کی اجازت ہے' آج بھی مسجد ذوالحلیفہ کی دیوار پر بالفاظ جلی لکھا ہوا ہے۔

پیچھے گزر چکا کہ کفار حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو بڑا گناہ سمجھتے تھے۔

اہل مکہ کے لئے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کی جن علماء نے ممانعت فرمائی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے تا کہ ہجوم زیادہ ہونے کی وجہ سے بیرونی لوگوں کو دقت نہ ہو' یہ تو پورے سال میں جب چاہیں کر سکتے ہیں ان کو چاہیے کہ باہر سے آنے والوں کے لئے سہولت پیدا کریں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج 4 صفحہ 123)

اس مقام (ذوالحلیفہ) پہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا' جس کا نام محمد رکھا گیا۔ حضور علیہ السلام نے ابو بکر صدیق کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس سے فرمایا! غسل کر لو اور خون روکنے کے لئے کپڑا رکھ لو۔ (المواہب صفحہ 329 ج 1)

جس سے فقہاء نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ احرام کے لئے غسل سنت ہے نیز حیض ونفاس والی عورت احرام باندھ سکتی ہے بلکہ ابن ماجہ میں حضور علیہ السلام کا فرمان موجود ہے۔

وتصنع ما یصنع الناس الا انها لاتطوف بالبیت۔

ایسی عورت تمام اعمال حاجیوں کی طرح کرے صرف طواف نہ کرے۔

(کیونکہ وہ مسجد میں ہوتا ہے اور ایسی عورت مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی)

یاد رہے: اگر عورت کو طواف کے بعد ایام آجائیں تو وہ سعی کر سکتی ہے اور اگر طواف سے پہلے آجائیں تو نہ طواف کرے نہ سعی کرے (کیونکہ سعی تو طواف کے ساتھ ہی ہے)

(مراۃ صفحہ 120 ج 4)

یہ بھی یاد رہے کہ اگر قارن (جس نے حج وعمرہ کا اکٹھا احرام باندھنا ہے) کا حج رہ گیا

جب کوئی شخص حلال روزی کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور سواری پہ سوار ہو کر کہتا ہے اے اللہ میں حاضر ہوں تو آسمان سے آواز آتی ہے تیری حاضری قبول ہے اور تو نیک بخت ہے' تیرا زادراہ حلال تیری سواری بھی حلال (مال سے) اور تیرا حج مقبول۔

واذا خرج بالنفقة الخبيثة فوضع رجله في الغرز فنادىٰ لبيك ناداه منادمن السماء لالبيك ولا سعديك زادك حرام ونفقتك حرام وحجك مازور غير مبرور (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

اور جب بندہ حرام مال کے ساتھ حج کرنے کے لئے نکلتا ہے اور سواری پہ سوار ہو کر لبیک کہتا ہے تو آسمان سے آواز آتی ہے لالبیک ولاسعدیک' تیری حاضری قبول نہیں تو بدبخت ہے (کیونکہ) تیرا توشہ حرام' تیرا خرچہ حرام (مال سے) اور تیرا حج سراپا معصیت ہے اور غیر مقبول ہے۔

کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا

بزمیں چو سجدہ کر دم ززمیں ندابرآمد
کہ مرا خراب کردی بسجدۂ ریائی
بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندا دند
کہ برونِ درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

کہ میں نے زمین پہ سجدہ کیا تو مجھے زمین سے آواز آئی کہ تو نے ریاکاری کا سجدہ کر کے مجھے خراب کردیا ہے اور میں طواف کے لئے کعبہ کے اندر گیا تو حرم سے آواز آئی کہ دروازے کے باہر کیا کیا کرتا رہا ہے جواب اندر آگیا ہے۔

بہت مشکل ہے بچنا بادۂ گلگوں سے خلوت میں
بہت آسان ہے یاروں میں معاذ اللہ کہہ دینا

25 آداب حج پہ مشتمل ایک واقعہ

آداب حج کے سلسلہ میں ایک واقعہ پہ اکتفا کرتا ہوں اور یہ واقعہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ اور ان

تو وہ عمرہ تو ادا کرے پھر فوت شدہ حج کے لئے بھی عمرہ کرے اس سے قران (دونوں کا احرام اکٹھا باندھنے) کی قربانی معاف ہے اور متمتع کا حج رہ گیا تو تمتع جاتا رہا۔

(مراۃ بحوالہ مرقاۃ صفحہ 198 ج 4)

آپ (ﷺ) نے قربانی کے اونٹوں کو قلادے (ہار) ڈالے اور اپنے ایک صحابی حضرت ابن جندب اسلمی جو حدیبیہ اور عمرۃ القضا میں بھی قربانی کے جانوروں کے نگران تھے انہی کو یہاں بھی انچارج مقرر فرمایا!

26 ' ذی قعدہ کو مقام ذوالحلیفہ پہ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد آپ (ﷺ) نے احرام کے لئے غسل فرمایا (ترمذی کتاب الحج) غسل فرما کر احرام باندھنے سے پہلے آپ (ﷺ) نے خوشبو لگائی۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح احرام باندھنے سے پہلے خوشبودار صابن یا خطمی وغیرہ سے غسل بھی کیا جاسکتا ہے (مسند احمد صفحہ 78 ج 6) ازاں بعد آپ (ﷺ) نے خطمی سے بالوں کو چپکا لیا (تاکہ منتشر نہ ہوں) اس میں چونکہ زینت نہیں ہوتی لہٰذا یہ عمل اس حدیث کے خلاف نہ ہوا جس میں ہے بکھرے بالوں اور میلے بدن والا حاجی اللہ کو پسند ہے کیونکہ وہاں ترک زینت یا پھر احرام کے بعد بالوں کا بکھرنا مراد ہے اور یہ عمل احرام سے پہلے آپ (ﷺ) نے فرمایا!

احرام میں آپ (ﷺ) نے دو چادریں اوڑھیں اور ایک شخص کے سوال پہ فرمایا کہ محرم قمیص' عمامہ' شلوار' دستانے' ٹوپی اور موزے (وغیرہ) نہ پہنے۔ اسی طرح خوشبودار کپڑا بھی اگرچہ ان سلا ہوا الا یہ کہ دھولیا جائے (سبل الہدیٰ ج 8 ص 453) ان سلا کپڑا پہننے کی پابندی مردوں کے لئے ہے۔ عورت، سلا ہوا کپڑا پہن سکتی ہے' سر کو ضرور ڈھانپے بوقت ضرورت عورت چہرہ بھی چھپا سکتی ہے مثلاً جب کوئی غیر مرد قریب آئے تو پنکھے وغیرہ سے چھپالے لیکن بعد میں فوراً چہرہ ننگا کرلے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ سفر حج میں جب کوئی غیر آدمی ہمارے قریب آتا تو ہم چادر چہرے پہ کرلیتیں اور جب گزر جاتا تو ہٹا لیتیں (ابوداؤد صفحہ 104 ج 2) اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت فاطمہ بنت منذر رضی اللہ عنہا سے بھی منقول

کے ایک مرید کا ہے جو مرید حج کر کے آیا اور حضرت شیخ نے اس سے سوالات کیے اور مرید کے ظاہری جوابات کے بعد شیخ نے روحانی توجہات سے نوازا' نمبر نگ کے ساتھ یعنی سوالات اور شیخ کی طرف سے توجیہات ملاحظہ ہوں یعنی

1- سوال: کیا تو نے حج کا ارادہ بھی کیا تھا کہ نہیں؟

جواب: جی ہاں بڑا پکا ارادہ کیا تھا۔

شیخ کی وضاحت: اس کے ساتھ جب تو نے ان تمام ارادوں کو چھوڑنے کا عہد ہی نہ کیا جو بروز پیدائش سے آج تک حج کے خلاف تو نے کیے تو پھر تیرے حج کا فائدہ ہی کیا اور ایسا ارادہ ارادہ ہی نہیں۔

2- شیخ نے فرمایا: کیا احرام کے وقت بدن کے کپڑے اتار دیے تھے؟

مرید کہتا ہے میں نے عرض کیا جی بالکل نکال دے تھے۔ آپ نے فرمایا اس وقت اللہ کے سوا ہر چیز کو اپنے سے جدا کر دیا تھا؟ میں نے عرض کیا ایسا تو نہیں ہوا آپ نے فرمایا تو پھر کپڑے ہی کیا نکالے۔

3- آپ نے فرمایا: وضو اور غسل سے طہارت حاصل کی تھی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں بالکل پاک صاف ہو گیا تھا آپ نے فرمایا: اس وقت ہر قسم کی گندگی اور لغزش سے پاکی حاصل ہو گئی تھی؟ میں نے عرض کیا: یہ تو نہ ہوئی تھی آپ نے فرمایا پھر پاکی ہی کیا حاصل ہوئی۔

4- پھر آپ نے فرمایا: لبیک پڑھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں لبیک پڑھا تھا آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ کی طرف سے لبیک کا جواب ملا تھا؟ میں نے عرض کیا مجھے تو کوئی جواب نہیں ملا تو فرمایا کہ پھر لبیک کیا کہا۔

5- پھر فرمایا کہ حرم محترم میں داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا داخل ہوا تھا فرمایا اس وقت ہر حرام چیز کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑنے کا پکا ارادہ ترک کا جزم کر لیا تھا؟ میں نے کہا یہ تو میں نے نہیں کیا فرمایا کہ پھر حرم میں بھی داخل نہیں ہوئے۔

6- پھر فرمایا کہ مکہ کی زیارت کی تھی؟ میں نے عرض کیا جی زیارت کی تھی فرمایا اس وقت

ہے (صفحہ 248) فقہ حنفی میں چونکہ عورت کو کپڑے سے چہرہ ڈھانپنا جائز نہیں ہے لہٰذا کسی ایسی چیز سے چہرہ چھپالے جو چہرے سے جدا ہے۔ مذکورہ واقعات میں یہ تصریح نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ بنت منذر رضی اللہ عنہا بعد میں جرمانہ ادا کرتی تھیں یا نہیں۔

احرام باندھنے سے پہلے حضور علیہ السلام نے مسجد ذوالحلیفہ میں دو نفل ادا فرمائے پہلی رکعت میں سورۂ کافرون پڑھی اور دوسری میں سورۂ اخلاص۔ (بخاری، شرح مسلم)

ازاں بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حج کی نیت فرمائی۔ ایک مرتبہ پہاڑی پر چڑھ کر تلبیہ پڑھا اور پھر پہاڑی سے اتر کر سواری (اونٹنی) پہ سوار ہو کر تلبیہ پڑھا بعض کہتے ہیں وایم اللّٰہ لقد اوجب فی مصلاہ (مسند احمد صفحہ 26 ج 1) اللہ کی قسم! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جائے نماز پہ ہی نیت کر لی اور تلبیہ پڑھ لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے اس اختلاف کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا (رش زیادہ ہونے کی وجہ سے) جس نے جو سنا بیان کر دیا بہرحال انی لا علم الناس بذلك ۔ میں اس بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں اور آپ نے مندرجہ بالا وضاحت فرمادی۔

حضور علیہ السلام نے بلند آواز سے تلبیہ کے الفاظ پڑھے اور فرمایا: امرنی جبرائیل برفع الصوت فی الا ھلال فانه من شعائر الحج (مسند احمد ج 2 صفحہ 325)

مجھے جبریل امین علیہ السلام نے کہا کہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں کیونکہ یہ شعائر حج میں سے ہے مسئلہ بھی یہی ہے کہ عورتوں آہستہ آواز سے تلبیہ پڑھیں اور مرد بلند آواز سے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے جبریل نے یہ بھی کہا کہ اپنے ساتھیوں کو کہیں کہ فلیرفعوا اصواتھم بالتلبیة فانھا من شعائر الحج (مسند احمد ج 5 صفحہ 192) تلبیہ میں آواز بلند کریں کہ یہ شعائر حج میں سے ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی سواری بیداء پہاڑی پہ چڑھی تو آپ نے اور لوگوں نے تلبیہ کے الفاظ پڑھے جو یہ ہیں

لبیك اللھم لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لاشریك لك۔

دوسرے عالم کی زیارت نصیب ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ اس عالم کی تو کوئی چیز نظر نہیں آئی فرمایا پھر مکہ کی بھی زیارت نہیں ہوئی۔

7- پھر فرمایا کہ مسجد حرام میں داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا فرمایا کہ اس وقت حق تعالیٰ شانہ کے قرب میں داخلہ محسوس ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو محسوس نہیں ہوا فرمایا تب تو مسجد میں بھی داخلہ نہیں ہوا۔

8- پھر فرمایا کہ کعبہ شریف کی زیارت کی؟ میں نے عرض کیا کہ زیارت کی فرمایا کہ وہ چیز نظر آئی جس کی وجہ سے کعبہ کا سفر اختیار کیا جاتا ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے تو نظر نہیں آئی فرمایا پھر تو نے کعبہ شریف کو نہیں دیکھا۔

9- پھر فرمایا کہ طواف میں رمل کیا تھا؟ (خاص طور سے دوڑنے کا نام ہے) میں نے عرض کیا کہ کیا تھا فرمایا کہ اس بھاگنے میں دنیا سے ایسے بھاگے تھے جس سے تم نے محسوس کیا ہو کہ تم دنیا سے بالکل یکسو ہو چکے ہو میں نے عرض کیا کہ نہیں محسوس ہوا فرمایا کہ پھر تم نے رمل بھی نہیں کیا۔

10- پھر فرمایا کہ حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ایسا کیا تھا تو انہوں نے خوفزدہ ہو کر ایک آہ کھینچی اور فرمایا تیرا ناس ہو خبر بھی ہے کہ جو حجر اسود پر ہاتھ رکھے وہ گویا اللہ جل شانہ سے مصافحہ کرتا ہے اور جس سے حق سبحانہ وتقدس مصافحہ کریں وہ ہر طرح سے امن میں ہو جاتا ہے تو کیا تجھ پر امن کے آثار ظاہر ہوئے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو امن کے آثار کچھ بھی ظاہر نہیں ہوئے تو فرمایا کہ تو نے حجر اسود پر ہاتھ ہی نہیں رکھا۔

11- پھر فرمایا مقام ابراہیم علیہ السلام پر کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ پڑھے تھے فرمایا کہ اس وقت اللہ جل شانہ کے حضور میں ایک بڑے مرتبہ پر پہنچا تھا کیا اس مرتبہ کا حق ادا کیا؟ اور جس مقصد کے لئے وہاں کھڑا ہوا تھا وہ پورا کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو کچھ نہیں کیا فرمایا کہ تو نے پھر تو مقام ابراہیم پر نماز ہی نہیں پڑھی۔

کچھ لوگوں نے اس میں کچھ الفاظ کا اضافہ بھی کیا جو آپ نے سنا: فلم یقل لھم شیئا۔ مگر ان کو کچھ نہ فرمایا۔

''یاد رہے کہ نوافل ادا کرنے کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے تلبیہ پڑھنا بہتر ہے پھر اگر صرف حج کا احرام باندھنا ہو تو اس طرح نیت کرے اللھم انی اریدالحج فیسرہ لی وتقلبه منی۔ اے اللہ! میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں پس اس کو میرے لیے آسان کر دے اور اس کو میری طرف سے قبول فرما' اور اگر ساتھ عمرہ کا بھی ارادہ ہو جس طرح حج قرآن میں تو حج کے ساتھ عمرہ کا نام بھی لے اور اگر تمتع کا ارادہ ہے یا خالی عمرے کا تو صرف عمرے کا نام لے''

حج اکبر کیا ہے؟

1- اس میں مختلف اقوال ہیں بقرہ عید کا دن حج اکبر ہے کیونکہ اکثر ارکان حج اسی دن ادا کیے جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: واذان من اللہ ورسوله الی الناس یوم الحج الاکبر ۔ اور یہ اعلان اسی دن منیٰ میں ہوا تھا۔

2- نو ذی الحج کا دن حج اکبر کا دن ہے کہ اس دن وقوف عرفہ کی ادائیگی ہوتی ہے جو حج کا رکن اعلیٰ ہے۔

3- حضور علیہ السلام کا حج حج اکبر ہے کیونکہ حضور علیہ السلام رسول اکبر و افضل ہیں اور اتفاق سے اس دن یہود' مجوس اور نصاریٰ کی چھ عیدیں جمع ہو گئی تھیں۔

4- وہ حج جو جمعہ کو ادا کیا جائے وہ حج اکبر ہے اس کا ثواب ستر حجوں کے برابر ہے اور حجۃ الوداع بھی جمعہ کو ہوا تھا۔

5- عمرہ حج اصغر ہے اور ہر حج حج اکبر ہے۔ (مرقاۃ' اشعۃ اللمعات مراۃ صفحہ 179 ج4)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی سواری بیداء پہاڑی پہ چڑھی تو حد نگاہ تک ہر طرف لوگوں کا جم غفیر تھا اور آگے اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ سے کرتے ہیں ورسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بین اظھرنا وعلیه ینزل

12- پھر فرمایا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے صفا پر چڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا چڑھا تھا فرمایا وہاں کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ سات 7 مرتبہ تکبیر کہی اور حج کے مقبول ہونے کی دعا کی فرمایا کیا تمہاری تکبیر کے ساتھ فرشتوں نے بھی تکبیر کہی تھی؟ اور اپنی تکبیر کی حقیقت کا تمہیں احساس ہوا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ تم نے تکبیر ہی نہیں کہی۔

13- پھر فرمایا کہ صفا سے نیچے اترے تھے؟ میں نے عرض کیا اترا تھا فرمایا اس وقت ہر قسم کی علت دور ہو کر تم میں صفائی آ گئی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ نہ تم صفا پر چڑھے نہ اترے۔

14- پھر فرمایا کہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ دوڑا تھا فرمایا کہ اس وقت اللہ کے علاوہ ہر چیز سے بھاگ کر اس کی طرف پہنچ گئے تھے (غالباً ففررت منکم لما خفتکم کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ شعراء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے دوسری جگہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ففروا الی اللّٰہ (ذاریات) میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ تم دوڑے ہی نہیں۔

15- پھر فرمایا کہ مروہ پر چڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ چڑھا تھا فرمایا کہ تم پر وہاں سکینہ نازل ہوا اور اس سے وافر حصہ حاصل کیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ مروہ پر چڑھے ہی نہیں۔

16- پھر فرمایا کہ منیٰ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا گیا تھا فرمایا کہ وہاں اللہ جل شانہ سے ایسی امیدیں بندھ گئی تھیں جو معاصی کے حال کے ساتھ نہ ہوں میں نے عرض کیا کہ نہ بندھ سکیں فرمایا کہ منیٰ ہی نہیں گئے۔

17- پھر فرمایا کہ مسجد خیف میں (جو منیٰ میں ہے) داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا فرمایا کہ اس وقت اللہ جل شانہ کے خوف کا اس قدر غلبہ ہو گیا تھا جو اس وقت کے علاوہ نہ ہوا ہو؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ تم مسجد خیف میں داخل ہی نہیں ہوئے۔

القران وھو یعرف تاویلہ وما عمل من شئی علمنا بہ ۔ (مسند احمد ج 3 صفحہ 320)

اور حضور علیہ السلام ہمارے درمیان موجود ہیں' قرآن نازل ہورہا ہے (اسکو سمجھنے کے لئے ہمیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ) حضور ﷺ قرآن پاک کے معانی کما حقہ جانتے ہیں جو آپ کرتے گئے ہم بھی وہی کرتے گئے۔

؎ ہم بھی ادھر نکل گئے یار جدھر نکل گیا
مل جل کر سب جائیں گے یار جدھر چلا گیا

دوسری منزل

مقامِ ملل پہ جا کر حضور علیہ السلام نے اپنے قدم مبارک کی پشت پر اور کچھ آگے جا کر سراقدس کے درمیان پچھنے لگوائے۔ (نسائی ج 2 صفحہ 27)

جس سے یہ مسئلہ حاصل ہوا کہ محرم پچھنے لگوا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر ضرورت پڑ جائے تو عذر کی بنا پر بال کٹوانے کی بھی اجازت ہے مگر اس صورت میں چھ مساکین پہ صدقہ کرنا ہوگا جیسا کہ حضرت کعب بن عجزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے سر میں جوئیں پڑ گئیں اور حضور علیہ السلام نے مجھے دیکھا کہ میں سالن تیار کر رہا ہوں تو آپ نے انگلی کے ساتھ میرے بال چیک کیے اور مجھے بال منڈانے کی اجازت دی اور چھ مساکین کو صدقہ دینے کا حکم دیا۔

(نسائی ج 2 صفحہ 27)

مقام روحاء

جو مدینہ سے چوہتر کلو میٹر دور ہے) پہ آپ (ﷺ) نے نماز ادا کی اور فرمایا صلی فیہ سبعون نبیا (فتح الباری) کہ مجھ سے پہلے یہاں ستر نبیوں نے نماز ادا کی ہے۔ اس مقام پہ آپ نے فرمایا لیھلن ابن مریم بفج الروحاء ۔ (المواہب اللدنیہ صفحہ 366 ج 11) روحاء کے راستے پہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تلبیہ کہتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

آگے مقام ''اثایہ'' آتا ہے جو ابن حزم کی تحقیق کے مطابق مدینہ سے ستر میل کی راہ پہ ہے۔ (المحلی)

18- پھر فرمایا کہ عرفات کے میدان میں پہنچے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوا تھا فرمایا کہ وہاں اس چیز کو پہچان لیا تھا کہ دنیا میں کیوں آئے تھے اور کیا کر رہے ہو اور کہاں اب جانا ہے اور ان حالات پر متنبہ کرنے والی چیز کو پہچان لیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ پھر تو عرفات پر بھی نہیں گیا۔

19- پھر فرمایا کہ مزدلفہ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ گیا تھا فرمایا کہ وہاں اللہ جل شانہ کا ایسا ذکر کیا تھا جو اس کے ماسوا کو دل سے بھلا دے (جس کی طرف قرآن پاک کی آیت: فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام' (بقرہ' 25) میں ارشاد ہے: میں نے عرض کیا کہ ایسا تو نہیں ہوا فرمایا کہ پھر تو مزدلفہ پہنچے ہی نہیں۔

20- پھر فرمایا کہ منیٰ میں جا کر قربانی کی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ کی تھی فرمایا کہ اس وقت اپنے نفس کو ذبح کر دیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ پھر تو قربانی ہی نہیں کی۔

21- پھر فرمایا کہ رمی کی تھی (یعنی شیطانوں کو کنکریاں ماری تھیں) میں نے عرض کیا کہ کی تھی فرمایا کہ ہر کنکری کے ساتھ اپنے سابقہ جہل کو پھینک کر کچھ علم کی زیادتی محسوس ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ رمی میں نہیں کی۔

22- پھر فرمایا کہ طواف زیارت کیا تھا؟ میں نے عرض کیا: کیا تھا فرمایا اس وقت کچھ حقائق منکشف ہوئے تھے؟ اور اللہ جل شانہ کی طرف سے تم پر اعزاز و اکرام کی بارش ہوئی تھی؟ (اس لیے کہ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ کی زیارت کرنے والا ہے اور جس کی زیارت کو کوئی جائے اس پر حق ہے کہ اپنے زائرین کا اکرام کرنے) میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو کچھ منکشف نہیں ہوا فرمایا کہ تم نے طواف زیارت بھی نہیں کیا۔

23- پھر فرمایا کہ حلال ہوئے تھے (احرام کھولنے کو حلال ہونا کہتے ہیں) میں نے عرض کیا ہوا تھا فرمایا کہ ہمیشہ حلال کی کمائی کا اس وقت عہد کر لیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ تم حلال بھی نہیں ہوئے

24- پھر فرمایا الوداعی طواف کیا تھا؟ میں نے عرض کیا کیا تھا فرمایا اس وقت اپنے تن من کو

اس جگہ آپ ﷺ نے ایک تیر زدہ ہرن کو درخت کے سائے میں بیٹھے دیکھا چونکہ کسی کو علم نہ تھا کہ اس کو کسی محرم نے شکار کیا ہے یا غیر محرم شکاری نے اس لیے آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا! اس کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور سب کو بتاؤ کہ اس کو نہ پکڑیں۔

اس مقام پہ فقہاء کرام نے ایک مسئلہ مستنبط فرمایا ہے کہ اگر کسی غیر محرم نے شکار کیا ہوا ور احرام والوں کے لئے نہ ہو تو محرم اس کو کھا سکتا ہے۔ جس طرح کہ مقام روحاء پہ ایک جنگلی حمار زخمی حالت میں دیکھا اور آپ نے اس کو نہ پکڑنے کا حکم دیا پھر ایک شخص جو بہزی قبیلہ کا تھا اس نے عرض کیا کہ اس کو میں نے شکار کیا ہے اور وہ محرم نہ تھا اور نہ ہی اس نے احرام والوں کے لئے کیا تھا تو حضور علیہ السلام نے قبول فرما لیا اور حضرت ابو بکر کو فرمایا اس کو تقسیم کر دو۔ (سبل الہدیٰ صفحہ 459 ج 8)

چوتھی منزل

جہاں آپ (ﷺ) نے پڑاؤ کیا وہ مقام عرج ہے۔ جس اونٹنی پہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سامان تھا اس پر مدینہ شریف سے مکہ شریف تک کا سفر لمبا ہونے کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے بھی سامان رکھا ہوا تھا (پچھلی روایت میں جو ذکر ہے کہ آپ ﷺ کا سامان اور آپ خود ایک ہی اونٹنی پہ تھے وہاں غالباً مکہ سے عرفات تک کی بات ہے کہ سفر تھوڑا تھا اور سامان بھی مختصر) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو اس اونٹنی کی حفاظت پہ مامور فرمایا ہوا تھا وہ اونٹنی گم ہو گئی غلام تلاش کرتا رہا اور جب غلام بغیر اونٹنی کے آ گیا اور اونٹنی بمعہ سامان غائب ہو گئی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو سخت سست کہنا شروع کر دیا جس پر حضور علیہ السلام نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے فرمایا! **انظروا الی هذا المحرم مایصنع** ۔ لوگو دیکھو! یہ احرام کی حالت میں کیا کہہ رہے ہیں (ابوداؤد باب المحرم یؤدب) اس مقام پہ تھوڑی دیر کے بعد گم شدہ سواری بھی آ گئی اور اس کو لے کر آنے والے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ تھے حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا دیکھ لو سامان پورا ہے عرض کیا ایک پیالہ نہیں ہے جس میں ہم پانی پیتے تھے، غلام نے کہا پیالہ میرے پاس ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کو دعا سے نوازا اتنے میں حضرت سعد بن

کلیۃ الوداع کر دیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ تم نے طواف وداع بھی نہیں کیا۔

25- پھر فرمایا کہ حج کو جاؤ اور اس طرح حج کر کے آؤ جس طرح میں نے تم سے تفصیل بیان کی۔

فقط یہ طویل قصہ اس لیے نقل کیا تا کہ اندازہ ہو کہ اہل ذوق کا حج کس طرح ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف وکرم سے کچھ ذائقہ اس قسم کے حج کا ہمیں کو بھی عطا فرمائے۔

محمد ﷺ آدمی کے دل کی باتیں جان جاتے ہیں

ایک حدیث میں آیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ دو شخص ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا کہ حضور ہم کچھ دریافت کرنے آئے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا دل چاہے تو تم دریافت کرلو اور تم کہو تو میں بتاؤں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو۔

انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہی ارشاد فرمادیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم حج کے متعلق دریافت کرنے آئے ہو کہ حج کے ارادہ سے گھر سے نکلنے کا کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا فائدہ اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا ثواب ہے اور عرفات پر ٹھہرنے اور شیطانوں کو کنکریاں مارنے کا اور قربانی کرنے کا اور طواف زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے انہوں نے عرض کیا کہ اس پاک ذات کی قسم جسنے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری (سواری) اونٹنی جو ایک قدم رکھتی ہے یا اٹھاتی ہے تو تمہارے اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ عربی غلام کو آزاد کیا ہو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا ثواب ستر غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ہے اور عرفات کے میدان میں جب لوگ جمع ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ دنیا کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتا ہے کہ میرے بندے دور دور سے پراگندہ

عبادہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے ہمراہ ایک سواری لے آئے اور عرض کیا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کی سواری بمعہ سامان گم ہوگئی ہے یہ قبول فرمائیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے ہمارا سامان بمعہ سواری واپس کردیا ہے اللہ تمہیں برکت دے تم اپنی سواری واپس لے جاؤ۔

(المواہب مع زرقانی صفحہ 359 ج 11)

اسی دوران جب ال فضالہ اسلمی کو پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام کی سواری کا جانور بمعہ سامان گم ہوگیا ہے تو انہوں نے کھانا تیار کیا اور ایک بڑے تھال میں رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا اس پر حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا! آؤ دیکھو اللہ نے کس قدر پاکیزہ کھانا ہمیں عطا کردیا ہے۔ (ایضاً)

پانچویں منزل

مدینہ طیبہ سے تقریباً دوسو اڑتالیس کلومیٹر دور مقام ابواء جہاں حضور علیہ السلام کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا مزار پُر انور ہے یہ مقام سفر حجۃ الوداع میں حضور علیہ السلام کا پانچواں پڑاؤ تھا' مقام مستورہ بھی اس کے قریب ہے اس جگہ ایک صحابی حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حمار وحشی کا گوشت پیش کیا لیکن آپ نے یہ کہہ کر واپس کردیا کہ ہم حالت احرام میں ہیں (بخاری شریف) (ہوسکتا ہے یہ شکار انہوں نے احرام کی حالت میں کیا ہو یا کوئی اور وجہ ہو ورنہ حضور علیہ السلام تحفہ قبول فرمالیتے تھے)

صحیح بخاری میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے مقام عرج کے بعد مقام ''ہرشی'' پہ نماز ادا کی اس جگہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمیشہ نماز ادا فرماتے رہے۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

اس مقام پہ حضور علیہ السلام نے فرمایا! کانی انظر الی یونس بن متی علی ناقۃ حمراء جعداء علیہ جبۃ من صوف خطام ناقتہ خلبۃ وھو یلبی (مسلم شریف)

گویا میں یونس بن متی علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اون کا جبہ زیب تن کئے ہوئے ہیں اور اونٹنی کی نکیل کھجور کے پتوں کی ہے اور تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔

چھٹی منزل

اس سے اگلی منزل وادی عسفان (یا بقول امام بخاری مرالظہران) مکہ شریف سے پچیس

بال آئے ہوئے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہیں اگر تم لوگوں کے گناہ ریت کے ذرّوں کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں تب بھی میں نے معاف کر دیئے۔ میرے بندو! جاؤ بخشے بخشائے چلے جاؤ تمہارے بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کرو ان کے بھی گناہ معاف ہیں۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ شیطانوں کو کنکریاں مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلہ ایک بڑا گناہ جو ہلاک کر دینے والا ہو معاف ہوتا ہے اور قربانی کا بدلہ اللہ کے یہاں تمہارے لیے ذخیرہ ہے اور احرام کھولنے کے وقت سر منڈانے میں ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اس سب کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ آئندہ از سر نو اعمال کر تیرے پچھلے سب گناہ تو معاف ہو چکے۔ (فضائل حج بحوالہ ترغیب)

یہی وہ علم ہے علم لدنی جس کو کہتے ہیں
یہی وہ غیب علم غیب سی جس کو کہتے ہیں

عمرہ کا بیان اور حضور ﷺ کا فرمان

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

العمرة الی العمرة کفارة لما بینهما (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک (گناہوں کا) کفارہ ہے (کنز)

فرض نماز کے بارے میں بھی اسی طرح کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز کے درمیان گناہ (نماز کی برکت سے) معاف ہو جاتے ہیں۔

پھر عبادت میں جس طرح پانچ نمازیں فرض ہیں اور ان کے نوافل ہیں جب چاہے جتنے چاہے ادا کرے اسی طرح حج کو فرض قرار دیا گیا کہ زندگی میں صرف ایک بار کرے اور وہ بھی خاص اوقات میں اور اس کے علاوہ جب حاضری کو دل چاہے جب چاہے جتنے چاہے عمرے ادا کرے (سوائے پانچ دنوں کے نو ذوالحج تا تیرہ ذوالحج)

کلومیٹر دور ہے ایک ترکی خاتون فاطمہ نے تقریباً دوصدیاں پہلے اس جگہ باغات لگائے اس وجہ سے آج کل اس جگہ کا نام وادی فاطمہ پڑ گیا ہے یہاں پہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے حضرت ہود اور صالح (انبیاء کرام) علیہما السلام کو دیکھا کہ وہ بیت اللہ کی طرف جارہے ہیں' سرخ اونٹوں پہ سوار ہیں' عبا پہنے ہوئے ہیں اور تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔

(مسند احمد ج 1 صفحہ 232)

مقام سرف

مکہ مکرمہ جب تقریباً چھ میل دور رہ گیا تو مقام سرف آیا جہاں پہ عمرۃ القضاء کے موقع پہ حضور علیہ السلام نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا تھا 15 ہجری میں ان کا وصال ہوا تو اس جگہ ان کو دفن کیا گیا وهناك قبرها مشهور يزار۔

(حجۃ الوداع صفحہ 36' مولوی زکریا سہارنپوری)

یہیں پہ ان کا مزار ہے جو زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ اس جگہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ عمرہ کی نیت کرسکتا ہے اور جس کے پاس جانور ہے وہ خالی عمرہ کی نیت نہ کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے عرض کیا کہ میرے ساتھ قربانی کا جانور نہیں اور میں نے عمرے کا احرام بھی باندھا ہوا تھا مگر میرے ایام مخصوصہ شروع ہوگئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تمام کام حاجیوں کی طرح کرتی رہو صرف طواف نہ کرنا (سبل الہدیٰ ج 8 صفحہ 461) چنانچہ عمرہ ان کا رہ گیا جس کی انہوں نے بعد میں قضا کرلی۔

یادرہے! اس عارضہ سے وقتی طور پہ بچاؤ کے لئے کوئی عورت اگر دوا استعمال کرے تو اس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فتویٰ کے مطابق کوئی حرج نہیں بلکہ آپ نے خود دوائی تجویز فرمائی کہ پیلو کا پانی مفید ہے (سنن سعد بن منصور) ظاہر بات ہے اگر ایک عورت مثلاً پاکستان سے جائے اور اوقات حج میں اس کے خاص ایام شروع ہوجائیں اور ایام ختم ہونے سے پہلے اس کی مدت قیام بھی ختم ہوجائے تو اس کو اس پریشانی سے بچانے کے لئے دوائی

امام اعظم و مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک عمرہ کرنا سنت ہے اور امام شافعی واحمد رحمۃ اللہ علیہما اس کو واجب کہتے ہیں۔ان کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واتموا الحج والعمرۃ للّٰہ ۔(البقرۃ)

اور پورا کرو حج وعمرہ کو خاص اللہ کے لئے۔

ہمارے ہاں اس سے مراد یہ ہے کہ شروع کر کے پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے نہ کہ ابتداءً

☆ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

افضل الاعمال حجۃ مبرورۃ اوعمرۃ مبرورۃ (رواہ الطبرانی)

سب سے زیادہ فضیلت والا کام مقبول حج اور نیکی والا عمرہ ہے پیچھے گزر چکا کہ حضور علیہ السلام نے رمضان شریف کے عمرے کو حج کے برابر قرار دیا (ابن حبان عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

الحاج والعمار وفد اللّٰہ ان دعوہ اجابھم وان استغفر وہ غفرلھم (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

حج وعمرہ کرنے والے اللہ کی جماعت ہیں اگر دعا کریں تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور اگر بخشش چاہیں تو اللہ تعالیٰ بخشش عطا کرتا ہے (یہ حدیث بیہقی کے حوالے سے قدرے تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے اور اس مضمون کی احادیث مشکوٰۃ، ترغیب اور ڈر میں بھی ہیں)

....

وغیرہ کے استعمال کی اجازت دے دینا ہے قرین قیاس ہے۔

مکہ مکرمہ ایک میل رہ گیا

وادی ارزق آ گئی جس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا! میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلند چوٹی سے کانوں میں انگلیاں ڈال کر گزرتے دیکھ رہا ہوں وله خوار الى الله بالتلبية۔ اور بلند آواز سے تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔ (مسلم کتاب الایمان)

خوب یاد رہے! مختلف جگہ پہ انبیاء کرام علیہم السلام کا احرام باندھے تلبیہ کہتے ہوئے بیت اللہ شریف کی طرف جانا کیا یہ خواب وخیال تھا؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تحقیق کے مطابق اپنی حقیقی زندگی کے ساتھ حج کر رہے تھے جو حضور علیہ السلام کو دکھائے گئے نہ یہ امثال واشکال تھے اور نہ خواب وخیال تھا (اشعۃ اللمعات صفحہ 456 ج 4 خلاصہ عبارت) کیونکہ ان الا نبیاء لایموتون وانهم یصلون ویحجون فی قبورھم (فیوض الحرمین)

انبیاء کرام (دوسرے انسانوں کی طرح) مرتے نہیں وہ تو قبور میں رہ کر نماز بھی پڑھتے ہیں اور حج بھی ادا کرتے ہیں۔

ساتویں منزل

اس کے بعد حضور علیہ السلام مقام ذی طویٰ پر پہنچے جہاں شہر مکہ کا غربی دروازہ تھا رات یہیں گزاری یہاں پہ آپ نے مکہ میں داخلہ اور بیت اللہ شریف کے طواف کے لئے غسل فرمایا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معمول رہا کہ جب بھی مکہ شریف میں آتے رات مقام ذی طویٰ پہ گزارتے اور شہر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل فرماتے اور ساتھ فرماتے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل ذلك (بخاری کتاب الحج) ہمارے آقا علیہ السلام بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

؎ کسی نقش پا کی تلاش ہے کہ میں جھک رہا ہوں نماز میں

فضائل حرمین شریفین حدیث کی روشنی میں

حرمین شریفین کی نماز

عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: الصلاۃ فی المسجد الحرام بمائۃ الف صلاۃ والصلوٰۃ فی مسجدی بالف صلاۃ والصلوٰۃ فی بیت المقدس بخمس ماۃ صلاۃ۔ (مجمع الزوائد للہیثمی صفحہ 7 ج 4 کنز العمال للمتقی صفحہ 195 ج 12)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کا ثواب رکھتی ہے۔ اور مسجد نبوی میں ایک ہزار کا ثواب اور بیت المقدس میں ایک نماز پانچ سو نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قدرے مفصل روایت اس موضوع پہ ابن ماجہ اور مشکوٰۃ میں اس طرح ہے

صلوۃ الرجل فی بیتہ بصلوۃ وصلوتہ فی مسجد القبائل بخمس وعشرین صلوۃ وصلوتہ فی المسجد الذی یجمع فیہ بخمسائۃ صلوۃ وصلو تہ فی المسجد الاقصٰی بخمسین الف صلوۃ وصلوتہ فی مسجدی بخمسین الف صلوۃ وفی المسجد الحرام بمائۃ الف صلوۃ۔

گھر میں نماز کا ثواب صرف ایک نماز کے برابر محلہ کی مسجد میں ایک نماز کا ثواب پچیس نمازوں کے برابر جامع مسجد میں ایک نماز کا ثواب پانچ سو نماز کے برابر بیت المقدس اور میری مسجد نبوی میں ایک نماز پچاس ہزار کے برابر ثواب رکھتی ہے۔ اور مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر۔

سرورِ انبیاء کی سواری چلی یہ سواری سوئے بیت باری چلی

مدینہ سے مکہ شریف کا سفر سات دنوں میں طے ہوا چار ذی الحجہ کی رات چونکہ مکہ سے باہر ذی طویٰ پہ گزاری جہاں اس وقت شہر مکہ کا غربی دروازہ تھا جو بعد میں ابیار زاہر کے نام سے مشہور ہوا اور آج کل یہ مکہ کا محلّہ ہے جس کا نام ''جرول'' ہے وہاں زچہ بچہ کا مستشفیٰ (ہسپتال) ہے اور سامنے بئر ذی طویٰ ہے۔ (انصاح للشیخ عبدالفتاح صفحہ 194)

چنانچہ چار ذی الحجہ کو دن کے وقت آفتاب رسالت کی حسین کرنوں سے شہر مکہ چمک اٹھا اور یہ عین چاشت کا وقت تھا جبکہ آسمان کا سورج بھی پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا تھا اور ہمارے سراج منیر آقا نے مکہ کی گلیوں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

دخل مكة من الثنية العليا وخرج من الثنية السفلى (بخاری کتاب الحج)

حضور علیہ السلام بلند گھاٹی (موجودہ نام مقام حجون یعنی جنت المعلی) کی طرف سے شہر مکہ میں داخل ہوئے اور نچلی گھاٹی (موجودہ نام کدیٰ ہے جو باب عمرہ کے پاس ہے) کی طرف سے نکلے (حاشیہ حجۃ الوداع لابن کثیر صفحہ 165)

اہل مکہ نے بھرپور طریقے سے حضور علیہ السلام کا استقبال کیا بالخصوص بنو عبدالمطلب کے جوانوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ استقبال کرنے والوں میں سے بنی عبدالمطلب کے بعض بچوں کو حضور علیہ السلام نے اٹھایا اور اپنی سواری کے آگے پیچھے بٹھالیا۔ (بخاری باب استقبال الحاج) غسل تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مقام ذی طویٰ پہ فرما چکے تھے ایک بار پھر آپ نے وضو کیا یہ مکہ شریف میں داخل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اولین عمل تھا (بخاری، الطواف علی الوضوء) اپنی سواری کو مسجد کے دروازے پہ بٹھایا اور باب عبد مناف (موجودہ نام باب السلام) سے مسجد حرام میں داخل ہوئے (سبل الہدیٰ بحوالہ طبرانی)

اس دروازے کا نام باب بنی شیبہ بھی رہا ہے اور یہ صفا مروہ کے درمیان ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرم شریف میں داخل ہونے کے لئے اس دروازے کا انتخاب اس لیے فرمایا کہ یہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے تھا اور کعبہ کے دروازے والی جہت دوسری جہات سے افضل

(ان روایات میں نمازوں کے ثواب کے اندر جو اختلاف ہے اس کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ یہاں ہر مسجد کا ثواب اس سے پہلی مسجد کے ثواب کے اعتبار سے ہے یعنی جامع مسجد کی ایک نماز کا ثواب قبیلہ کی مسجد میں پڑھی جانے والی پانچ سو نمازوں کے برابر ہے تو اس حساب سے جامع مسجد کی ایک نماز کا ثواب ساڑھے بارہ ہزار نمازوں کے برابر مسجد اقصیٰ کی ایک نماز کا ثواب ساڑھے باسٹھ کروڑ کے برابر مسجد نبوی کا تین نیل بارہ کھرب پچاس ارب کے برابر اور مسجد حرام کا اکتیس سنکھ پچیس پدم کے برابر۔ (فضائل حج)

حرمین شریفین میں مرنے کی فضیلت

☆ عن جابر بن عبداللّٰه رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: من مات فی احد الحرمین بعث امنا یوم القیامة۔ (درمنثور للسیوطی صفحہ 552 کنز العمال صفحہ 271 ج12)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو حرمین میں سے کسی ایک میں مرے روز قیامت بے خوف اٹھے گا۔

☆ عن انس بن مالك رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: من مات فی احد الحرمین بعث من الامنین یوم القیامة، ومن زارنی محتسبا فی المدینة کان فی جواری یوم القیامة۔ (اتحاف السادۃ للزبیدی صفحہ 416 ج4)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو حرمین شریفین میں سے کسی ایک میں مرا روز قیامت امن والوں میں اٹھے گا۔ اور جس نے ثواب کی نیت سے مدینہ آ کر میری زیارت کی وہ روز قیامت میرے قریب ہوگا۔

☆ عن سلمان الفارسی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: من مات فی احد الحرمین استوجب

ہے۔ ویسے بھی کسی کے گھر جانا ہو تو دروازے ہی کی طرف سے جایا جاتا ہے (المواہب مع زرقانی صفحہ 377 ج 11) اور پھر اسی سمت میں تو حضور علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔

بنائی پشت نہ کعبہ کی ان کے گھر کی طرف
جنہیں خبر ہے وہ ایسا وقار کرتے ہیں

(مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ)

محبوب خدا کی خانہ خدا پہ پہلی نظر

حدیث شریف میں ہے کہ

تفتح ابواب السماء وتستجاب دعوة المسلم عندرؤية الكعبة

(ابن ماجہ)

کعبہ کی زیارت کے وقت آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔

امام ابوبکر شبلی علیہ الرحمۃ کے متعلق مشہور ہے کہ جب کعبہ شریف کو دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ حضور علیہ السلام نے اس موقع پہ ہاتھ اٹھا کر دو دعائیں کیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1- اللهم زدبيتك هذاتشريفا وتعظيما وتكريما وبراومهابة وزدمن شرفه وعظمه ممن حجه اواعتمره تعظيما وتشريفا وبرا ومهابة ۔

یہ دعا حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ (المواہب صفحہ 378 ج 11)

2- اللهم انت السلام ومنك السلام فحينا ربنا بالسلام اللهم زدهذا البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة وبراوزدمن حجه اواعتمره تكريما وتشريفا وتعظيما وبرا۔

یہ دعا حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے منقول ہے (السنن الکبریٰ صفحہ 73 ج 5) دونوں دعاؤں میں مکہ شریف اور زائرین کی عزت، عظمت، رعب جلال میں اضافے کی دعا کی گئی ہے نبی اکرم علیہ السلام جب بھی کسی مسجد میں تشریف لے جاتے تو آپ کا معمول تھا کہ تحیۃ

شفاعتی، وکان یوم القیامۃ من الامنین۔

(السنن الکبریٰ بیہقی صفحہ 245 ج5)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حرمین شریفین میں سے کسی میں جس کا انتقال ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے اور قیامت میں وہ امن والوں میں ہوگا۔

فضائل مدینہ منورہ

☆ عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: ان الایمان لیارز الی المدینة کماتارز الحیة الی جحرها۔ (بخاری صفحہ 253 ج1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک ایمان مدینے کی طرف یوں سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بل کی طرف۔

☆ عن البراء بن عازب رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: من سمی المدینة یثرب فلیستغفر اللّٰه، هی طابة، هی طابة۔ (مسند احمد صفحہ 285 ج4)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مدینے کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے مدینہ طابہ ہے، مدینہ طابہ ہے۔

☆ عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: یقولون یثرب وهی المدینة۔

(مسلم صفحہ 444 ج1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اسے (مدینہ کو) یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے۔

☆ عن جابر بن سمرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه

المسجد (کے نوافل) ادا فرماتے مگر مسجد حرام میں چونکہ طواف ہی ان نوافل کے قائم مقام ہو جاتا ہے اس لیے آپ (ﷺ) نے یہ نفل ادا نہ کیے (سبل الہدیٰ صفحہ 462 ج 8)

طواف کعبہ

نبی اکرم علیہ السلام نے حجر اسود سے اصطباع اور رمل کے ساتھ طواف کا آغاز فرمایا (اصطباع کا مطلب یہ ہے کہ چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پہ ڈالنا اور یہ صرف طواف میں ضروری ہے نہ کہ ہر حالت میں) اس وقت آپ پر سبز (دھاری دار) چادر تھی (ترمذی کتاب الحج، مسند احمد ج 4 ص 223، ابوداؤد کتاب المناسک، مرقات ج 5 ص 476) (علماء فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے خالص سبز اور بالکل سُرخ کوئی کپڑا کبھی استعمال نہیں فرمایا۔ (مراۃ صفحہ 136 ج 4)

یاد رہے کہ جس طرح مکہ شریف سے باہر والوں کے لئے نفل نماز سے طواف کعبہ افضل ہے اسی طرح زیادہ عمرے کرنے سے کثرت کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف افضل عمل ہے (اخبار مکہ ج 2 صفحہ 4 حضرت انس رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کو جواب) اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ عمرہ کے لیے احرام باندھنے کی خاطر آپ کو مکہ شریف سے باہر مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا جانا پڑے گا جبکہ طواف تو مسجد حرام میں ہوتا ہے۔ اور (رمل یہ ہے کہ پہلوانوں کی طرح کندھوں کو حرکت دے کر چلنا) رمل صرف پہلے تین چکروں میں ہوگا اور وہ بھی صرف مردوں کے لئے لیس علی النساء رمل ۔ ترمذی صفحہ 299 عورتوں کے لئے رمل نہیں ہے۔ اس کا آغاز 7ھ عمرۃ القضاء کے موقع پہ ہوا جب حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ مکہ میں تشریف لائے تو مشرکوں نے طعن کیا کہ یثرب کے بخار نے ان کو کمزور کر دیا ہوگا تب حضور علیہ السلام نے رمل کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: یرملوا الا شواط الثلاثه (پہلے) تین چکروں میں رمل کریں۔ (بخاری، کیف کان بدء الرمل)

نکتہ محبت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر چہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگیا اور کفر مٹ گیا یعنی بظاہر رمل کی علت باقی نہیں رہی لیکن ہم وہ عمل کیوں چھوڑیں کنا نفعله مع رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ان اللہ تعالٰی سمی المدینۃ طابۃ۔

(ایضاً صفحہ 445ج 1)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے مدینہ کا نام طابہ رکھا۔

میں قیصر و کسریٰ کے شہنشاہوں سے بہتر
پر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے ہوں کم تر
میں رات کے تاروں سے ستاروں سے ہوں بہتر
پر تاج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نگینوں سے ہوں کم تر
میں سرد ہواؤں سے بہاروں سے ہوں بہتر
پر باغ مدینہ کی فضاؤں سے ہوں کم تر

(محمد قاسم اللہ)

مدینہ مکہ سے بھی افضل

☆ عن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ کان جالسا عند منبر مروان بن الحکم بمکۃ ومروان یخطب الناس، فذکر مروان مکۃ وفضلھا، ولم یذکر المدینۃ، فوجد رافع فی نفسہ من ذلک، وکان قد اسن، فقام الیہ فقال: ایھا ذاالمتکلم! اراک قد اطنبت فی مکۃ وذکرت منھا فضلھا، وماسکت عنہ من فضلھا اکبر، ولم تذکر المدینۃ، وانی اشھد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول: المدینۃ خیر من مکۃ۔

(التاریخ الکبیر للبخاری صفحہ 160ج 1)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ مکہ مکرمہ میں مروان بن حکم کے منبر کے پاس بیٹھے تھے جب وہ خطبہ دے رہا تھا مروان نے مکہ مکرمہ کے فضائل بیان کئے لیکن مدینہ منورہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ حضرت رافع بن خدیج

صلی اللہ علیہ وسلم (البدایہ باب حجۃ الوداع) جو ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کرتے رہے۔

ایہہ پرانیاں رسماں یار دیاں
اسیں گل نال لا کے بیٹھے آں

صرف رمل ہی نہیں صفا مروہ کی سعی' شیطان کو کنکریاں مارنے کی علت بھی تو یہ تھی کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے سعی اس لیے کی کہ ان کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی ضرورت تھی اور ابراہیم علیہ السلام کو شیطان نظر آیا تو آپ نے اس کو کنکر مارے مگر آج نہ پانی کی ضرورت اور نہ ہی شیطان نظر آئے لیکن سعی بھی ضروری اور کنکر مارنا بھی ضروری کیوں؟ اس لیے کہ

کسی نقش پا کی تلاش ہے کہ میں جھک رہا ہوں نماز میں

یہی وجہ ہے کہ فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگر غنی اندھا ہو تو اس پر حج فرض نہیں لیکن اگر اپاہج ہے چل نہیں سکتا اور آنکھیں سلامت ہیں اور مالدار ہونے کی صورت میں اس پر حج فرض ہے آخر کیوں اس لیے کہ حج تو نام ہے اللہ کے پیاروں کی یادگاروں کی زیارت کرنے کا اور اندھا بے چارہ کیا زیارت کرے گا اپاہج اگرچہ چل نہیں سکتا مگر محبوبان خدا کی عظمت کے نشان دیکھ تو لے گا اسی کا نام حج ہے۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

آداب طواف

طواف میں خشوع وخصوع' حضور قلب اور اس تصور کا ذہن میں رہنا ضروری ہے کہ میں رب العالمین کے گھر کے احترام میں یہ عمل کر رہا ہوں' اس لیے اس میں نگاہوں کو آسمان کی طرف کرنے کی بجائے جھکائے رکھنا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ کعبہ کی طرف بھی نہ دیکھے (یعنی اپنے گناہوں پہ شرمندہ رہے اور نگاہیں جھکائے رکھے اور بیت اللہ شریف کا رعب و جلال اپنے اوپر طاری رکھے) (ایضاح للنووی صفحہ 242 وحاشیہ علی الایضاح صفحہ 274 لابن حجر) کیونکہ حضور علیہ السلام نے طواف کو نماز کی طرح قرار دیا ہے اور فرمایا: الطواف بالبیت صلاۃ

نے اپنے دل میں اس طرز تکلم سے کھٹک محسوس کی آپ کی عمر شریف کافی ہو گئی تھی پھر بھی آپ نے جرأت و بے باکی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اے متکلم! تو نے مکہ کے فضائل تو خوب بیان کئے لیکن ابھی اس کے بہت سے فضائل چھوڑ دیئے جو عظیم ہیں اور تو نے مدینہ منورہ کی کوئی فضیلت نہیں بیان کی میں اس بات کا گواہ ہوں کہ میں نے بلاشبہ حضور سید عالم ﷺ کو فرماتے سنا مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔

کسی محبت والے نے اپنے ذوق کو اس طرح بیان کیا ہے کہ

کعبہ کی حاضری میں بھی لذت تو ہے
پر نہیں وہ جو لذت مدینے میں ہے
ان سروں کے یہ سجدے تو کعبے کو ہیں
پر دلوں کی عبادت مدینے میں ہے

تکالیف پر صبر کرنا

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: انی احرم ما بین لا بتی المدینة ان یقطع عضاهها او یقتل صیدها، وقال: المدینة خیر لهم لو کانوا یعلمون، لایخرج منها احد رغبة عنها الاابدل اللّٰہ فیها من هو خیر منه، ولا ثبت احد علی لاوائها وجهدها الا کنت له شهیداً وشفیعاً یوم القیامة۔ (بخاری صفحہ 251 ج 1)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے مدینہ کے سنگلاخ علاقہ کے درمیان کانٹوں دار درخت کاٹنے اور شکار کرنے کو حرام کر دیا ہے نیز فرمایا: مدینہ اس کے باشندوں کے لئے بہتر ہے اگر وہ سمجھیں مدینہ سے بے رغبتی اختیار کرتے ہوئے کوئی اس سے نکل کر دوسری جگہ جا کر آباد ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس سے بہتر کو وہاں آباد فرما

ولٰکن اللّٰہ احل فیہ المنطق فمن نطق فیہ فلا ینطق الابخیر (سنن سعید بن منصور عن ابن عباس رضی اللہ عنہما) طواف کعبہ نماز ہی ہے لیکن اس میں بولنے کی اجازت ہے تو جو بولے اچھا بولے طواف کے ہر چکر کا آغاز حجرِ اسود سے ہوگا اس طرح کہ حجرِ اسود کی طرف منہ کر کے تکبیر وتہلیل کہی جائے، طواف کا آغاز کرنے سے پہلے اس طرح کھڑا ہو کہ حجرِ اسود دائیں جانب ہو اور اس حال میں طواف کی نیت ان الفاظ سے کرے اللھم ارید طواف بیتك المحرم فیسرہ لی وتقبلہ منی ۔ پھر دائیں طرف چلے اور جب حجرِ اسود کے بالکل سامنے ہو جائے تو تکبیرِ تحریمہ کی طرح ہاتھ کانوں تک اٹھائے لیکن ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف رہیں اور نظر خانہ کعبہ پر اور زبان پہ یہ الفاظ ہوں بسم اللّٰہ والحمد للّٰہ واللّٰہ اکبر والصلوٰۃ والسلام علٰی رسول اللّٰہ ۔ پھر اگر ہو سکے تو حجرِ اسود کے کناروں پہ اپنی ہتھیلیاں رکھ کر بغیر آواز کے بوسہ لے اور ممکن ہو تو تین بار چومے یہ چومنے کی چیز ہے اسے تین بار چوم۔ اگر ہجوم زیادہ ہو اور کسی کو اذیت پہنچنے کا خدشہ ہو تو صرف ہاتھ لگا لے اور ہاتھ کو چوم لے یہ بھی نہ ہو سکے تو کسی لکڑی کو ساتھ لگا کر چوم لے، لکڑی بھی نہ ہو یا ہو مگر لگا نہ سکے تو فقط ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کرے اپنے ہی ہاتھوں کو چوم لے تو تقبیل واستلام ہو گیا۔

(خلاصہ عبارت، علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمۃ، الحج صفحہ 87،97)

نکتۂ عشقِ رسول ﷺ

علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ سے کئی مرتبہ میں نے یہ نکتہ سنا کہ لوگ کہتے ہیں جب حضور علیہ السلام کا نام نامی اسمِ گرامی محمد ﷺ آتا ہے تو تم انگوٹھے کیوں چومتے ہو ان کو جواب دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں کے ناخنوں میں نورِ محمدی جلوہ گر ہوا تو انہوں نے محبت سے چوم لیا تو ہم ابن آدم ہونے کی وجہ سے اپنے باپ کی سنت پہ عمل کرتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو تو نورِ مصطفٰی ﷺ ناخنوں میں نظر آیا تو انہوں نے چوما تمہیں تو نظر نہیں آتا پھر کیوں چومتے ہو؟ تو بات یہ ہے کہ بی بی ہاجرہ کو پانی چاہیے تھا اس لیے وہ صفا ومروہ کے چکر کاٹنے لگیں تمہیں تو پانی نہیں چاہیے پھر تم کیوں سعی کرتے ہو؟ اسی طرح جو حجرِ اسود کو ہاتھ لگا سکے وہ تو ہاتھ چوم لے تو جو نہ پہنچ سکے وہ صرف اشارہ کر کے ہی ہاتھ چوم لے تو

دے گا۔ مدینہ میں رہ کر اگر کوئی اس کی محنتوں اور مشقتوں کو برداشت کرے گا تو میں کل بروز قیامت اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔

زیارت روضۂ انور و بوسۂ تبرکات

عن نافع رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: کان عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما یسلم علی القبر، رایتہ مائۃ مرۃ او اکثر، یجئی الی القبر فیقول: السلام علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم والسلام علی ابی بکر، ثم ینصرف، ورئی واضعایدہ علی مقعد النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم من المنبر، ثم وضعھما علی وجھہ

(الشفا للقاضی عیاض صفحہ 70ج2)

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روضۂ انور کے پاس حاضر ہو کر سلام عرض کرتے: میں نے ان کا یہ طریقہ سیکڑوں بار دیکھا۔ روضۂ انور کے پاس حاضر ہو کر یوں سلام پیش کرتے السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور السلام علی ابی بکر، رضی اللہ عنہ۔ پھر واپس جاتے یہ بھی دیکھا گیا کہ آپ اپنے ہاتھوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اقدس پر حضور علیہ السلام کے تشریف فرما ہونے کے مقام پر رکھتے اور اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔

روضۂ انور کی زیارت ذریعہ شفاعت

عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: من جائنی زائرا لایعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ۔

(کنز العمال صفحہ 34928)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو خالص میری زیارت کے لئے حاضر ہوا اس کا مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت

یہ حجر اسود کو ہی چومنا ہے ہم بھی ذات مصطفیٰ اور نورِ مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے تو آدم علیہ السلام کی ادا کو سامنے رکھ کر اپنے ناخن چوم لیتے ہیں یہ نور محمد اور نام محمد ﷺ کو ہی چومنا ہے اور اگر وہ سامنے ہوں تو پھر اپنے انگوٹھوں کو چومنے کی بجائے ان کے پاؤں کیوں نہ چوموں بلکہ ان کی خاک پا کیوں نہ چوموں؟ میں کیوں نہ چوموں جب کہ معراج کی رات جبریل امین علیہ السلام چوم رہا ہے اور بار بار چوم رہا ہے (قبل قدمیہ میں قبل باب تفعیل سے امر ہے جس کا معنیٰ ہے بار بار چوم کیونکہ اس کی خصوصیت تکرار ہے)

انگوٹھے چمیاں اے تینوں پیڑ پیندی میرا دل کردا اوہدے پیر چماں

رکن وحجر ومیزاب رحمت کی دعائیں

حضور علیہ السلام نے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان مندرجہ ذیل دو دعائیں کیں۔

1- ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الاخرة حسنة وقنا عذاب النار

(طبقات ابن سعد ج 2 صفحہ 128 عن عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ)

2- رب قنعني بما رزقتني وبارك لي فيه واخلف على كل عافية لي بخير (شعب الایمان ج 3 صفحہ 454 عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

میزاب رحمت کے سامنے سے گزرتے ہوئے آپ (ﷺ) نے یہ دعا کی

اللهم اني اسئلك الراحة عندالموت والعفو عندالحساب ۔ علاوہ ان دعاؤں کے طواف میں اور کعبہ کے پاس مخصوص دعا آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔

(امام ابن منذر، المواہب مع زرقانی صفحہ 380 ج 1)

شاید اس لیے تاکہ عام لوگوں کے لئے آسانی پیدا ہو اور یکسوئی سے طواف کر سکیں امام محمد اور امام ابن ہمام علیہما الرحمۃ کے مطابق اس لیے تاکہ رقت وسوز قائم رہے اور اپنے حال کے مطابق جو چاہے دعا کریں۔ (فتح القدیر ج 2 صفحہ 457)

طواف کے بعد آپ (ﷺ) نے حجر اسود کا بوسہ لیا (ایک مرتبہ پیاس لگنے پر دوران طواف زمزم بھی نوش فرمایا مگر یہ طے نہیں ہوسکا کہ یہ عمل حجۃ الوداع کے طواف میں ہوا یا کسی اور طواف میں۔ (سبل الہدیٰ 8، 464) بہر حال روایت دار قطنی میں حضرت ابو مسعود

کے دن اس کی شفاعت کروں۔

زیارت قبور اور فقہاء و محدثین

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

''امام ابن ہمام فرماتے ہیں میرے نزدیک افضل یہ ہے کہ سفر خاص بقصد زیارت کرے یہاں تک کہ اس کے ساتھ مسجد شریف کا بھی ارادہ نہ ہو کہ اس میں حضور اقدس ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے جب حاضر ہوگا حاضری مسجد خود ہو جائے گی یا اس کی نیت دوسرے سفر پر رکھے۔''

نیز امام ابن السکن نے ارشاد فرمایا: کہ اس حدیث کی صحت پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے مواہب لدنیہ میں ہے۔

امام اجل، خاتمۃ الحفاظ والمحدثین، امام زین الدین عراقی، استاد جلیل، جبل الحفظ، استاد المحدثین، امام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالیٰ زیارت مزار پر انوار حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاتے تھے بعض حنبلی حضرات ہمراہ رکاب تھے ایک حنبلی نے باتباع ابن تیمیہ کہ مدعی حنبلیت تھا یوں کہا: میں نے مسجد خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نماز پڑھنے کی نیت کی۔ امام نے فرمایا: میں نے زیارت قبر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نیت کی پھر حنبلی سے فرمایا: تم نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی کہ حضور نے مساجد ثلاثہ کے سوا چوتھی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر سے ممانعت فرمائی اور میں نے حضور کا اتباع کیا کہ حضور نے فرمایا: قبور کی زیارت کرو کیا اس کے ساتھ کہیں یہ بھی فرمایا ہے مگر قبور انبیا کی زیارت نہ کرو۔ حنبلی کو سوا حیرت کے کچھ بن نہ آیا۔

یہ واقعہ شیخ ولی الدین عراقی نے اپنے والد امام زین الدین عراقی سے نقل کیا دیکھئے! خدا کی شان، جس حدیث سے یہ لوگ اپنے زعم میں مزارات کی طرف سفر کی ممانعت نکالتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے اسی حدیث سے ان پر الزام فرمایا۔ وللہ الحمد۔'' (الطرۃ الرضیہ 28)

انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے)

اس کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مقامِ ابراہیم علیہ السلام کی طرف باآواز بلند یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے بڑھے واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى۔ (القرآن)

رفع صوته يسمع الناس' (نسائی) آواز کو بلند اس لیے کیا تا کہ لوگوں کو سنائیں پھر مقام ابراہیم علیہ السلام کے سامنے اس طرح کھڑے ہوئے کہ مقام ابراہیم علیہ السلام آپ کے اور بیت اللہ شریف کے درمیان تھا۔ (مسلم' کتاب الحج)

دو نفل پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھی۔

یاد رہے! اگر مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس جگہ مل جائے تو زہے نصیب ورنہ یہ نفل کہیں بھی پڑھے جاسکتے ہیں' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مسجد سے باہر ان نوافل کو ادا کیا (بخاری کتاب المناسک) اور حضرت عمر نے مقام ذی طویٰ پہ ادا کیے۔ (القریٰ بحوالہ موطا)

عندالاحناف یہ دو نفل ہر طواف کے بعد واجب ہیں لیکن یہ سہولت ہے کہ ہر طواف کے بعد پڑھے جائیں یا کئی طواف کر کے اکٹھے پڑھ لیے جائیں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے تین طواف کر کے بعد میں چھ رکعات نوافل ادا فرماتے۔ (القریٰ صفحہ 354)

یہ بھی یاد رہے کہ طواف کے نوافل اسی وقت ادا کیے جائیں گے کہ جب نوافل ادا کرنے کا وقت ہو یعنی طلوع صبح سے بلندی آفتاب تک یا دوپہر یا نماز عصر کے بعد طواف تو کیا جاسکتا ہے لیکن نوافل ان اوقات کے گزرنے کے بعد ادا کیے جائیں اور وہ جو حدیث میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بیت اللہ کے طواف سے کسی وقت بھی منع نہ کرو نیز فرمایا: يصلى اية ساعة شاء من ليل او نهار (ابوداؤد' نسائی' ترمذی عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم) نماز پڑھے جس گھڑی چاہے رات کو یا دن کو۔

اور بعض علماء نے اس سے نوافل طواف مراد لیے ہیں یہ الفاظ اس معنیٰ میں واضح نہیں ہیں کہ اس سے طواف کے نوافل ہی مراد ہوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے دو رکعتیں ادا کرے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے گئے اور قیامت کے دن امن والوں میں محشور ہوگا۔

؎ گناہوں میں دبا لاکھ اس کی مغفرت ہوگی
کوئی ہو کر تو دیکھے آج بھی شیدا محمد کا
گواہی دو عرب والو! بتاؤ اے عجم والو!
ہوا ہے آج تک ثانی کوئی پیدا محمد کا

(ﷺ)

عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یقول: من زار قبری' اوقال: من زارنی کنت له شفیعا اوشهیداً' ومن مات فی احد الحرمین بعثه اللّٰہ فی الاٰمنین یوم القیمة۔(السنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ245ج5)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے میری قبر کی زیارت کی' یا فرمایا: جس نے میری زیارت کی میں اس کے لئے شفیع وگواہ ہوں گا اور جو حرمین شریفین زادھما اللّٰہ شرفا وتعظیما میں سے کسی ایک میں انتقال کرے کل روز قیامت اللہ تعالیٰ اس کو امن والوں میں سے اٹھائے گا۔

روضۂ انور کی زیارت گویا حضور ﷺ کا دیدار پرانوار ہے

عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔(ایضاً صفحہ286ج5)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے حج بیت اللہ کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری حیات مقدسہ میں میری زیارت کا شرف حاصل کیا۔

عن عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: من زارنی بعد وفاتی فکانما

صفا مروہ کی سعی

ازاں بعد حضور علیہ السلام صفا پہاڑی کی طرف تشریف لے گئے اور اس کے قریب جا کر اس آیت کی تلاوت فرمائی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ ۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اور فرمایا: نبدأ کما بدأ ربنا ۔ ہم اس (صفا) سے ابتداء کر رہے ہیں جس سے ہمارے رب نے (مذکورہ آیت میں) ابتداء فرمائی۔

یاد رہے: کہ سعی کا آغاز صفا سے کرنا (بالاتفاق) واجب ہے۔

جب آپ ﷺ صفا پہاڑی کے اوپر تشریف لے گئے اور بیت اللہ شریف پہ نظر پڑی تو آپ نے کعبہ کی طرف چہرہ کر کے مندرجہ ذیل کلمات تین دفعہ دہرائے

لاالہ الااللّٰہ وحدہ لاشریك لہٗ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر لاالہ الا اللّٰہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ۔

اس کے بعد آپ (ﷺ) نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور حمد الٰہی کے بعد جو اللہ نے چاہا دعا کی۔ (مسلم، کتاب الحج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

صفا سے آپ (ﷺ) مروہ کی جانب روانہ ہوئے اور میلین اخضرین (پست جگہ) پہ تیزی کے ساتھ چلے اور اول و آخر کا فاصلہ سکون سے طے کیا۔ (مسند احمد ج 3 صفحہ 320)

ایک صحابیہ (حضرت حبیبہ بنت ابی تجراۃ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ صفا مروہ کے درمیان پست جگہ (میلین اخضرین) پہ آپ ﷺ اتنی تیز چلے کہ چادر مبارک اڑ رہی تھی اور آپ اپنے صحابہ کو فرما رہے تھے اسعوا ان اللّٰہ کتب علیکم السعی (ایضاً ج 2 صفحہ 421)

دوڑو اللہ نے دوڑ ناتم پہ لازم کر دیا ہے۔ بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام کے ذہن میں یہ تھا کہ صفا و مروہ پہ کفار نے بت رکھے ہوئے تھے لہٰذا کہیں سعی کرنے سے ان کی تعظیم نہ ہو جائے اس پر آپ نے سعی کرنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ یہ پہاڑیاں اللہ کی نشانیاں ہیں۔ (خلاصہ) سعی کرتے وقت بھی حضور علیہ السلام نے اضطباع فرمایا ہوا تھا۔ (مسند احمد ج 4 صفحہ 223)

زارنی فی حیاتی، وکنت له شفیعاً او شهیدًا یوم القیامة۔

(جذب القلوب للشیخ الدہلوی صفحہ205)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے وصال اقدس کے بعد میرے روضۂ انور کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات مبارکہ میں میری زیارت کی اور میں روز قیامت اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔

ثواب کی نیت سے زیارت روضۂ انور باعث شفاعت ہے

عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: من زارنی بالمدینة محتسبا کنت له شهیداً وشفیعاً یوم القیامة.(ایضاً)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو طلب ثواب کی نیت سے مدینے آکر میری زیارت کرے میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہ اور شفیع ہوں گا۔

روضۂ انور کے زائر کے لئے شفاعت واجب

عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: من زار قبری وجبت له شفاعتی۔

(دارقطنی صفحہ278ج2)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے روضۂ انور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

مسجد نبوی میں حضور ﷺ کی زیارت کی نیت سے جانا

عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول

جب آپ ﷺ مروہ (پہاڑی) پہ پہنچے تو اسی طرح کیا جس طرح صفا پہ کیا تھا یعنی بیت اللہ کی طرف رخ کر کے حمد اور دعا کی صفا مروہ کے درمیان آپ (ﷺ) سے دو دعائیں منقول ہیں

1-رب اغفر وارحم واهدنی السبیل الاقوم۔(القریٰ لقاصد ام القریٰ صفحہ 368)

2-رب اغفر وارحم انك انت الاعز الاکرم۔(ایضا)

مروہ پہ آپ (ﷺ) نے سعی کے اختتام پہ اعلان فرمایا کہ جس کے پاس ھدی (قربانی کا جانور) نہیں وہ عمرہ مکمل کر کے احرام کھول دے اور پھر آٹھ ذی الحج کو حج کا احرام باندھ لے اور ھدی والے احرام نہ کھولیں بلکہ اسی احرام کے ساتھ حج ادا کریں۔ احرام کھولنے والوں میں آپ (ﷺ) کی ازواج بھی تھیں اور صاحبزادی حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی تھیں اور نہ کھولنے والوں میں خود حضور اقدس ﷺ حضرت ابوبکر، عمر، علی، طلحہ، زبیر اور عثمان رضی اللہ عنہم تھے۔(حجۃ الوداع صفحہ 89)

ایک صحابی (حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ جس کے پاس ھدی نہیں اس کو احرام کھولنے کی اجازت صرف اس سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے تو حضور علیہ السلام نے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر فرمایا بل للا بد ابدا ۔ یہ اجازت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے یعنی حج کے مہینوں میں تاقیامت عمرہ کی اجازت ہے۔اس میں اہل جاہلیت کا بطلان ہے۔
(زرقانی ج11 صفحہ388)

یاد رہے کہ صفا و مروہ کے درمیان میلین اخضرین جہاں آج کل سبز لائٹ کے نشانات ہیں وہاں صرف مرد حضرات ہی دوڑ لگائیں گے عورتیں اپنی معتاد چال کے مطابق چلیں گی۔ ان پر دوڑنا واجب یا سنت نہیں۔(القریٰ)

دوسری بات یہ بھی یاد رکھیں کہ

ان کل طواف بعدہ سعی یستحب فیہ الاستلام لان الطواف کما یفتتح بالاستلام فکذا السعی بہ ایضًا (ھدایہ للامام المرغینانی) ۔

ہر وہ طواف کہ جس کے بعد سعی ہو اس میں استلام (جس طرح کہ طواف کی

اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: من حج الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی کتب لہ حجتان مبرور تان۔ (کنز العمال صفحہ 135 ج 5)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے حج بیت اللہ کیا پھر مسجد نبوی میری زیارت کے قصد سے آیا تو اس کو دو حج مقبول کا ثواب ملے گا۔

حج کے ساتھ زیارت نہ کرنا ظلم ہے

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔
(کنز العمال صفحہ 135 ج 5 وجذب القلوب صفحہ 206)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

صاحب استطاعت پر زیارت لازم ہے

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: مامن احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذر۔ (فتح الباری للعسقلانی صفحہ 99 ج 1)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا ہر وہ شخص جس کو میری زیارت کے لئے آنے کی استطاعت ہو اور وہ نہ آئے تو اس کا کوئی عذر مقبول نہیں۔

بارگاہ رسالت میں سلام پیش کرنا سعادت دارین کا اہم ذریعہ

عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: مامن عبد یسلم علی قبری الا وکل اللہ بھا ملکا یبلغنی وکفٰی اجر اخرتہ ودنیاہ وکنت لہ شھیداً

ابتداء میں حجرِ اسود کے سامنے کیا گیا) مستحب ہے کیونکہ جیسے طواف کا آغاز استلام سے ہوا اسی طرح سعی کا آغاز بھی اسی سے ہوگا۔

ایک حسین یاد

چونکہ حضور علیہ السلام زوال سے پہلے عمرہ ادا فرما چکے تھے اس سے آپ ﷺ نے نماز ظہر بمعہ اصحاب مقام بطحا میں ادا فرمائی یہ مقام اس وقت شہر مکہ سے باہر جانب مشرق وادی محصب سے متصل تھا اس جگہ آپ ﷺ نے چمڑے کے سرخ خیمے میں قیام فرمایا۔ (سبل الہدیٰ)
اس مقام پہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں حضور علیہ السلام کے وضو سے بچا ہوا پانی تھا جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے دیکھا فقام الناس فجعلوا ایاخذون بیدہ فیمسحون بھا وجوھھم ۔ سب لوگ وہ پانی حاصل کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے اور اپنے چہروں پہ ملنے لگے۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جب نماز پڑھانے کے لئے خیمے سے باہر تشریف لائے تو آپ نے سرخ دھاری دار چادر اوڑھ رکھی تھی میں نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کا دست اقدس پکڑا اور اپنے چہرے پہ ملنا شروع کر دیا فاذا ھو ابرد من الثلج واطیب ریحا من المسك ۔ تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ اسی موقع پر میں نے حضور علیہ السلام کی پنڈلیوں کی زیارت بھی کی اور مجھے آج بھی یاد ہے کانی انظر الی بریق ساقیہ ۔ گویا میں آج بھی ان کی چمک دمک دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری صفحہ 502 ج 1)

اسی مقام پہ حضرت علی المرتضیٰ جو یمن کے قاضی بنا کر بھیجے گئے تھے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور علیہ السلام نے ان دونوں سے پوچھا کہ احرام کے وقت کیا نیت کی تھی: دونوں نے عرض کیا یہ کہ

بما اھل بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

جو نیت ہمارے آقا کی وہی ہماری۔ (بخاری صفحہ 211 ج 1)

یہاں پر حضور علیہ السلام نے جمعرات کی صبح تک قیام فرمایا پھر سات ذی الحجہ کو حضور علیہ السلام نے مسجد حرام میں لوگوں کو خطبہ دیا جس میں مناسک حج اور منیٰ میں روانگی کی

وشفیعاً یوم القیامۃ۔ (جذب القلوب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر میری قبر کے پاس سلام عرض کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں کہ اس کا سلام مجھے پہنچائے اور اس کے دنیا و آخرت کے کاموں کی کفایت فرمائے اور روز قیامت میں اس کا گواہ اور شفیع ہوں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا اور اس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب احبار نے کہا: ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے ہیں اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلاۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں جب شام ہوتی ہے وہ چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور اتر کر یونہی طواف کرتے ہیں اور صلوۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں یونہی ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں۔ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور علیہ السلام کو بارگاہ رب العزت میں یوں لے چلیں گے جیسے نئی دلہن کو کمال اعزاز واکرام، فرحت وسرور، راحت وآرام اور تزک واحتشام کے ساتھ دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ 202/6 بحوالہ الدر الثمینہ فی تاریخ المدینہ والتذکرہ للامام ابوعبداللہ محمد قرطبی)

ایک باب رحمت ہے، دو جہاں سوالی ہے
ہر کرم انوکھا ہے ہر عطا نرالی ہے
پاس کچھ نہیں لیکن ان کی نذر کرنے کو
تحفہ ہے درودوں کا آنسوؤں کی ڈالی ہے

(خادمی اجمیری)

مدینے کی موت

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من استطاع منکم ان یموت

ہدایات ارشادات فرمائیں اور فرمایا ہر شخص کوشش کرے کہ نماز ظہر منیٰ میں ادا کرے خطبہ کے الفاظ آپ نے بیت اللہ شریف کا دروازہ پکڑ کر اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمائے جو مندرجہ ذیل ہیں

یا معشر المسلمین ان من اشراط القیامة اضاعة الصلوٰة واتباع الشهوات وتكون امراء خونة ووزراء فسقة (حجۃ الوداع صفحہ 91)

اے اہل اسلام! علامات قیامت میں سے نماز ضائع کرنا شہوات کی پیروی کرنا، حکمرانوں کا خائن ہونا اور وزراء کا فاسق وفاجر ہونا ہے۔

اس دن کا نام یوم الزینہ رکھا گیا کیونکہ اس دن قربانیوں کو مزین کیا جاتا ہے۔

(البدایہ باب حجۃ الوداع)

منیٰ کو روانگی سے قبل بھی آپ (ﷺ) نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔

(القریٰ صفحہ 377)

منیٰ وعرفات کی طرف روانگی

آٹھ ذی الحجہ بروز جمعرات، بوقت چاشت آپ (ﷺ) مکہ سے منیٰ تشریف لے گئے جب آپ (ﷺ) کی سواری اٹھی تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا شروع کیا سواری کی ایک جانب حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے جو لکڑی پہ کپڑا ڈال کر اپنے آقا علیہ السلام پہ سایہ کناں تھے تاکہ دھوپ نہ لگے۔ نماز ظہر منیٰ میں ادا کی گئی (مسند احمد صفحہ 297 ج1) یہاں پہ آپ ﷺ نے کل پانچ نمازیں یعنی جمعرات کی ظہر سے جمعہ کی فجر تک پڑھیں اور اگلے دن نویں ذی الحجہ کو عرفات کی طرف روانہ ہوئے چونکہ نویں ذی الحجہ کی نماز فجر کے بعد ایام تشریق کی تکبیریں شروع ہو جاتی ہیں اس لیے آپ ﷺ نے باآواز بلند کہا اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔ (کتاب الدعوات للبیہقی)

جب سورج اچھی طرح نکل آیا تو قافلہ سوئے عرفات چل پڑا بعض تلبیہ پڑھ رہے تھے اور بعض تکبیرات جس نے جو پڑھا اس کو منع نہ کیا گیا۔ (بخاری کتاب الحج)

میدان عرفات کی طرف آپ ضب (پہاڑ) کی طرف سے تشریف لے گئے جو مسجد

بالمدینۃ فلیمت! فانی اشفع لمن یموت بھا۔(ابن ماجہ232ج2)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس سے مدینہ میں مرنا ہو سکے تو اسی میں مرے کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت فرماؤں گا۔

اے موت ٹھہر جا میں مدینے تے جالواں
ستا ہویا نصیب تے اپنا جگا لواں

موت پر میری شہیدوں کو بھی رشک آئے گا
اپنے قدموں سے لپٹ کر مجھے مر جانے دے

(مظفر وارثی)

امتی ہونے کا تقاضا

جب حضور اقدس و انور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے' یہ دنیا کفر و الحاد کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ بتوں کی پوجا ہوتی تھی' نیکی منہ چھپا کے روتی تھی...... جہالت کا راج تھا' بدی کے سر پر تاج تھا...... جنگل کا دستور تھا' انسان انسانیت سے دور تھا...... انسانیت پارہ پارہ تھی' آدمیت بے سہارا تھی...... زندگی محال تھی' عجب زمانے کی چال تھی...... ذرا ذرا سی بات پر تلواریں نکل آتی تھیں' دہشت و بربریت کی باتیں تھیں' ہر طرف ظلم و ستم کی گھاتیں تھیں' عیاشی کے دن تھے فحاشی کی راتیں تھیں۔

پوری دنیا جانوروں کی منڈی بن چکی تھی جہاں انسان جانوروں کی طرح بکتا تھا۔ اخلاق نام کی چیز دور دور تک نہ ملتی تھی۔ رحم کا نشان تک نہ تھا۔ بے رحمی اور بربریت کا تسلط تھا۔ ان حالات میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو گویا حق کا آفتاب طلوع ہوا جس کی مقدس کرنوں نے باطل کا ہر تاریک گوشہ منور کر دیا۔

دنیا بھٹک رہی تھی اندھیروں میں' آپ نے
بھٹکے ہوؤں کو جادۂ منزل دکھا دیا

خیف سے شروع ہوتا ہے اور عرفات میں پہنچ کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ مسجد نمرہ میں نصب کیا گیا۔

یوم عرفہ یوم آزادی ونجات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے عرفہ کے دن کے بارے میں فرمایا ما من یوم اکثران یعتق اللّٰہ فیہ عبدامن النار من یوم عرفۃ (مسلم، نسائی) اس دن سے زیادہ کسی دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم سے آزاد نہیں فرماتا

نیز فرمایا کہ اس دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اہل عرفہ پہ عموماً اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہ خصوصاً ناز فرماتا ہے' (القریٰ صفحہ 407)

؎ کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے
ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جب عرفہ کا پچھلا پہر شروع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پہ اپنی شان کے مطابق نزول فرماتا ہے اور فرشتوں کو فرماتا ہے گواہ ہو جاؤ جو میرے لیے غبار آلود ہوئے میں نے ان کو بخش دیا۔ (شرح السنہ للبغوی)

یہ منظر دیکھ کر شیطان جل اٹھتا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا بدر کے بعد (جب جبریل علیہ السلام صفیں درست کر رہے تھے اور شیطان ذلیل ورسوا ہو کر جل رہا تھا اور چلا رہا تھا) عرفہ کے دن اس پر پھر ذلت رسوائی مسلط ہو جاتی ہے کیونکہ یری من تنزل الرحمۃ وتجاوز اللّٰہ عن الذنوب العظام ۔ وہ دیکھتا ہے کہ رحمت کا نزول ہو رہا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کو بخشا جا رہا ہے اتنا ذلیل کسی اور دن میں نہیں ہوتا۔ (موطا)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے فرماتا ہے اگر تمہارے گناہ ریت کے ذروں، بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کے برابر بھی ہوں تب بھی بخش دیے جائیں گے۔ (کنز)

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے کسی صاحب کشف وحال بزرگ کا واقعہ بیان فرمایا کہ انہوں نے عرفہ کے دن شیطان کو بہت کمزور چہرے کا رنگ زرد کمر جھکی ہوئی اور آنکھوں سے آنسو

ہم سے زیادہ کون ہے دنیا میں خوش نصیب
اپنے حبیب کی ہمیں امت بنادیا

(بیدل فاروقی)

حضرات! آدمی کو انسان بنانے کے لئے حضور اقدس ﷺ نے رات دن محنت کی۔ اللہ پاک نے کرم کا مینہ برسایا اسلام کا اجڑا گلشن پھر سے ہرا ہو گیا۔ بتوں کے آگے جھکنے والی پیشانیاں اللہ وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں جھکنے لگیں۔ ظلم و بربریت کے لئے اٹھنے والے ہاتھ خیر و برکت کے لئے اٹھنے لگے۔ بات بات پہ گالی گلوچ کرنے والی زبانیں حمد وثنا اور درود وسلام کے ترانے گانے لگیں۔ کفر والحاد میں ڈوبی فضائیں اذان بلالی سے گونجنے لگیں۔

انسانیت کا رہبر کامل وہی ہے بس
انسان جس کے عہد میں انسان ہو گیا

(بقا نظامی)

حضور پاک کیا آئے' بہار آئی۔ آدمیت مسکرا اٹھی۔ انسانیت جگمگا اٹھی اور حضور پاک صاحب ﷺ لولاک تاریخ انسانی کے محسن اعظم ٹھہرے۔

لہٰذا امتی ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری کے لئے ماہی بے آب کی طرح تڑپتے رہیں اور جب حاضری کا موقع نصیب ہو تو پورے آداب کے ساتھ حاضری کی سعادت حاصل کریں ورنہ اپنے اس محسن اعظم ﷺ کے لئے رات دن رحمت' برکت اور سلامتی کی دعا کی جائے یعنی آپ ﷺ پر درود وسلام کثرت سے پڑھا جائے۔ آپ ﷺ کا شکریہ ادا کرنے کی یہی ایک صورت ہے اگر چہ ہم اپنے آقائے نامدار' رحمت کے تاجدار ﷺ کے احسانات کا بدلہ تو نہیں چکا سکتے مگر اتنا تو ہو گا کہ درود وسلام بھیج کر ہم شکر گزار بندوں کی صف میں شامل ہو جائیں گے اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ جل شانہ اپنے شکر گزار بندوں کو ہی پسند فرماتا ہے۔

آپ محبوب خدا ہیں آپ ہیں سدرہ نشیں
آپ کا ثانی اللہ کی قسم کوئی نہیں

بہاتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ تیری یہ حالت کیوں ہے؟ تو اس نے کہا روتا اس لیے ہوں کہ لوگ بغیر کسی دنیوی غرض کے محض رب کی رضا کے لیے اس کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے ہیں مجھے خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نامراد نہیں رکھے گا۔ کمزور اور دبلا پتلا اس لیے ہو گیا ہوں کہ حاجیوں کی سواریوں کے بارے میں فکر مند ہوں کاش یہ سواریاں میرے راستے یعنی بدکاری اور حرام کاموں میں دوڑتیں رنگ اس لیے زرد ہے کہ کاش لوگ ایک دوسرے کو نیکی کی دعوت دینے کی بجائے گناہوں پہ آمادہ کرتے تو مجھے کتنی خوشی ہوتی اور کمر اس غم میں جھک گئی ہے کہ جب بندہ اللہ سے خاتمہ بالخیر کی دعا کرتا ہے تو میں گھبرا جاتا ہوں کہ جس کو اپنے خاتمے کی اتنی فکر ہے وہ عمل پر گھمنڈ کیسے کرسکتا ہے۔

اسی لیے اہل اللہ جس قدر زیادہ عبادت کرتے ہیں اتنی ہی زیادہ ان میں عاجزی پیدا ہوتی جاتی ہے حضرت مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ عرفات کے میدان میں یوں دعا کرتے تھے یا اللہ! میری نحوست کی وجہ سے سب لوگوں کو محروم نہ لوٹا دینا اور حضرت بکر مزنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ میدانِ عرفات میں حاجیوں کو دیکھ کر کہہ رہے تھے کہ میرا خیال ہے اگر میں نہ ہوتا تو ان سب کو بخش دیا جاتا۔ (اتحاف)

؎ سالکِ راہِ محبت کا خدا حافظ ہے
اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص بہت گناہ گار ہے کہ جو عرفات کے میدان میں بھی یہ سمجھے کہ میری بخشش نہیں ہوئی (اتحاف)

جب نویں ذی الحج کا سورج ڈھل گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی سواری (قصواء) لانے کا حکم دیا جو تیار کر کے آپ کو پیش کر دی گئی۔ آپ اس پر سوار ہو کر بطن وادی میں تشریف لائے اور سواری پہ سوار ہو کر قدمین شریفین رکابوں میں رکھ کر وہ عظیم الشان' معرکۃ الاراء خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا کہ جس میں حقوق العباد سے لے کر حقوق اللہ تک اور معاملات سے لے کر عبارات تک تا قیامت انسانیت کے لئے کامل و مکمل ہدایات ہیں۔

ایک صحابی حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی محبت دیکھیے فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام

کون پاسکتا ہے ایسا ارفع واعلیٰ مقام
آپ پر بھیجیں درود اہل فلک اہل زمیں

بارگاہِ رسالت میں حاضری کے آداب

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے چالیس آداب لکھے ہیں جو ہم اس کتاب میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

پاسکتا نہیں فتح وظفر کوئی بھی تب تک
وابستہ نہ ہو دامن سرکار سے جب تک

(عبدالغنی تائب)

1- زیارت اقدس قریب بواجب ہے۔

2- حاضری میں خاص زیارت اقدس کی نیت کرو یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔

3- راستہ بھر درود وذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

4- جب حرم مدینہ نظر آئے بہتر یہ کہ پیادہ ہو لو۔ روتے، سر جھکائے، آنکھیں نیچی کیے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو۔

جائے سراست اینکہ تو پامی نہی
پائے نہ بنی کہ کجامی نہی

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سرکا موقع ہے او جانے والے

5- جب قبۂ انور پر نگاہ پڑے درود وسلام کی کثرت کرو۔

6- جب سر اقدس تک پہنچو جلال و جمال محبوب ﷺ کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو میں آپ کی اونٹنی کے بالکل قریب کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ ان لعابها لیقع علی راسی (ترمذی' کتاب الوصایا) اونٹنی کا لعاب میرے سر پہ گر رہا تھا اور میں سن رہا تھا جو آپ فرما رہے تھے۔ خطبہ کی اہمیت کے پیش نظر عربی عبارت اور اردو ترجمے نثر و نظم کے ساتھ (اولاً نثر میں اور بعد ازاں اُردو منظوم) پیش کیا جا رہا ہے امید ہے کہ اہل محبت ضرور محفوظ ہوں گے۔

خطبہ حجۃ الوداع کی عالمی اہمیت

صدا لبیک کی گونجی پہاڑوں پر چٹانوں پر
فرشتوں نے سنے نغمے زمیں کے آسمانوں پر
فرشتوں نے منائی عید آ کر اس بیاباں میں
کہ پہلا حج اکبر تھا یہی تاریخ انساں میں

آنحضرت ﷺ نے وادی عرفات کے پاس جبل رحمت پر تشریف فرما ہو کر اپنے پہلے اور آخری حج کے موقع پر 9 ذی الحجہ (10 ہجری) کو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک عظیم اجتماع میں جن کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی شہرۂ آفاق خطبہ دیا جو خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔

چشم فلک نے اپنی ہزاروں سال کی گردش کے دوران اس سے زیادہ عجیب منظر نہیں دیکھا اور نہ ہی دنیائے انسانیت نے احترام آدمیت اور انسان کی عظمت شان سے متعلق ایسا وعظ اور آپ ﷺ کی پر خلوص و پر سوز اور شیریں آواز سے بڑھ کر آواز سنی۔

یہ خطبہ انفرادی و اجتماعی اخلاقیات اور شریعت اسلامی کے بنیادی اصولوں اور اہم ترین مسائل و حقائق کا ایک جامع مرقع ہے جسے حقوق انسانی کے باب میں عالمی منشور کی حیثیت حاصل ہے تقریباً چودہ صدیاں بیت گئی ہیں مگر بنی نوع انسان اس پر ایک حرف کا بھی اضافہ نہیں کر سکا اور نہ کر سکے گا کیونکہ یہ خطبہ صاحب جوامع الکلم اور افصح العرب والعجم پیغمبر اکرم ﷺ کی طرف سے جاری کردہ تعلیمات اور ارشادات پر مشتمل ہے اور آپ ﷺ کی ختمیت رسالت کی طرح آپ ﷺ کا خطبہ بھی حرف آخر ہے اس لیے تاقیامت یہ جنس بشری

7- حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات (جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو) سے جلد فارغ ہو ان کے سوا کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو۔ وضو اور مسواک کرو اور غسل بہتر' سفید و پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر' خوشبو لگاؤ۔

8- اب فوراً آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ' اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگدلی پر رسول اللہ ﷺ کی طرف التجا کرو۔

9- جب در مسجد پر حاضر ہو صلوٰۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو۔ بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

10- اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے۔ آنکھوں' کان' زبان' ہاتھ' پاؤں' دل سب خیالِ غیر سے پاک کرو' مسجد اقدس کے نقش و نگار تک نہ دیکھو۔

11- اگر کوئی ایسا سامنے آجائے جس سے سلام کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے کترا جاؤ ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

12- ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف اونچی آواز سے نہ نکلے۔

حبیب پاک کسی کا خطاب کیا ہوگا
وہ لاجواب ہیں ان کا جواب کیا ہوگا
مدار کار ہے جب رسول پرور نہ
عمل ہزار ہوں اچھے' ثواب کیا ہوگا

(جلیل مانک پوری)

13- یقین جانو کہ حضور اقدس ﷺ سچی حقیقی' دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے۔ ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کے طور پر ایک آن کے لئے ہے' ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

امام محمد ابن الحاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمہم اللہ

کے لئے ابدی و سرمدی عالمی منشور (Charter Human) کی حیثیت رکھتا ہے۔

عصر حاضر میں حقوق انسانی کے نام پر ہر طرف شور و غل اور چیخ و پکار ہے مگر یہ سب فریب نظر اور دھوکا ہے کون نہیں جانتا کہ شرافت انسانی کی دھجیاں فضائے بسیط میں بکھیرنے کے لئے نئے نئے انداز اختیار کیے جا رہے ہیں اور جو اقوام انسانی احترام و بزرگی کا علم بلند کرنے کی دعوے دار ہیں دراصل وہی دوسروں کا خون چوستی اور اپنی بربریت کے شکار مظلوم ومقتول انسانوں کی لاشوں پر اپنی تہذیب کے قصرہائے جاہ جلال تعمیر کرتی اور شہدائے انسانیت پر اپنی ثقافت وتمدن کے ایوانوں کی بنیادیں اٹھاتی ہیں اوراس کے باوصف دوسروں کو باور کراتی اور قائل کرنے کی کوشش کرتی ہیں کہ وہ جو کچھ کرتی ہیں انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کرتی ہیں۔ انسانیت کے نام پر یہ بدترین انسانی استحصال کچھ اس انداز سے واقع ہوتا ہے کہ انسان اسے سمجھ نہیں سکتا اور انسانیت کی خدمت کے دعووں میں جو دسیسہ کاری' دجل وفریب' ضرر وفساد اور ہلاکت و بربادی پنہاں ہوتی ہے اس تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔

پس پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے اس خطبے میں پوری انسانیت کو ایسی تعلیمات سے روشناس کیا ہے جس سے وہ اپنی اصلاح احوال' تہذیب نفس' تصفیۂ قلب اور تزکیہ سیرت وکردار کا کام لے سکتی ہے چنانچہ فرمایا! گوش حق نیوش سے سنو! حاضرین غائبین تک یہ پیغام پہنچادیں تا کہ فائدہ عام تام ہو اور پوری دنیائے انسانیت اس سے مستفید ہو کیونکہ محمد کریم علیہ السلام تمام انسانوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں اس لیے آپ ﷺ نے اپنے خطبے میں ''ایھا الناس'' کہہ کر پوری انسانیت کو مخاطب کیا۔

پس ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہم اس رحمت بھرے پیغام کو جو گراں قدر نصائح پاکیزہ وعظ ونصیحت اور دائمی و سرمدی اثرات کے حامل ارشادات طیبہ پر مشتمل ہے تمام انسانوں تک پہنچائیں اور رحمۃ للعالمین ﷺ کے اس ارشاد گرامی پر عمل پیرا ہوں۔

''اگر تمہیں ایک آیت (مسئلہ) بھی معلوم ہو تو اسے دوسروں تک پہنچاؤ!''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں کتاب وسنت سے واقفیت اور اس پر عمل کی توفیق

تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں۔

لافرق بین موته وحیاته صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فی مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلك عنده جلی لاخفاء به۔ (المدخل، فصل فی زیارۃ القبور)

حضور اقدس ﷺ کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے احوال اور ان کی نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور ﷺ پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمہ اللہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسک متوسط اور علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں۔

انه صلی اللّٰه علیه وسلم عالم بحضورك وقیامك وسلامك ای بل بجمیع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك

(مسلک متقسط مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین ﷺ)

بے شک رسول اللہ ﷺ تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں۔

کیوں ہو نہ جاؤں فرطِ عقیدت سے اشک بار
قربان جاؤں نامِ محمد ﷺ پہ بار بار
سرکار کائنات پہ لاکھوں سلام ہوں
اتنے درود جن کا نہ کچھ ہو سکے شمار

(ضمیر اظہر)

14- اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبہ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد وشکرانہ حاضری دربار اقدس صرف قل یا اور قل سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول

نصیب کرے آمین! (ماخوذ از خطبہ حجۃ الوداع)

ثنا اس کی کہ جس نے کر دیے کُن سے جہاں پیدا
زمین و آسماں پیدا، مکان و لامکاں پیدا
ثنا اس کی کیا مبعوث جس نے سرور عالم
امام الانبیاء، فخر رسل، پیغمبر اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ حجۃ الوداع

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْحَجِّ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِالْقَصْوَآءِ فَرُحِلَتْ لَهٗ فَاَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ خُطْبَتَهُ الَّتِيْ بَيَّنَ فِيْهَا مَا بَيَّنَ۔

فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ قَائِلًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَآ شَرِيْكَ لَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِسْمَعُوْ قَوْلِيْ فَاِنِّيْ لَآ اَرَانِيْ وَاِيَّاكُمْ اَنْ نَجْتَمِعَ فِيْ هٰذَا الْمَجْلِسِ اَبَدًا بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ فَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ فَضْلٌ وَّلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَّلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَبْيَضَ وَّلَا لِاَبْيَضَ عَلٰى اَسْوَدَ فَضْلٌ اِلَّا بِالتَّقْوٰى۔

اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ اَلَا كُلُّ مَاْثَرَةٍ اَوْ دَمٍ اَوْ مَالٍ يُّدْعٰى بِهٖ فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ اِلَّا سَدَانَةُ الْبَيْتِ وَسِقَايَةُ الْحَاجِّ۔

ثُمَّ قَالَ يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَاتَجِيْئُوْا بِالدُّنْيَا تَحْمِلُوْنَهَا عَلٰى رِقَابِكُمْ وَيَجِيْءُ النَّاسُ بِالْاٰخِرَةِ فَلَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔

اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب نبی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو' پھر سجدہ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الٰہی! اپنے حبیب ﷺ کا ادب اور ان کا اور اپنا قبول نصیب فرما۔ (آمین)

15- اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے' آنکھیں نیچی کیے' لرزتے' کانپتے' گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پرنور ﷺ کے عفو وکرم کی امید رکھتے حضور والا کی پائین یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس ﷺ مزار انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں اس سمت سے حاضر ہو کہ حضور علیہ السلام کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لیے دونوں جہان میں کافی ہے۔ والحمد للہ۔

16- اب کمال ادب وہیبت وخوف وامید کے ساتھ زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔ لباب وشرح لباب واختیار شرح مختار' فتاویٰ عالمگیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ:

یقف کما فی الصلوٰۃ (فتاوی ہندیہ' خاتمہ فی زیارت قبر النبی ﷺ)

حضور علیہ السلام کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔

یہ عبارت عالمگیری واختیار کی ہے اور لباب میں فرمایا:

واضعًا یمینہ علی شمالہ (شرح لباب' باب زیارت)

دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔

17- خبردار: جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ' یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا اپنے مواجہ اقدس میں جگہ بخشی' ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ والحمد للہ

مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْاٰبَآءِ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ دِمَآئَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ اِلٰى اَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَكَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا۔ وَاِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْئَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ۔

اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ ضَلَالًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَهٗ عَلَيْهَا۔

اَيُّهَا النَّاسُ كُلُّ مُسْلِمٍ اَخُو الْمُسْلِمِ وَاِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ اِخْوَةٌ اَرِقَّآءَ كُمْ اَرِقَّآءَ كُمْ اَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ۔

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ وَّدِمَآءَ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَّاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَآئِنَا دَمُ ابْنِ الرَّبِيْعَةِ بْنِ حَارِثٍ وَكَانَ مُسْتَرْضَعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهٗ هُذَيْلٌ وَّرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَاَوَّلَ رِبًا اَضَعُ مِنْ رِّبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اَعْطٰى كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔

اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔

مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ تَوَلّٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ۔

اَلدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالْعَارِيَةُ مُرَدَّاةٌ وَّالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ وَّالزَّعِيْمُ غَارِمٌ۔

وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مِّنْ اَخِيْهِ اِلَّا مَآ اَعْطَاهُ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ فَلَا تَظْلِمُنَّ اَنْفُسَكُمْ۔

اَلَا لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ اَنْ تُعْطِيَ مِنْ مَّالِ زَوْجِهَا شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَآئِكُمْ حَقًّا وَّلَهُنَّ عَلَيْكُمْ حَقًّا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوَاطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ وَعَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يَاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ

18- الحمدللہ! اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان ﷺ کی آرام گاہ ہے نہایت ادب ووقار کے ساتھ باآواز حزیں وصورت دردآگیں' ودل شرمناک وجگر چاک چاک معتدل آواز سے' نہ بلند وسخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں) نہ نہایت نرم وپست (کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا) تسلیم بجالاؤ اور عرض کرو۔

السلام علیك ایها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علیك یارسول الله۔ السلام علیك یاخیر خلق الله السلام علیك یا شفیع المذنبین۔ السلام علیك وعلی الك واصحابك وامتك اجمعین۔

پیارے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت وبرکات ہوں۔ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو۔ اے مخلوق خدا میں سب سے بہتر آپ پر سلام ہو۔ اے گنہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے آپ پر سلام ہو۔ آپ پر' آپ کے آل واصحاب پر اور تمام امت پر سلام ہو۔

سلام اے آمنہ کی گود میں قرآن کے پارے
سلام اے آدم وحوا کے ارمانوں کے گہوارے
دعائے قلب ابراہیم وجان عیسیٰ وموسیٰ
سلام اے اولیاء وانبیا کی آنکھ کے تارے

(صلوات تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم اجمعین)

19- جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال وکسل نہ ہو صلوۃ وسلام کی کثرت کرو۔ حضور ﷺ سے اپنے لیے اور اپنے ماں باپ' پیر' استاذ اولاد' عزیزوں' دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو بار بار عرض کرو۔

اسئلك الشفاعة یارسول الله

اے اللہ کے رسول آپ سے شفاعت کا سوالی ہوں۔

مُّبَيِّنَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لَكُمْ اَنْ تَهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاَنْ تَضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنِ انْتَهَيْنَ فَلَهُنَّ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔

وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ عَوَانٍ لَكُمْ لَايَمْلِكْنَ لِاَنْفُسِهِنَّ شَيْئًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔ فَاعْقِلُوْا اَيُّهَا النَّاسُ قَوْلِيْ۔ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَّغْتُ۔

وَاِنِّيْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَّالَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابُ اللّٰهِ وَاِيَّاكُمْ وَالْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ۔

وَاِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ يَئِسَ مِنْ اَنْ يُّعْبَدَ فِيْ اَرْضِكُمْ هٰذِهٖ اَبَدًا وَلٰكِنَّ سَتَكُوْنُ لَهٗ طَاعَةٌ فِيْمَا تَحْتَقِرُوْنَ مِنْ اَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضٰى بِهٖ فَاحْذَرُوْهُ عَلٰى دِيْنِكُمْ۔

اَلَا فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا اَنْفُسَكُمْ وَتَحُجُّوْا بَيْتَ رَبِّكُمْ وَاَطِيْعُوْا وُلَاةَ اَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔

اَلَا لَايَجْنِيْ جَانٍ اِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ اَلَا لَايَجْنِيْ جَانٍ عَلٰى وَلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ عَلٰى وَالِدِهٖ۔

اَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ۔

وَاَنْتُمْ تُسْاَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَاذَا اَنْتُمْ قَآئِلُوْنَ۔

قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ اَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَنَصَحْتَ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَآ اِلَى السَّمَآءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔

20- پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی بجالاؤ۔ شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس کتاب کو پڑھیں عرض کرتا ہے کہ جب انہیں حاضری بارگاہ نصیب ہو فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلائق پر احسان فرمائیں۔ اللہ ان کو دونوں جہاں میں جزا بخشے۔ آمین

الصلوٰة والسلام عليك يارسول الله وعلى الك وذريتك فى كل ان ولحظة عدد كل ذرة الف الف مرة من عبيدك غلام حسن ابن محمد حسين يسئالك الشفاعة فاشفع له وللمسلمين.

اے اللہ کے رسول آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو' آپ کی آل وذریت پر بھی ہر ذرہ کے برابر' لاکھوں مرتبہ آپ کے خادم غلام حسن قادری ولد محمد حسین پر' اور وہ آپ سے شفاعت کا خواستگار ہے۔ اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمایئے۔

میرے پاس تحفہ ہے کیا جو کروں نذر سید مرسلاں
یہ ہیں چند پھول خلوص کے یہ درود ہے یہ سلام ہے
کہیں انور ایسا خدا کرے میں مدینے پہنچوں یہ شور اٹھے
جسے یاد کرتے تھے مصطفیٰ ﷺ یہ وہ خوش نصیب غلام ہے

(انور فیروز پوری)

21- پھر اپنے داہنے یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو۔

السلام عليك يا خليفة رسول الله۔ السلام عليك يا صاحب رسول الله فى الغار ورحمة الله وبركاته.

اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! آپ پر سلام۔ اے رسول اللہ کے یار غار آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت وبرکات کا نزول ہو۔

22- پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو۔

السلام عليك يا امير المومنين السلام عليك يامتمم الاربعين

ترجمہ خطبہ حجۃ الوداع

حج کے دن حضور ﷺ عرفہ (میدانِ عرفات) تشریف لائے اور آپ ﷺ نے وہاں قیام فرمایا جب سورج ڈھلنے لگا تو آپ ﷺ نے (اپنی اونٹنی) قصوا کو لانے کا حکم فرمایا۔ اونٹنی تیار کر کے حاضر کی گئی تو آپ ﷺ (اس پر سوار ہو کر) بطن وادی میں تشریف فرما ہوئے اور اپنا وہ (عظیم الشان) خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دین کے اہم امور بیان فرمائے۔

آپ ﷺ نے خدا کی حمد وثنا کرتے ہوئے خطبے کی یوں ابتدا فرمائی۔ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے کوئی اس کا ساجھی نہیں خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا اس نے اپنے بندے (رسول ﷺ) کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی ساری مجمع قوتوں کو زیر کیا۔

لوگو! میری بات سنو کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یکجا ہو سکیں گے (اور غالباً) اس سال کے بعد (میں حج نہ کر سکوں گا)۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

''انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو تم میں زیادہ عزت وکرامت والا خدا کی نظروں میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے چنانچہ (اس آیت کی روشنی میں) نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو کسی عرب پر نہ کالا گورے سے افضل ہے نہ گورا کالے سے۔ ہاں بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو تقویٰ ہے

انسان سارے ہی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام (کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ) مٹی سے بنائے گئے ہیں اب فضیلت وبرتری کے سارے دعوے خون ومال کے مطالبے اور سارے انتقام میرے ان پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں پس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات علی حالہ باقی رہیں گی۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ خدا کے حضور تم اس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لدا ہو اور دوسرے لوگ سامان آخرت لے کر پہنچیں، اور

السلام علیك یا عز الاسلام والمسلمین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اے امیر المومنین آپ پر سلام۔ اے چالیس مسلمان پورے فرمانے والے! آپ پر سلام۔ اے اسلام اور مسلمانوں کی عزت آپ پر سلام اور رحمت اور برکات الٰہی کا نزول ہو۔

23- پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو۔

السلام علیکما یا خلیفتی رسول اللہ۔ السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ۔ السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اسئلکما الشفاعۃ عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیکما وبارك وسلم۔

اے رسول اللہ کے دونوں خلیفو! تم پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے دونوں وزیرو! تم پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے پہلو میں لیٹنے والو! تم پر سلام اور اللہ کی رحمتوں وبرکات کا نزول ہو۔ آپ دونوں سے درخواست ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیکما وبارک وسلم کی خدمت اقدس میں میرے لیے شفاعت کا وسیلہ اور سہارا بنو۔

24- یہ سب حاضریاں محل قبولیت ہیں۔ دعا میں کوشش کرو، دعائے جامع کرو، درود پر قناعت بہتر ہے۔

25- پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو۔

26- پھر روضہ جنت میں (یعنی ریاض الجنہ جو جگہ منبر وحجرۂ منور کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) آ کر دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھ کر دعا کرو۔

27- یونہی مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔

28- جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس بیکار نہ جانے دو ضروریات کے

اگر ایسا ہوا تو میں خدا کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

قریش کے لوگو! خدا نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر ومباہات کی اب کوئی گنجائش نہیں۔ تمہارے خون ومال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئیں ہمیشہ کے لئے۔ ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہے جیسی تمہارے اس دن کی اور اس ماہ مبارک (ذی الحجہ) کی خاص کر اس شہر میں ہے تم سب خدا کے آگے جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔

دیکھو کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم آپس ہی میں کشت وخون کرنے لگو اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو ہاں غلاموں کا خیال رکھو انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو۔

دور جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں تلے روند دیا۔ زمانہ جاہلیت کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں میرے اپنے خاندان کا ہے۔ ربیعہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا' اب میں معاف کرتا ہوں۔ دور جاہلیت کا سود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے خاندان کا سود ہے اب یہ ختم ہو گیا۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق خود دے دیا اب کوئی وارث کے حق کے لئے وصیت نہ کرے۔

بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ ہوا جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے۔ حساب وکتاب اللہ کے ہاں ہو گا۔

جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا اس پر اللہ کی لعنت۔

سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو۔ نماز وتلاوت درود میں وقت گزارو۔ دنیا کی بات کسی مسجد میں نہیں چاہیے نہ کہ یہاں

29- ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے اعتکاف کی نیت کرلو۔

30- مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصا گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدہ شفاعت ہے۔

31- یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو۔ کھانے پینے کی کمی ضرور کرو۔

32- قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظمہ میں کرلو۔

33- روضہ انور پر نظر بھی عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو اور درود وسلام عرض کرو۔

دنیا وقبر وحشر کی ہر راہ سخت میں
ہوگا تیرا یہ حامی وناصر پڑھو درود
اپنی ہر التجا کو درودوں کے پر لگا
ہر اک دعا کے اول وآخر پڑھو درود
بھرپور اپنے نامہ اعمال میں ریاض
کر جمع نیکیوں کے ذخائر پڑھو درود

(ریاض مجید)

34- پنجگانہ یا کم از کم صبح وشام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لئے حاضر رہو۔

35- شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلوٰۃ وسلام عرض کرو بغیر اس کے ہرگز نہ گزرو کہ خلاف ادب ہے۔

36- ترک جماعت بلاعذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام وگناہ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کے لئے

قرض قابل ادائیگی ہے۔ عاریۃً لی ہوئی چیز واپس کرنی لازم ہے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن ہو وہ تاوان ادا کرے۔

کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔

دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں عورتوں پر تمہارا حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسی شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو خدا کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو اور وہ باز آجائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ پہناؤ۔

عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ وہ تو تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لیے وہ کچھ نہیں کر سکتیں چنانچہ ان کے بارے میں خدا (کے احکام) کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں خدا کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لیے حلال ہوئیں۔ لوگو! میری بات سمجھ لو کہ میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا۔

میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہو کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے اگر اس پر قائم رہے اور وہ خدا کی کتاب ہے اور ہاں دیکھو دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیے گئے۔

شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے کہ اب اس کی اس زمین میں عبادت کی جائے گی لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے ہو اس کی بات مان لی جائے اور وہ اسی پر راضی ہے اس لیے تم اس سے اپنے دین وایمان کی حفاظت کرنا۔

لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز ادا کرو، مہینے بھر کے روزے رکھو، اپنے

دوزخ ونفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔

37- قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ پھیرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

38- روضہ انور کا طواف کرو' نہ سجدہ' نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

39- بقیع واحد وقبا کی زیارت سنت ہے۔ مسجد قبا کی دو رکعت کا ثواب ایک عمرے کے برابر ہے اور چاہو تو یہیں حاضر رہو۔ سیدی ابن ابی حمزہ قدس سرہ جب حاضر ہوتے آٹھوں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے۔ ایک دن بقیع وغیرہ کی زیارت کا خیال آیا پھر فرمایا یہ ہے اللہ کا دروازہ بھیک مانگنے والوں کے لئے کھلا ہے اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ سرایں جا سجدہ ایں جا بندگی ایں جا قرار ایں جا

40- وقت رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور ﷺ سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو' اور تمام آداب کہ کعبہ معظمہ سے رخصت میں گزرے ملحوظ اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی! ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔

خدا ایک ہے مصطفیٰ ایک ہے
نبی اور خدا کی رضا ایک ہے
چلو عرش وطیبہ کی جانب چلیں
مقامات دو راستہ ایک ہے

(مظفر وارثی)

اللھم ارزقنا امین امین یاارحم الراحمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین والحمد للّٰہ رب العالمین۔ (فتاویٰ رضویہ ج10)

مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو اپنے خدا کے گھر کا حج کرو اور اپنے اہل امر کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمے دار ہوگا اور اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

سنو جو لوگ یہاں موجود ہیں یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگوں کو بتا دیں جو یہاں نہیں ہو سکتا ہے کوئی موجود نہ ہونے والا تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

اور (لوگو!) تم سے میرے بارے میں (خدا کے ہاں) سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ (ﷺ) نے امانت (دین) پہنچادی اور آپ (ﷺ) نے حق رسالت ادا کر دیا اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! خدایا! گواہ رہنا' خدایا! گواہ رہنا' خدایا! گواہ رہنا۔ (ﷺ)

(ترجمہ: از ڈاکٹر شبیر حسین قاسم مع الترمیم)

وہ ذات جس نے دھر میں توحید عام کی
وہ ذات مستحق ہے درود و سلام کی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو حج میں عرفہ کے دن دیکھا کہ آپ (ﷺ) اپنی اونٹنی قصواء پہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔

اے لوگو! میں تمہارے لیے ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ جب تم اسے پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور دوسری اپنی عترت (اہل بیت)

(ترمذی' مشکوٰۃ)

بزرگانِ دین کا حج

صحابہ کرام اہل بیت عظام اور بزرگان دین کے ہزاروں اثر انگیز واقعات زیارت حرمین کے سلسلہ میں مختلف کتب کے اندر ملتے ہیں ان میں سے چند واقعات پیش کیے جارہے ہیں ان میں سے کوئی واقعہ اگر پوری طرح سمجھ نہ آسکے تو اس کو اہل اللہ کے حال کے مطابق عشق الٰہی میں ان نفوس قدسیہ کی وارفتگی پر محمول کیا جائے جو ان سے اللہ کی محبت کے غلبہ میں صادر ہوتے ہیں اور بقول امام غزالی علیہ الرحمۃ جو محبت کا پیالہ پی لیتا ہے وہ مخمور ہو جاتا ہے اور جو مخمور ہو جاتا ہے اس کے کلام میں وسعت آجاتی ہے اگر اس کا نشہ زائل ہو جائے تو وہ غور کرے کہ جو کچھ اس نے غلبہ میں کہا ہے وہ ایک حال ہے حقیقت نہیں اس سے لذت حاصل کرو اس پر اعتماد نہ کرو۔ (احیاء العلوم)

محبت معنی والفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

معمولی ترمیم کے ساتھ ان میں سے اکثر واقعات ''روض الریاحین'' علامہ عبداللہ بن اسد یافعی علیہ الرحمۃ کی کتاب میں ہیں اور ترجمہ فضائل حج سے لیا گیا ہے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام اور ادائیگی کا حج

ہشام بن عبدالملک جب کہ وہ شاہزادہ تھا اور خود اس وقت تک بادشاہ نہیں بنا تھا حج کو گیا اور طواف کرتے ہوئے حجر اسود کا اس نے بوسہ لینے کا ارادہ کیا اور انتہائی کوشش کے باوجود ہجوم کی کثرت سے اس پر قدرت نہ ہوئی اتنے میں حضرت زین العابدین علی بن الامام حسین رضی اللہ عنہ طواف کرتے ہوئے حجر اسود پر پہنچے تو ایک دم سارا مجمع ٹھہر گیا اور ان کے راستہ

خطبہ حج الوداع کا منظوم اُردو ترجمہ

''دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو'' — اور دکھا عرفات کے اوقاتِ صبح و شام تو
کھینچ دے نقشہ ذرا عرفات کے میدان کا — جو رہا شاہد ہماری دولتِ ایمان کا
اُس نے دیکھے رسول اللہ کے جلوے حسیں — اور مسلمانوں کے سجدوں کے مناظر دل نشیں
اُس نے دیکھا ہے یہ منظر خوشنما و خوش ادا — پشتِ ناقہ پر تھے بیٹھے، شہسوارِ نورزا
ہے مری چشمِ تصور کے مقابل اونٹنی! — جسکے پاؤں کو رہی صدیوں سے اُمت چومتی
مسجدِ نمرہ کے دل آویز گنبد کا خیال — چشمِ تر کے سامنے ہے جبلِ رحمت کا کمال
ایک لاکھ افراد کا مجمع وہاں تھا منتظر — جن میں شامل تھے ابوبکر و علی، عثماں، عمر
تھے وہاں پر بوعبیدہ اور سلماں فارسی — بوہریرہ بودجانہ، بوذر و ایوب بھی
گونج اُٹھی پوری وادی میں صدائے دلنشیں — آج سن لو! میرے لوگو! ہے پیامِ آخریں
نہ ملوں شاید میں تم سے بعد اِس کے پھر کبھی — اس جگہ، اس شہر میں اور آج کے دن پھر کبھی
یہ لفظ سنتے ہی سناٹا بہر سو چھا گیا — سامنے آنکھوں کے لوگوں کے اندھیرا آ گیا
بوبکر کے ذہن نے لفظوں کا مطلب پا لیا — ''دلربا محبوب کا وقتِ جدائی آ گیا
غم کے آنسو اُن کی آنکھوں سے ہوئے فوراً رواں — ہو گیا تاریک اُن کے سامنے سارا جہاں
ایسے عالم میں رسولِ پاک فرمانے لگے — غور سے سن لو! اقوال دہرانے لگے
کاروبار سود کا میں خاتمہ کرتا ہوں آج! — توڑ ڈالے جاہلیت کے سبھی رسم و رواج
میرے چچا حضرتِ عباس کی جانب کا سود — میری جانب سے معاف وختم ہے اس کا وجود
جاہلیت کے سبھی میں خون کرتا ہوں معاف — میری جانب سے عمرو کا خونِ ناحق بھی معاف
جو کرے گا خونِ ناحق دے گا بدلہ میں قصاص — اور شبہ عمد کا سو اونٹ کا ہو گا قصاص
یاد رکھو! مرد و عورت کے حقوقِ باہمی — ہو نہیں سکتی ہے اِن میں کوئی بیشی یا کمی
بے حیائی کا کوئی وہ کام کرسکتی نہیں — آبرو خاوند کی وہ نیلام کر سکتی نہیں
توڑتی ہے گر کوئی عورت حدود اللہ کو — پھر کرو تم بند اُن کی خواب گاہ کی راہ کو
اُن کے خاوند ''مار'' بھی سکتے ہیں ان خواتین کو — نہ پڑے کوئی نشاں جسموں پہ ان خواتین کو

سے ادھر ادھر ہو گیا وہ اطمینان سے بوسہ دے کر چل دیے۔

کسی نے ہشام سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جس کا اعزاز شاہزادہ سے بھی زیادہ ہے ہشام نے کہہ دیا کہ میں نہیں جانتا علماء نے لکھا ہے کہ وہ جان بوجھ کر انجان بن کر انکار کرتا تھا تا کہ اس کے مصاحبین وغیرہ جو شام سے اس کے ساتھ آئے ہوئے تھے ان کے دل میں حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کی وقعت زیادہ پیدا نہ ہو اور یہ بنو امیہ (کے کچھ لوگ) اہل بیت کی وقعت کو گوارا نہ کرتے تھے فرزدق جو عرب کا مشہور شاعر ہے وہ بھی وہاں کھڑا تھا اس نے کہا میں ان کو جانتا ہوں پھر اس نے یہ چند شعر پڑھے۔

هذا ابن خير عباداللّٰه كلهم	1	هذا التقى النقى الطاهر العلم
هذا الذى تعرف البطحاء وطاعته	2	والبيت يعرفه والحل والحرام
يكاد يسكه عرفان راحته	3	ركن الحطيم اذا ماجاء يستلم
ما قال لاقط الافى تشهده	4	لولا التشهدكانت لائه نعم
اذاراته قريش قال قائلها	5	الى مكارم هذاينتهى الكرم
ان عداهل التقى كانوا ائمتهم	6	اوقيل من خيراهل الارض قيل هم
هذاابن فاطمة ان كنت جاهله	7	بجده انبياء اللّٰه قدختموا
وليس قولك من هذايضائره	8	العرب تعرف من انكرت والعجم
يغضى حياء ويغضىٰ من مهابته	9	فلايكلم الا حين يبتسم

ترجمۂ اشعار

1- یہ اللہ کے بندوں میں سے بہترین کی اولاد ہے یہ متقی پاک صاف اور سردار ہے

2- یہ وہ شخص ہے جس کے قدم کو سارا مکہ جانتا ہے یہ وہ شخص ہے جس کو بیت اللہ جانتا ہے اس کو حل و حرم پہچانتے ہیں۔

3- یہ وہ شخص ہے کہ حجر اسود کا بوسہ دینے کے لئے اس کے قریب جائے تو اس کے ہاتھوں کو پہچان کر قریب ہے کہ حجر اسود کا کونہ اس کے ہاتھوں کو پکڑے (اس صورت میں ہاتھوں کی خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ حجر اسود کے بوسہ کے وقت دونوں ہاتھ

ایک کلمہ کے عوض، گو، تک و مختار ہو — پھر بھی نیکی آپ کے اعمال سے اظہار ہو
ایک قیدی کی طرح وہ قید ہیں بے اختیار — اُن کے بارے میں رہو ڈرتے خدا سے بار بار
ہر امانت اُس کے مالک کو کرو واپس ضرور — ہے یہی حکمِ الٰہی، ہے یہی حکمِ حضور!
حضرت آدم کی ہیں اولاد یہ انس و بشر — اور مٹی سے بنے تھے حضرت آدم مگر
اس لئے بالعقل سب انساں برابر جان لو — سب اخوت کی لڑی میں ہیں پروئے مان لو
میں نے باطل کردیا ہے آج، فخرِ رنگ وخوں — امتیازِ حسب ونسب و رنگ ہے اب سرنگوں
کوئی عربی یا قریشی آج سے افضل نہیں — کوئی احمر، کوئی گورا آج سے اکمل نہیں
کوئی عجمی، آج سے کمتر نہ سمجھا جائے گا — امتیاز رنگ و خوں یکسر مٹایا جائے گا
میں نے اعزازات کے بت کردیے ہیں پاش پاش — ماننے والے رسومِ جاہلیت دور باش
تقویٰ معیارِ فضیلت میں نے ٹھہرایا ہے آج — میں نے پاؤں سے مٹا ڈالے سبھی رسم ورواج
کھاؤ، پیو! ساری چیزیں جو ہیں جائز اور حلال — اور حرام اشیاء سے خود کو دُور رکھو! با کمال
اس زمیں پر آج سے پوجا نہ ہو شیطان کی — در حقیقت ہے حکومت ہر جگہ رحمان کی
حربۂ شیطان سے خود کو بچانا بھی ضرور! — یہ دلوں میں ڈال دیتا ہے وساوس اور فتور
یاد رکھو! بعد میرے کوئی نبی نہ آئے گا — جو کوئی دعویٰ کرے، کذاب وہ کہلائے گا
میں نبی ہوں آخری اور آخری امت ہو تم — میں نبیوں میں ہوں افضل، افضلیں ملت ہو تم
میں نے چھوڑے ہیں تمہارے واسطے دو رہنما — ایک میری سنتیں اور دوم قرآنِ اللہ
ان کو مضبوطی سے پکڑو! ہے یہی حبلِ الورید — ہو نہیں سکتے کبھی گمراہ، میری ہے نوید
میں جو کہتا ہوں، اُسی پر عمل بھی کرنا ضرور — بالیقین ملتا رہے گا، دین و دنیا کا سرور
میں نے پیغامِ الٰہی، آپ کو پہنچا دیا — جو سنا جبریل سے وہ آپ کو سنوا دیا
اب گواہ رہنا کہ میں نے فرض پورا کردیا — اور خدا نے آج ہی دیں کو مکمل کر دیا
میرے مولا! بدرِ محزوں کی دعا بھی کر قبول! — دور ہوں رنج و بلا اور بخش دے بہرِ رسول
موت ہو شہر مدینہ میں، قبر بھی ہو نصیب — ہوں رسولِ پاک میرے قلبِ خستہ کے قریب

(بشکریہ سعید بدر)

اس کونے پر رکھے جاتے ہیں اس مطلب کے موافق رکن الحطیم سے مجازا رکن کعبہ مراد ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ یہ ترجمہ کیا جائے کہ جب یہ شخص طواف کرتے ہوئے حطیم کی طرف پہنچتا ہے تو قریب ہے کہ حطیم والا کونہ اس کے ہاتھوں کو پہچان کر ان کو چومنے کے لئے پکڑے اس مطلب کے موافق رکن الحطیم اپنے ظاہر پر ہوگا اور ہاتھوں کو پہچاننے کی خصوصیت عطا اور جود کی کثرت کی طرف اشارہ ہوگا'')

4- یہ وہ شخص ہے جس نے کبھی لا نہیں کہا (لا کے معنیٰ نہیں کے ہیں' یعنی کبھی مانگنے والے کو انکار نہیں کیا) اور بجز کلمہ طیبہ کے کہ اس میں لا الہ میں لا کہنا پڑتا ہے اس کی مجبوری ہے اور یہ ہر التحیات میں پڑھا جاتا ہے' اگر یہ مجبوری نہ ہوتی تو اس کی زبان سے لا کبھی نہ نکلتا۔

5- جب قبیلہ قریش جو کرم میں مشہور قبیلہ ہے اس کو دیکھتا ہے تو کہنے والا بے ساختہ کہہ دیتا ہے کہ اس کے اخلاق پر کرم کا منتہا ہے یعنی اس سے زیادہ کوئی کریم نہیں۔

6- اور جب کہیں اہل تقویٰ کا شمار ہونے لگے تو یہی لوگ اس میں بھی مقتدا ہوں گے اور جب یہ پوچھا جائے کہ دنیا کی بہترین ہستیاں کون ہیں تو انہی لوگوں کی طرف انگلیاں اٹھیں گی'۔

7- اور ہشام اگر تو اس سے جاہل ہے تو سن کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے اسی کے والد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نبوت ختم کردی گئی'

8- تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے اس کو عیب نہیں لگاتا جس کو پہچاننے سے تو نے انکار کردیا اس کو عرب جانتا ہے عجم جانتا ہے'

9- وہ شخص ہے جو شرم کی وجہ سے اپنی آنکھ نیچے رکھتا ہے اور ساری دنیا اس کی عظمت اور ہیبت سے آنکھ نیچے رکھتی ہے کوئی شخص اس کے سامنے اس وقت تک رعب کی وجہ سے بات نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ خندہ پیشانی سے پیش نہ آئے۔

اشعار کا ترجمہ ختم ہوگیا صاحب روض نے اتنے ہی اشعار نقل کئے ہیں یہ قصیدہ بڑا ہے اور بہت سے اشعار شاعر نے ان کی اور اس خاندان کی فضیلت میں برجستہ کہے

خطبہ کے بعد

ثـم اذن بـلال ثم اقام فصلى الظهر ثم اقام فصلى العصر ولم يصل بينهما شيـئـا ۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز ظہر کے لئے اذان و اقامت کہی اور نماز ظہر ادا کی گئی پھر صرف اقامت کہی گئی اور نماز عصر پڑھی گئی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی (نوافل وغیرہ) ادا نہ کئے گئے۔ ابو داؤد کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دونوں نمازیں بوقت ظہر ادا کی گئیں (کتاب المناسک) پھر آپ (ﷺ) وقوف عرفات کے لئے سوار ہو کر میدان عرفات میں تشریف لے گئے (مسلم' کتاب الحج) اس حالت میں کہ آپ کی سواری کا رخ پتھروں کی طرف تھا۔ (ایضاً' مواہب ج 11 صفحہ 403)

یہ جگہ جبل رحمت سے قریب ہے جہاں آج کل ستون بنا ہوا ہے اگرچہ سارا میدان ہی وقوف کی جگہ ہے لیکن جبل رحمت کا دامن جو عرفات کے عین وسط میں ہے اس جگہ وقوف زیادہ افضل ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے یہیں پہ وقوف فرمایا' (کتاب الایضاح صفحہ 275) ۔ امام طبری کے مطابق یہی جگہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا جائے وقوف ہے۔
(القریٰ صفحہ 387)

حالت وقوف میں حضور علیہ السلام کا رخ انور قبلہ کی طرف تھا غروب آفتاب تک حضور علیہ السلام سواری پہ سوار رہے (البدایہ) لہٰذا کوئی شخص اگر گاڑی پہ بیٹھا رہے تو اس کا وقوف بھی ہو جائے گا۔

یاد رہے کہ وقوف عرفہ حج کا رکن اعظم ہے (الحج عرفۃ' نسائی کتاب المناسک) اگر یہ ادا ہو گیا تو حج ہو گیا ورنہ حج ادا نہ ہوا اور اس کا وقت یوم عرفہ کو زوال سے لے کر مزدلفہ (یعنی دس ذی الحج) کی طلوع فجر تک ہے۔ (نسائی' موطا' البدایہ)

یوم عرفہ کی دعا

یوم عرفہ وقوف عرفات میں دعا سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں حدیث میں ہے افضل الدعاء یوم عرفۃ (ترمذی کتاب الدعوات) سب سے افضل دعا عرفات (عرفہ کے دن) کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس دن حضور علیہ السلام نے پچھلے پہر اپنی

ہیں: وفیات الاعیان مراۃ الجنان' حیوۃ الحیوان وغیرہ میں اس قصیدہ کوذکر کیا ہے
درر نضید اس قصیدہ کی مستقل شرح ہے اس میں نقل کیا ہے کہ ہشام نے اس قصیدہ کو سن کر
غصہ میں آکر فرروق کو قید کرادیا درحقیقت حضرت زین العابدین کی عبادت اور جودو کرم اتنے
بڑھے ہوئے تھے کہ ان کے واقعات کا اختصار بھی دشوار ہے رات دن میں ایک ہزار نفل
پڑھا کرتے تھے اور جب وضو کرتے تو چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا اور جب نماز کو کھڑے ہوتے
تو بدن پر کپکپی آجاتی کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا تمہیں خبر نہیں کہ کس پاک ذات کے
سامنے کھڑا ہوتا ہوں ایک مرتبہ سجدہ میں تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی لوگوں نے شور مچایا اے
رسول اللہ کے بیٹے آگ لگ گئی آگ آگ مگر یہ اطمینان سے نماز پڑھتے رہے جب فارغ
ہوئے تو آگ بجھ بجھا چکی تھی کسی نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ اس سے زیادہ سخت آگ
(یعنی جہنم کی آگ) کے خوف نے اس کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔

آپ کا معمول تھا کہ رات کو اندھیرے میں پوشیدہ لوگوں کے گھروں پر جا کر ان کی
اعانت فرمایا کرتے تھے اور بہت سے گھرانے ایسے تھے جن کا گزارا آپ کی امداد پر تھا اور
ان کو یہ بھی پتہ نہ چلتا تھا کہ یہ کون شخص ہے جب آپ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ سو 100
گھر مدینہ طیبہ میں ایسے تھے جن پر آپ خرچ فرمایا کرتے تھے (روض الریاحین) ایسی
حالت میں فرزدق جو کہے صحیح ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ خاندان نبوت میں حضرت زین العابدین جیسا
شخص کوئی بھی نہ تھا (یعنی اپنے زمانے میں) یحیٰی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہاشمی خاندان
میں جتنے حضرات کا زمانہ میں نے پایا ہے ان میں آپ افضل ترین شخص تھے سعید بن
المسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ سے زیادہ متقی میں نے نہیں دیکھا ان حالات پر بھی جب
آپ حج کو تشریف لے گئے اور احرام باندھنے کا وقت آیا تو آپ کا چہرہ زرد ہو گیا اور لبیک نہ
کہہ سکے لوگوں نے پوچھا آپ لبیک نہیں پڑھتے تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں جواب
میں لا لبیک نہ کہہ دیا جائے مگر جب لوگوں نے اصرار کیا کہ احرام کے وقت لبیک کہنا ضروری
ہے تو آپ نے لبیک پڑھا اور بے ہوش ہو کر سواری سے گر پڑے اور حج کے ختم تک یہی

امت کے لئے بخش و مغفرت کی بہت زیادہ دعائیں فرمائیں جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ظالم کے علاوہ سب کے لئے آپ کی دعائیں مقبول ہیں۔ آپ نے عرض کیا: اے اللہ! تو چاہے تو مظلوم کو ظالم کے ظلم کا بہترین اجر دے دے اور ظالم کو بھی معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے دن تک انتظار کروا کے مزدلفہ میں جا کر آپ (ﷺ) کی یہ دعا بھی قبول فرمالی (البدایہ حجۃ الوداع) (میدان عرفات میں حضور علیہ السلام کی خوبصورت دعائیں کتاب کے آخر میں باب الدعوات کے اندر ملاحظہ ہوں)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعو بعرفۃ یداہ الی صدرہ کاستطعام المسکین (السنن الکبریٰ ج5 صفحہ 117)

میں نے حضور علیہ السلام کو عرفات میں اس طرح دعا کرتے ہوئے دیکھا کہ جیسے کوئی مسکین کھانا مانگتا ہے آپ نے اپنے ہاتھ سینے تک اٹھائے ہوئے تھے۔

سلام اس پر جو امت کے لئے راتوں کو روتے تھے
سلام اس پر جو فرش خاک پہ جاڑوں میں سوتے تھے

دعا کرتے کرتے ایک ہاتھ سے سواری کی نکیل گرنے لگی تو آپ ﷺ نے ایک ہاتھ سے اس کو پکڑ لیا وھو رافع یدہ الاخری۔۔ دوسرا ہاتھ بدستور دعا کے لئے اٹھائے رکھا۔

(النسائی' کتاب المناسک)

تلبیہ کی فضیلت

حضور علیہ السلام نے عرفات میں تلبیہ کے طور پر یہ الفاظ بھی ادا فرمائے

لبیک اللھم لبیک لبیک ان الخیر خیر الاخرۃ۔

(سنن سعید بن منصور عن عکرمہ بن خالد مخزومی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان الفاظ سے بھی تلبیہ پڑھا

لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک

صورت رہی کہ جب لبیک کہتے یہی حالت ہوتی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے احرام باندھا اور لبیک کہنے کا ارادہ کیا تو بے ہوش ہو کر اونٹنی پر سے گر پڑ گئے اور ہڈی ٹوٹ گئی (تہذیب التہذیب) حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بڑی حکمت کے ارشادات کتابوں میں نقل کئے گئے آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ کی عبادت بعض لوگ اس کے خوف سے کرتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے کہ ڈنڈے کے زور سے کام کریں اور بعض لوگ اس کے انعامات کے واسطے کرتے ہیں یہ تاجروں کی عبادت ہے (کہ ہر کام میں کمائی کی فکر ہے) احرار کی عبادت یہ ہے کہ اس کے شکر میں عبادت کریں آپ کے صاحبزادہ حضرت باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی ہے کہ پانچ قسم کے آدمیوں کے پاس مت لگنا حتیٰ کہ راستہ چلتے بھی ان کا رفیق سفر نہ بننا۔

1- فاسق شخص کہ وہ ایک لقمہ کے بدلہ میں تجھے بیچ دے گا بلکہ ایک لقمہ سے کم میں بھی بیچ دے گا میں نے عرض کیا کہ ایک لقمہ سے کم کا کیا مطلب؟ فرمایا کہ محض اس امید پر کہ لقمہ کسی سے مل جائے پھر وہ اس کی امید پوری بھی نہ ہو۔

2- بخیل کے پاس نہ لگنا کہ وہ تیری سخت حاجت کے وقت بھی تجھ سے کنارہ کشی کرے گا۔

3- جھوٹ بولنے والا شخص کہ وہ بمنزلہ اس بالو (سراب) کے ہے جو دور سے پانی معلوم ہوتا ہو وہ قریب آنے والوں کو دور بتائے گا دور ہونے والی چیزوں کو قریب کر کے بتائے گا۔

4- بے وقوف اور احمق سے دور رہنا کہ وہ نفع پہنچانے کا ارادہ کرے گا اور نقصان پہنچا دے گا اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ سمجھدار دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔

5- اس سے دور رہنا جو اپنے رشتہ داروں سے قطع رحمی کرتا ہو اس لئے کہ میں نے ایسے شخص کو قرآن پاک میں تین جگہ ملعون پایا۔ (روض الریاحین)

والملك لاشريك لك۔

وزاد ابن عمر (اور مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا)

لبيك وسعديك والخير بيديك والرغباء اليك والعمل (لك لبيك)

(مسلم شریف صفحہ 375 ج 1)

حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خود ہی فرماتے کہ حضور علیہ السلام لاشریك لك سے زیادہ نہ پڑھتے (متفق علیہ' مشکوٰۃ) معلوم ہوا کہ اذکار وادعیہ میں اضافہ کی گنجائش ہوتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میدان عرفات میں ہم میں سے ایک حاجی سواری سے گرے گردن ٹوٹ گئی اور فوت ہو گئے حضور علیہ السلام نے فرمایا! انہیں دو کپڑوں میں کفن دو' خوشبو نہ لگانا' سر اور کفن کو دھونی نہ دینا فان الله یبعثه یوم القیمة ملبیا ۔ اللہ تعالیٰ ان کو بروز قیامت اٹھائے گا تو یہ اسی طرح تلبیہ پڑھ رہے ہوں گے۔

(بخاری' کتاب جزاء الصید)

ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی مسلمان تلبیہ کہتا ہے تو

لبى عن يمينه وشماله من حجر وشجر ومدر حتى تنقطع الارض من ههنا وهنهنا (ترمذی' ابن ماجہ عن سھل بن سعد)

اس کے دائیں بائیں' مشرق ومغرب تک ہر پتھر' درخت اور ڈھیلے بھی تلبیہ کہتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لبیک کہنا

روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حج کیا اور صفا و مروہ کے درمیان لبیک کہتے ہوئے سعی فرما رہے تھے کہ آسمان سے ندا آئی۔ لبيك عبدى انا معك۔ اے میرے بندے! (اگر تو حاضر ہے تو) میں بھی حاضر ہوں اور تیرے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السالم سجدے میں گر گئے۔ (فضائل حج' مولانا زکریا)

ہر بات اک صحیفہ تھی اُمّی رسول کی
الفاظ تھے خدا کے زباں تھی رسول کی

(مظفر وارثی)

امام محمد باقر علیہ الرحمۃ کا حج

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت امام باقر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب جب حج کو تشریف لے گئے اور بیت اللہ شریف پر نظر پڑی تو اتنے زور سے روئے کہ چیخیں نکل گئیں لوگوں نے کہا کہ سب لوگوں کی نظریں ادھر لگ گئیں آپ چیخیں نہ ماریں فرمایا کہ شاید اللہ جل شانہ میرے رونے کی وجہ سے رحمت کی نظر فرمالے جس کی وجہ سے کل قیامت کے دن کامیاب ہو جاؤں! اس کے بعد طواف کیا اور طواف کے بعد مقام ابراہیم پر جا کر نفل پڑھے تو سجدہ کی جگہ آنسوؤں کی وجہ سے بھیگ گئی آپ نے اپنے ایک ساتھی سے فرمایا کہ مجھے سخت رنج ہے کہ میرا دل سخت فکر میں مشغول ہے کسی نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا رنج ہے؟ فرمایا کہ جس کے دل میں اللہ کا خالص دین داخل ہو جائے وہ اس کو اللہ کے ماسوٰی سے خالی کر دیتا ہے اور دنیا ان چیزوں کے علاوہ اور کیا چیز ہے یہی سواری ہے جس پر سوار ہو کر آئے ہو یہی کپڑا ہے جس کو پہن رکھا ہے یہی بیوی ہے جو مل گئی ہے یہی کھانا ہے جو کھایا ہے۔ (روض الریاحین)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا حج

حضرت لیث بن سعد کہتے ہیں کہ میں 113 ہجری میں پیدل حج کو گیا جب میں مکہ مکرمہ پہنچ گیا تو عصر کی نماز کے وقت جبل ابوقبیس پر چڑھ گیا وہاں میں نے ایک صاحب کو بیٹھے دیکھا کہ وہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور یارب یارب اتنی مرتبہ کہا کہ دم گھٹنے لگا پھر انہوں نے یاربّاہ یاربّاہ اسی طرح کہا کہ دم نکلنے لگا پھر اسی طرح یا اللّٰہ یا اللّٰہ کہتے رہے کہ دم گھٹنے لگا پھر اسی طرح یاحیّ یاحیّ لگاتار کہتے رہے اسی طرح یارحمٰن یارحمٰن پھر یارحیم یارحیم اسی طرح کہا کہ دم گھٹنے لگا پھر یاارحم الراحمین بھی اسی طرح کہا کہ دم گھٹنے لگا۔

اس کے بعد وہ کہنے لگے یا اللہ میرا انگوروں کو جی چاہ رہا ہے وہ عطا فرما اور میری چادریں پرانی ہو گئیں لیث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ان کی زبان سے یہ لفظ پورے نکلے بھی نہیں تھے کہ میں نے ایک ٹوکری انگوروں سے بھری ہوئی رکھی دیکھی حالانکہ اس وقت

میدان عرفات میں حضور علیہ السلام کی ایک ادا اور صحابہ کرام کا جذبۂ محبت

بعض صحابہ کو شک ہوا کہ شاید حضور علیہ السلام روزے سے ہوں چنانچہ اس مسئلہ کو کلیئر کرنے کے لئے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا تو آپ (ﷺ) نے سواری پہ بیٹھے بیٹھے نوش فرما لیا (بخاری، کتاب الصیام) مسلم شریف میں ہے فشرب منہ والناس ینظرون ۔ (کتاب الصیام) حضور ﷺ پی رہے تھے اور صحابہ کرام حضور ﷺ کا دیدار کر رہے تھے۔

(اشربوا الحلیب، صلوا علی الحبیب ۔ پیو دودھ پڑھو درود۔ صلی اللّٰہ علی حبیبہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوۃ وسلاما علیك یاسیدی یارسول اللّٰہ وعلی الك واصحابك یاسیدی یا حبیب اللّٰہ)

درود بھیجو سلام بھیجو
حضور انور کے نام بھیجو

تکمیل دین کی آیت کا نزول

اس موقع پہ قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔
جس میں تکمیل دین کا اعلان فرما دیا گیا۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے، اسی پر ارکان اسلام کا اختتام ہوا اور اسی پر اسلام کی تکمیل ہوئی اور اسی میں الیوم اکملت لکم دینکم کی آیت مبارکہ نازل ہوئی اس سلسلہ میں ایک خوبصورت واقعہ بمعہ مالہ وماعلیہ قارئین کرام کی نذر کیا جا رہا ہے جو صحیح بخاری کتاب الایمان میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ہم یہاں پہ اس کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

یہود کے بعض علماء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ تم قرآن پاک میں ایک آیت

روئے زمین پر کہیں انگور کا نشان بھی نہ تھا اور دو چادریں رکھی ہوئی دیکھیں انہوں نے انگور کھانے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ میں بھی ان میں آپ کا شریک ہوں فرمایا کیسے' میں نے کہا جب آپ دعا کر رہے تھے تو میں نے آمین آمین کہہ رہا تھا فرمانے لگے آؤ کھاؤ لیکن اس میں سے کچھ ساتھ نہ لے جانا میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ ایسی عجیب چیزیں کھائیں کہ عمر بھر ایسی چیز نہ کھائی تھی وہ عجیب قسم کے انگور تھے کہ ان میں بیج بھی نہ تھا میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے مگر اس ٹوکری میں کچھ کمی نہ آئی پھر انہوں نے فرمایا کہ دونوں چادروں میں سے جو تمہیں پسند ہو لے لو۔ میں نے کہا کہ چادر کی مجھے ضرورت نہیں ہے پھر فرمانے لگے کہ ذرا سامنے سے ہٹ جاؤ میں ان کو پہن لوں میں پرے کو ہٹ گیا تو انہوں نے ایک چادر لنگی کی طرح باندھ لی دوسری اوڑھ لی اور جو چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے ان کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ سے نیچے اترے میں پیچھے ہولیا جب صفا و مروہ کے درمیان پہنچے تو ایک سائل نے کہا کہ رسول اللہ کے بیٹے یہ کپڑا مجھے دے دیجئے اللہ جل شانہ آپ کو جنت کا جوڑا عطا فرمائے وہ دونوں چادریں ان کو دے دیں میں نے اس سائل کے قریب جا کر اس سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق ہیں پھر ان کے پاس واپس آیا کہ ان سے کچھ سنوں مگر پتہ نہ چلا (روض) یہ حضرت امام باقر کے صاحبزادے ہیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بارہا ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ہمیشہ تین عبادتوں میں سے انہیں کسی نہ کسی میں مشغول پایا نماز یا تلاوت یا روزہ اور بغیر وضو کے حدیث نقل نہ کرتے تھے (تہذیب التہذیب)

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں سلامتی کم یاب ہوگئی اگر وہ کہیں مل سکتی ہے تو گوشہ گمنامی میں ہے اور اگر اس میں نہیں (یعنی یہ میسر نہ ہوسکے) تو پھر یکسوئی اور تنہائی میں تلاش کی جائے لیکن تنہائی گمنامی کے برابر نہیں ہوسکتی اور وہاں بھی نہ ہوسکے تو پھر چپ رہنے میں اور چپ رہنا تنہائی کی برابری نہیں کرسکتا اور اگر خاموشی میں بھی نہ ملسکے تو پھر سلف صالح کے کلام میں' اور سعید شخص وہ ہے جو اپنے نفس میں خلوت اور یکسوئی پائے حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ دادا کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس شخص پر اللہ جل شانہ کا کوئی انعام ہو

پڑھتے ہوا گر وہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید کا دن بناتے (یعنی سالگرہ کے طور پر اس دن کی خوشی مناتے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کون سی آیت ہے؟ انہوں نے عرض کیا الیوم اکملت لکم دینکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ کس دن اور کہاں نازل ہوئی: بحمد اللہ ہمارے یہاں اس وقت دو عیدیں جمع تھیں جب یہ آیت نازل ہوئی ایک جمعہ کا دن (جو بھی مسلمانوں کے لئے بمنزلہ عید کے دن کے ہے) دوسرے عرفہ کا دن کہ وہ بھی بالخصوص حاجی کے لئے عید کا دن ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت جمعہ کے دن شام کے وقت عصر کے بعد جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے میدان میں اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے نازل ہوئی۔ درحقیقت یہ بڑا مژدہ جانفزا ہے جو اس آیت شریفہ میں سنایا گیا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس آیت شریفہ کے بعد حلت وحرمت کے بارہ میں کوئی جدید حکم نازل نہیں ہوا۔ جب آدمی حج میں یہ خیال کرے کہ اس فریضہ سے دین مکمل ہونے کا یہ ذریعہ ہوا ہے تو کتنے ذوق شوق سے اس فریضہ کو ادا کرنا چاہیے وہ ظاہر ہے۔

پھر جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر تھے وہ اونٹنی بوجھ کی وجہ سے بیٹھ گئی' کھڑی نہ ہو سکی' وحی کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر وزن بہت بڑھ جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر ہوتے اور وحی نازل ہوتی تو وہ اونٹنی اپنی گردن گرا دیتی اور جب تک وحی ختم نہ ہوتی حرکت نہ کر سکتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب وحی نازل ہوتی ہے تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ میری جان نکل جائے گی (درمنثور) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت شریفہ لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر (نساء:31) نازل ہوئی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی سی طاری ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران میری ران پر رکھی تو اس کے وزن سے میری ران ٹوٹی جا رہی تھی (درمنثور) یہ اللہ پاک کے پاک کلام کی عظمت وہیبت تھی جس کو ہم لوگ ایسا سرسری اور لاپرواہی سے پڑھتے ہیں جیسا کہ ایک معمولی کلام ہو۔

اس کو ضروری ہے کہ اس کا شکر ادا کرے اور جس پر رزق میں تنگی ہو وہ استغفار کی کثرت کرے اور جس کو کوئی پریشانی لاحق ہو وہ لاحول پڑھا کرے (روض الریاحین)

امام موسیٰ کاظم علیہ الرحمۃ کا حج

حضرت شقیق بلخی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں 149 ہجری میں حج کو جارہا تھا راستہ میں قادسیہ (ایک شہر کا نام ہے) میں اترا میں لوگوں کی زیب وزینت اور ان کا ہجوم اور کثرت دیکھ رہا تھا میری نظر ایک نوجوان خوب صورت پر پڑی کہ اس نے کپڑوں کے اوپر ایک بالوں کا کپڑا پہن رکھا تھا پاؤں میں جوتا بھی تھا اور سب سے علیحدہ بیٹھا تھا میں نے خیال کیا کہ یہ لڑکا صوفی قسم کے آدمیوں میں سے معلوم ہوتا ہے کہ راستہ میں دوسروں پر بوجھ ہی بنے گا میں اس کو جا کر فہمائش کروں اس خیال سے میں اس کے قریب گیا جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا کہنے لگا اے شقیق! اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثمٌ (حجرات:2) ''بدگمانی سے بچو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں۔ اور یہ کہہ کر مجھے چھوڑ کر چل دیا میں نے سوچا کہ یہ بڑی مشکل بات ہوگئی میرا نام لے کر (حالاں کہ مجھ کو جانتا بھی نہیں) میرے دل کی بات کہہ کر چل دیا یہ تو کوئی واقعی بزرگ آدمی ہے میں اس کے پاس جا کر اپنے گمان کی معافی کراؤں میں جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا مگر وہ میری نظروں سے غائب ہوگیا پتہ نہ چلا جب ہم واقصہ مقام پہ پہنچے تو دفعتہً اس پر نظر پڑی کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا بدن کانپ رہا ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں میں نے اس کو پہچان لیا اور اس کی طرف بڑھا کہ اپنے اس گمان کی معافی کراؤں مگر میں نے اس کی نماز سے فراغت کا انتظار کیا اور جب وہ سلام پھیر کر بیٹھا تو میں اس کی طرف بڑھا جب اس نے مجھ کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا اے شقیق پڑھو وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اھتدیٰ (طٰہٰ:4) اور بلاشبہ میں بڑا بخشنے والا ہوں ایسے لوگوں کو جو توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں اور پھر سیدھے راستہ پر قائم رہیں۔

یہ آیت پڑھ کر وہ پھر چل دیا میں نے کہا یہ شخص تو ابدال میں سے معلوم ہوتا ہے دو مرتبہ میرے دل کی بات پر متنبہ کرچکا پھر جب ہم زبالا مقام میں پہنچے تو دفعتہً میری نظر اس

عرفات ومزدلفہ پیدل جانے پر نیکیاں

عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یقول: من حج من مکۃ ماشیا حتی یرجع الی مکۃ کتب اللّٰہ لہ بکل خطوۃ سبع مائۃ حسنۃ' کل حسنۃ مثل حسنات الحرم' قیل: وما حسنات الحرم؟ قال: بکل حسنۃ مائۃ الف حسنۃ۔ (المستدرک للحاکم صفحہ 760ج1)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مکہ سے پیدل چل کر حج کیا تو مکہ مکرمہ واپس آنے تک ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر نیکی حرم کی نیکیوں کے برابر ہوتی ہے عرض کیا گیا: حرم کی نیکیوں کی مقدار کیا ہے؟ فرمایا: ہر نیکی کے عوض ایک لاکھ نیکیاں ملتی ہیں۔

اس پر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ''تو ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی کہ سات سو لاکھ میں ضرب دینے سے سات کروڑ ہوتے ہیں پھر یہ کہ عرفات مکہ معظمہ سے نو کوس گنی جاتی ہے آتے جاتے اٹھارہ کوس ہوئے اور فقیر نے تجربہ کیا کہ عرفی کوس ایک میل اور 3/5 میل ہوتا ہے تو تخمینا 82 میل سمجھو۔ ہر میل کے چار ہزار قدم۔ 82 کو چار ہزار میں ضرب دینے سے ایک لاکھ بارہ ہزار قدم ہوئے۔ انہیں سات کروڑ میں ضرب دیجئے تو اٹھتر کھرب چالیس ارب نیکیاں بنتی ہیں اور اگر عرفات مکہ معظمہ سے نو میل ہی رکھئے تو بہتر ہزار قدم ہوئے جن کی پچاس کھرب چالیس ارب نیکیاں۔ یہ کیا تھوڑی ہیں۔ اور اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔'' (النیرۃ الوضیہ 37)

یاد رہے: حاجیوں کے لئے پنجگانہ نماز کے بعد تکبیرات تشریق کہنا عرفات میں واجب نہیں۔ (مراۃ بحوالہ مرقات صفحہ 140ج4)

مزدلفہ کو روانگی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (نو ذی الحجہ) کا سورج ڈوب گیا فاردف اسامۃ خلفہ ودفع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (مسلم کتاب الحج) تو حضور علیہ

جوان پر پڑی کہ وہ ایک کنویں پر کھڑا ہے ایک بڑا پیالہ اس کے ہاتھ میں ہے اور کنویں سے پانی لینے کا ارادہ کر رہا ہے کہ وہ پیالہ کنویں میں گر پڑا میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''تو ہی میرا پرورش کرنے والا ہے جب میں پیاسا ہوں پانی سے اور تو ہی میری روزی (کا ذریعہ) ہے جب میں کھانے کا ارادہ کروں اس کے بعد اس نے کہا اے میرے الہ تجھے معلوم ہے اے میرے معبود میرے آقا اس پیالہ کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے پس اس پیالہ سے مجھے محروم نہ فرما شقیق کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی اوپر کو آ گیا اس نے ہاتھ بڑھایا اور پیالہ پانی سے بھر کر نکال لیا اول وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی اس کے بعد ریت اکٹھی کر کے ایک ایک مٹھی بھر کر اس پیالہ میں ڈالتا جاتا تھا اور اس کو ہلا کی پی رہا تھا میں اس کے قریب گیا اور سلام کیا' اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا اللہ نے جو نعمت تمہیں عطا کی ہے اس میں سے کچھ اپنا بچا ہوا مجھے بھی کھلا دیجیے کہنے لگا کہ شقیق اللہ جل شانہ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہم پر رہی ہیں اپنے رب کے ساتھ نیک گمان رکھو یہ کہہ کر وہ پیالہ مجھے دے دیا میں نے جو اس کو پیا تو خدا کی قسم اس میں ستو اور شکر گھلی ہوئی تھی اس سے زیادہ خوش ذائقہ اور اس سے زیادہ خوش بودار چیز میں نے کبھی نہیں کھائی تھی میں نے خوب پیٹ بھر کر پیا جس کی برکت سے کئی دن تک نہ تو مجھے بھوک لگی نہ پیاس لگی اس کے بعد مکہ مکرمہ داخل ہونے تک میں نے اس کو نہیں دیکھا جب ہمارا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا تو میں نے قبۃ الشراب کے قریب ایک مرتبہ آدھی رات کے قریب اسے نماز پڑھتے دیکھا بڑے خشوع سے نماز پڑھ رہا تھا اور خوب رو رہا تھا صبح تک اسی طرح نماز پڑھتا رہا جب صبح صادق ہو گئی تو وہ اسی جگہ بیٹھا تسبیح پڑھتا رہا اس کے بعد صبح کی نماز پڑھی اور پھر بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر وہ باہر جانے لگا تو میں اس کے پیچھے لگ لیا باہر جا کر دیکھا تو راستہ میں جس حالت پر دیکھا تھا اس کے بالکل خلاف بڑے حشم و خدم غلام اس کے موجود ہیں جنہوں چاروں طرف سے اس کو گھیر رکھا ہے سلام کر کے حاضر ہو رہے ہیں جنہوں میں نے ایک شخص سے جو میرے قریب تھا دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں اس نے بتایا کہ یہ حضرت موسیٰ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ یعنی حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

کے صاحبزادے ہیں مجھے تعجب ہوا اور میں نے خیال کیا کہ یہ عجائب واقعی ایسے ہی سید کے ہونے چاہئیں (روض الریاحین)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بہت ہیں ان حضرات کا تو پوچھنا ہی کیا ہے کہ یہ اس خاندان کے چاند سورج اور ستارے ہیں حق تعالیٰ شانہ نے اس خاندان ہی میں وہ خصوصی جوہر اور اخلاق کا کمال رکھا ہے جہاں تک ہم جیسوں کی پرواہ بھی نہیں ہے سیدوں کے خاندان کا معمولی سے معمولی آدمی بھی کوئی عجیب عادت اپنے اندر رکھتا ہے

این خانہ ہمہ آفتاب است

یہی وجہ ہے کہ اس بابرکت خاندان کی خدمت کرنے سے انسان اللہ کے انعامات کا حقدار بن جاتا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعہ سے معلوم ہو رہا ہے۔ (فضائل حج)

حج کیے بغیر ہر سال تا قیامت حج کا ثواب

ابن جوزی تذکرۃ الخواص میں ذکر کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ وہ ایک سال جہاد کرتے تھے ایک سال حج کو جاتے تھے۔ انہوں نے پچاس برس یہی معمول بنائے رکھا۔ ایک سال حج کے ارادہ سے آئے ان کے پاس پانچ سو دینار تھے ان کا ارادہ تھا کہ سفر کے لئے اونٹ اور دیگر ضروری سامان کوفہ ہی سے خرید کر حج کو چلا جاؤں گا ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر دیکھا کہ ایک عورت منہ پر نقاب ڈالے ایک مردہ بطخ کو صاف کر رہی ہے۔

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر کہا اے کنیز خدا کیا تو مسلمان نہیں ہے؟ عورت نے کہا مسلمان ہوں...... عبداللہ نے کہا یہ بطخ مردہ نہیں ہے؟ عورت نے کہا بالکل مردار ہے...... عبداللہ نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ اسلام میں مردار کھانا حرام ہے؟ عورت نے کہا مجھے معلوم ہے...... عبداللہ نے کہا جب تجھے معلوم ہے تو پھر اسے صاف کس لئے کر رہی ہو؟ عورت نے کہا شاید تجھے یہ مسئلہ معلوم نہیں ہے کہ مردار کھانا اس وقت حلال ہوتا ہے جب حلال نہ مل سکے۔ آپ کے لئے حرام ہوگی لیکن میرے لئے حلال ہے۔

عبداللہ نے کہا بی بی تو کون ہے؟ عورت نے کہا بندہ خدا آپ اپنا کام کریں مجھے اپنا کام کرنے دیں عبداللہ نے کہا آپ مجھے بتائیں تو سہی کہ بات کیا ہے؟...... عورت نے کہا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ عبداللہ نے کہا میں حج پر جا رہا ہوں...... عورت نے کہا حج سے فراغت کے بعد مدینہ بھی جائے گا؟ عبداللہ نے کہا ضرور جاؤں گا...... عورت نے کہا نبی پاک ﷺ کی زیارت بھی کرے گا۔

عبداللہ نے کہا ہر سال کرتا ہوں اور اب کے بھی ضرور جاؤں گا۔ عورت نے کہا جب رسول اکرم ﷺ کی زیارت کرنا تو آپ انہیں میرا سلام عرض کر کے میری موجودہ حالت بتا دینا کہ آپ کی اولاد کے لئے اب حرام بھی حلال ہو چکا ہے۔

عبداللہ نے کہا بی بی آپ مجھے کچھ تو بتائیں۔

عورت نے کہا عبداللہ کیا بتاؤں میں اولاد علی و فاطمہ عنہما کی میں سے ہوں میرا شوہر تھا جسے لوگوں نے اس جرم میں شہید کر دیا ہے کہ وہ اولاد رسول ﷺ سے تھا اب ایک میں ہوں اور چار کمسن بچیاں ہیں آج چوتھا دن ہے مجھے مزدوری تک نہیں ملی جو لوگ پہچانتے ہیں وہ حکومت وقت کے خوف سے مزدوری بھی نہیں کرنے دیتے۔ بچیاں بھوک سے بلک رہی تھیں۔ انہیں بہلا کر گھر سے نکلی ہوں۔ ایک دو گھروں میں مزدوری کی خاطر گئی ہوں انہوں نے گھر میں داخل ہی نہیں ہونے دیا مایوس ہو کر واپس آ رہی تھی کہ کوڑا کرکٹ کے اس ڈھیر پر یہ مردہ بطخ دیکھ لی اسے صاف کرنے بیٹھ گئی ہوں لے جاؤں گی پکا کر بچیوں کو کھلاؤں گی۔

عبداللہ ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں اپنے کو بے شمار ملامت کی اور اپنے آپ سے کہا اولاد رسول کو تو کھانے کو نہیں مل رہا اور ہم رسول ﷺ کی زیارت کو جائیں کیا فائدہ میرے اس حج کا اور زیارت رسول ﷺ کا۔

میں نے کہا بی بی بطخ چھوڑ دے اور دامن پھیلا ...... بی بی نے عبا کا دامن پھیلایا میرے پاس جتنی رقم تھی سب کی سب اس بی بی کے حوالہ کر دی۔ اس نے نہ تو سر اوپر اٹھایا اور نہ دیناروں کی طرف دیکھا چپ چاپ اٹھ کر چلی گئی مجھے یہ دعا دی کہ تو نے آل رسول کو حرام کھانے سے بچا لیا ہے اللہ تجھے جزائے خیر دے۔

میں نے حج پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس اپنے گھر آ گیا۔ جب میرے پڑوسی اور دوست حج سے واپس آئے تو میں ان کی ملاقات کو گیا میں جس سے بھی ملتا تھا کہتا تھا اللہ آپ کا حج قبول کرے تو جواب میں وہ مجھے کہتا تھا عبداللہ اللہ آپ کا بھی حج مبارک کرے۔ بڑا اچھا سفر گزرا ہے فلاں جگہ وہ عجیب واقعہ پیش آیا تھا یاد ہے آپ کو۔ میں یہ سن کر پریشان ہو گیا دل میں سوچا جب میں حج پر گیا نہیں تو یہ کیا کہتے ہیں۔ اسی پریشانی کے عالم میں رات کو سویا تو رسولِ پاک ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا عبداللہ پریشان کیوں ہے تو نے میری غریب بیٹی کی امداد کی ہے میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ اللہ نے تیری شکل کا ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کرے گا۔ اب تو حج کو جایا نہ جا تیرے نامہ اعمال میں ہر سال حج کا ثواب لکھا جاتا رہے گا۔

''یہ واقعہ سید سمہودی علیہ الرحمۃ سے جواھر میں بھی مذکور ہے اور اسی کے ساتھ ملتا جلتا واقعہ قدرے تفصیل سے حضرت ربیع بن سلیمان علیہ الرحمۃ کا بھی ہے جو رشفۃ الساوی میں مذکور ہے''

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا حج

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو کعبہ شریف کے پاس دیکھا کہ دمادم رکوع اور سجدے کر رہا ہے میں نے پوچھا کہ بڑی کثرت سے نمازیں پڑھ رہے ہو وہ کہنے لگا کہ واپسی وطن کی اجازت مانگ رہا ہوں اتنے میں میں نے دیکھا کہ ایک کاغذ کا پرچہ اوپر سے گرا اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ اللہ جل شانہ جو بڑی عزت والا بڑی مغفرت والا ہے کی طرف سے اپنے سچے شکر گزار بندے کی طرف ہے کہ تو واپس چلا جا اس طرح کہ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے گئے (روض الریاحین)

آپ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ کے ارادہ سے ایک جنگل میں چل رہا تھا مجھے پیاس کی ایسی سخت شدت ہوئی کہ میں اس سے عاجز ہو گیا قریب ہی ایک قبیلہ بنی مخزوم میں گیا وہاں میں نے ایک بہت کم سن لڑکی کو جو نہایت ہی حسین تھی دیکھا کہ وہ اشعار کے ساتھ گنگنا رہی تھی مجھے اس کی عمر کے لحاظ سے اس سے بہت تعجب ہوا اس لئے کہ وہ بہت کم عمر تھی میں

نے اس سے کہا کہ تجھے حیا نہیں آتی یوں گا رہی ہے کہنے لگی ذوالنون چپ رہو رات کو میں نے خوشی خوشی شراب عشق کا ایک گلاس پیا ہے جس سے میں اپنے مولیٰ کے عشق میں نشہ میں ہوں میں نے کہا تو تو بڑی حکیم معلوم ہوتی ہے مجھے کچھ نصیحت کر' کہنے لگی ذوالنون چپ رہنے کو لازم کرلو اور دنیا میں سے صرف اتنی روزی پر قناعت کرو جس سے آدمی زندہ رہے تاکہ جنت میں اس پاک ذات کی زیارت ہو سکے جس کو کبھی فنا نہیں۔

میں نے پوچھا یہاں پینے کا پانی بھی ہے کہنے لگے تجھے پانی کی جگہ بتاؤں؟ میں نے سوچا کوئی کنواں چشمہ وغیرہ بتائے گی میں نے کہا ہاں بتاؤ کہنے لگی قیامت میں پانی پینے والوں کے چار درجے ہوں گے۔

1- ایک جماعت تو وہ ہوگی جس کو فرشتے پانی پلائیں گے جس کو حق تعالیٰ شانہ نے بیضاء لذة للشاربین میں ارشاد فرمایا (سورۂ صافات' رکوع 2 میں ہے) کہ ان کے پاس بہتی ہوئی شراب کا گلاس لایا جائے گا جو سفید ہوگی' پینے والوں کے لئے لذیذ ہوگی۔

2- دوسری جماعت کو رضوان (جنت کے ناظم) پلائیں گے جس کو اللہ جل شانہ نے مزاجهٔ من تسنیم سے تعبیر فرمایا (جوعم کے پارہ میں سورہ تطفیف میں ہے کہ اس کی آمیزش تسنیم سے ہوگی جو ایک چشمہ ہے جس سے مقرب آدمی پیتے ہیں)

3- تیسرا فرقہ وہ ہے جس کو خود حق سبحانہ وتقدس پلائے گا جس کو اللہ جل شانہ نے وسقاهم ربهم شرابًا طهورًا سے تعبیر فرمایا (جو سورۂ دہر میں ہے کہ ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پلائے گا) وہ لڑکی کہنے لگی کہ ذوالنون تم اپنا بھید دنیا میں اپنے مولیٰ کے سوا کسی سے نہ کہو تا کہ حق تعالیٰ شانہ تمہیں آخرت میں خود پانی پلائے۔

مصنف کہتے ہیں کہ شروع میں چار جماعتوں کا ذکر تھا آخر میں تین ہی ذکر کی گئیں شاید چوتھی جماعت وہ ہے جن کو نوعمر لڑکے پلائیں گے جس کو ویطوف علیهم ولدان مخلدون باکواب واباریق وکاس من معین سے تعبیر کیا'' جو سورہ واقعہ میں ہے کہ ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لے کر آمدورفت رکھیں گے آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا'' (روض)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا حج

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ مشہور بزرگ ہیں عرفات کے میدان میں لوگ تو سب کے سب کثرت سے دعائیں مانگ رہے تھے اور وہ ایسی بری طرح رو رہے تھے جیسے کسی عورت کا بچہ مر گیا ہو اور وہ آگ میں جل رہی ہو جب غروب کا وقت ہونے لگا تو اپنی داڑھی پکڑ کر آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور فرمانے لگے اگر تو معاف بھی کر دے تب بھی میری بدحالی پر انتہائی افسوس ہے (احیاء العلوم ج 4)

ابن عربی نے بھی محاضرات میں اس قصہ کو نقل کیا اور اس پر یہ اضافہ کیا کہ مطرف یہ دعا کر رہے تھے "اے اللہ میری موجودگی کی وجہ سے ان سب کو تو محروم نہ فرما اور بکر بن عبداللہ یہ کہہ رہے تھے یہ عرفات کا میدان کس قدر اشرف مقام ہے اور اس کے حاضرین کے لئے کس قدر باعث رضا ہے اگر میرا وجود یہاں نہ ہوتا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا حج

آپ نے ایک شخص سے طواف کی حالت میں فرمایا کہ یہ بات سمجھ لے کہ تو صالحین کے درجہ کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ چھ گھاٹیوں کو پار نہ کرے۔

1- اوّل یہ کہ تو نعمت کے دروازہ کو بند کرے اور سختی کا دروازہ کھولے۔

2- دوسرے یہ کہ عزت کے دروازہ کو بند کرے اور ذلت کے دروازہ کو کھولے۔

3- تیسرے یہ کہ راحت کے دروازہ کو بند کرے اور مشقت کے دروازہ کو کھولے۔

4- چوتھے یہ کہ سونے کے دروازہ کو بند کرے اور جاگنے کے دروازے کو کھولے۔

5- پانچویں یہ کہ غنیٰ کے دروازہ کو بند کرے اور فقیر کے دروازہ کو کھولے۔

6- چھٹے یہ کہ امیدوں کے دروازے کو بند کرے اور موت کی تیاری کے دروازے کو کھولے (روض الریاحین)

تو نے جیب سے لیے میں نے غیب سے لیے

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ جا رہا تھا راستہ میں میں نے ایک

عورت کو دیکھا کہ قافلہ سے آگے آگے جا رہی ہے میں نے خیال کیا کہ یہ ضعیفہ اس لئے قافلہ سے آگے چل رہی ہے کہ کہیں قافلہ کا ساتھ نہ چھوٹ جائے میرے پاس چند درہم تھے وہ میں جیب سے نکال کر اس کو دینے لگا اور اس سے میں نے کہا کہ جب یہ قافلہ منزل پر ٹھہرے تو مجھے تلاش کر کے مل لینا میں قافلہ والوں سے کچھ چندہ جمع کر کے تجھ کو دوں گا اس سے سواری کرایہ کر لینا اس نے اپنا ہاتھ اوپر کو کیا اور مٹھی میں کوئی چیز لی تو وہ درہم تھے وہ اس نے مجھے دے دیے اور یہ کہا کہ تو نے جیب سے لئے ہم نے غیب سے لئے اس کے بعد میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے چند اشعار پڑھ رہی ہے جن کا ترجمہ یہ ہے ''اے دلوں کے محبوب! میرے لئے تیرے سوا کوئی نہیں آج تو رحم کر دے اس پر جو تیری زیارت کو حاضر ہوئی میرا صبر جاتا رہا اور تیرا اشتیاق بہت بڑھ گیا اور دل کو اس سے انکار ہے کہ وہ تیرے سوا کسی سے بھی محبت کرے تو ہی میرا سوال ہے تو ہی میرا مطلوب ہے تو ہی میری مراد ہے کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تیری ملاقات کب ہو سکے گی مجھے جنت سے اس کی نعمتیں مقصود نہیں مجھے جنت اس لئے مطلوب ہے کہ اس میں تیرا دیدار ہوگا۔

(روض الریاحین)

اگر تو صبر کرتا تو......

ابو عبدالرحمٰن خفیف کہتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے چلتا ہوا بغداد پہنچا اور میرے دماغ میں صوفیانہ گھمنڈ تھا یعنی عقیدت کی پختگی مجاہدہ کی شدت اور اللہ کے ماسوی کو پس پشت ڈال دینا میں نے چالیس دن تک کچھ نہیں کھایا نہ پیا اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر نہ ہوا اور میں ہر وقت باوضو رہتا اسی حالت میں بغداد سے بھی چل دیا میں نے جنگل میں ایک کنویں پر ایک ہرنی کو پانی پیتے دیکھا مجھے بھی پیاس شدت کی لگ رہی تھی جب میں کنویں کے قریب پہنچا تو وہ ہرنی مجھے دیکھ کر چلی گئی اور کنویں کا پانی جو کنارے تک آ رہا تھا اور ہرنی اس سے پی رہی تھی وہ بھی کنویں کے اندر نیچے اتر گیا میں آگے چل دیا اور میں نے عرض کیا اے میرے سردار میری قدر تیرے یہاں اس ہرنی کے برابر بھی نہیں تو میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی وہ یہ تھی کہ ہم نے تیرا امتحان کیا تھا تو نے صبر نہ

کیا (شکوہ شروع کردیا) جا کنویں پر لوٹ جا پانی پی لے ہرنی بغیر پیالہ اور رسی کے آئی تھی تیرے پاس پیالہ بھی تھا رسی بھی تھی میں جب کنویں پر لوٹا تو وہ لبریز تھا میں نے اپنا پیالہ بھرلیا اسی میں سے میں پانی بھی پیتا رہا اور وضو بھی کرتا رہا مگر وہ پانی ختم نہ ہوا یہاں تک کہ میں طیبہ پہنچ گیا اس کے بعد حج سے فارغ ہو کر جب میں بغداد پہنچا اور جامع بغداد میں گیا تو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مجھ پر پڑی فرمانے لگے کہ اگر تو صبر کرتا تو پانی تیرے قدموں کے نیچے سے ابلنے لگتا۔

حج کے لئے دس سال چلتا رہا

حضرت شقیق بلخی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ مجھے مکہ مکرمہ کے راستہ میں ایک اپاہج ملا جو گھسٹ کر چل رہا تھا میں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو کہنے لگا سمرقند سے میں نے پوچھا وہاں سے چلے ہوئے کتنا عرصہ گزرا؟ کہنے لگا دس برس سے زیادہ ہو گئے میں بڑے تعجب اور حیرت سے اس کو دیکھنے لگا وہ کہنے لگا: شقیق کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا تمہارے ضعف اور سفر کی درازی سے تعجب میں پڑ گیا ہوں کہنے لگا: شقیق سفر کی دوری کو میرا شوق قریب کر دے گا اور میرے ضعف کا متحمل میرا مولیٰ ہے اے شقیق! تم ایک ضعیف بندے سے تعجب کر رہے ہو جس کو اس کا مالک اٹھائے لئے جا رہا ہے پھر اس نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے "میرے آقا! میں تیری زیارت کو جا رہا ہوں اور عشق کی منزل کٹھن ہے لیکن شوق اس شخص کی مدد کیا کرتا ہے جس کی مال مدد نہیں کرتا جس کو راستہ کی ہلاکت کا خوف ہو جائے وہ عاشق نہیں ہے ہرگز نہیں ہے نہ وہ عاشق ہے جس کو راستوں کی سختی ارادے سے روک دے

(روض الریاحین)

راہ یا بم یا نیابم آرزوئے می کنم
حاصل آید یا نہ آید جستجوئے می کنم

مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے

حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ کے جنازے میں شریک ہوئے جب لوگ میت کو دفن کر چکے تو تلقین کرنے والے نے قبر کے پاس بیٹھ کر تلقین

کی شیخ نجم الدین ہنسنے لگے اور ان کی عادت ہنسنے کی بالکل نہیں تھی بعض خدام نے ہنسی کی وجہ پوچھی تو شیخ نے جھڑک دیا کئی دن بعد فرمایا کہ میں اس لئے ہنسا تھا کہ جب تلقین کرنے والا قبر پر تلقین کے لئے بیٹھا تو میں نے اس بزرگ کو جو دفن کئے گئے تھے یہ کہتے ہوئے سنا دیکھو جی حیرت کی بات ہے کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔ (روض الریاحین)

فضائل حج میں اس واقعہ پر اس قدر اضافہ ہے کہ عرب میں بعض ائمہ مذہب کے موافق یہ دستور ہے کہ جب میت کو دفن کر دیتے ہیں تو ایک شخص اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھتا ہے اور منکر نکیر کے سوال جواب دہراتا ہے اس کو تلقین کہتے ہیں اس بزرگ کا یہ ارشاد کہ مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے ظاہر ہے کہ مرنے والا اللہ کے عشق کی وجہ سے زندہ ہے اور جو تلقین کر رہا تھا وہ اس دولت سے خالی ہوگا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ شیخ مزنی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھا مجھ پر ایک گھبراہٹ بہت شدت سے سوار ہوئی اور مدینہ پاک کی حاضری کے ارادہ سے مکہ مکرمہ سے چل دیا جب بیر میمونہ پر پہنچا تو ایک نوجوان کو پڑا ہوا پایا کہ اس کے نزع کی حالت ہے میں نے اس کے قریب پہنچ کر کہا لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھو اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اگر میں مر جاؤں تو میرا دل عشق مولیٰ سے بھرا ہوا ہے اور کریم لوگ عشق ہی کی بیماری میں مرا کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ مر گیا میں نے اس کو غسل دیا' کفنایا' جنازہ کی نماز پڑھی اور جب اس کو دفنا چکا تو وہ گھبراہٹ جو مجھ پر سوار تھی جس کی وجہ سے میں نے سفر کا بے اختیار ارادہ کیا تھا وہ بھی جاتی رہی میں اس کو دفنا کر مکہ مکرمہ واپس آ گیا۔ (روض الریاحین)

اتنی عزت و ذلت میں نے کبھی نہیں دیکھی

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا ہمارے قریب ایک نوجوان رہا کرتا تھا اس کے پاس پرانی چادریں تھیں وہ نہ ہمارے پاس آتا جاتا نہ کبھی پاس بیٹھتا میرے دل میں اس کی محبت گھر کر گئی میرے پاس ایک جگہ سے بہت حلال ذریعہ سے دو سو درہم آئے میں وہ

لے کر اس جوان کے پاس گیا اور میں نے اس کے مصلے پر ان کو رکھ کر کہا کہ یہ بالکل حلال ذریعہ سے مجھ ملے ہیں ان کو تم اپنی ضروریات میں خرچ کر لینا اس جوان نے مجھے ترچھی اور تیز ترش نگاہ سے دیکھا اور یہ کہا کہ اللہ پاک کے ساتھ یہ ہم نشینی (پاس بیٹھنا) میں نے ستر ہزار اشرفیاں نقد جو میرے پاس تھیں علاوہ جائیداد کے اور کرایہ کے مکانات کے ان سب سے اپنے آپ کو فارغ کر کے خریدا ہے تو ان دراہم کے ساتھ مجھے دھوکہ میں ڈالنا چاہتا ہے یہ کہہ کر اپنا مصلے جھاڑ کر کھڑا ہو گیا جس استغنا سے وہ اٹھ کر جا رہا تھا اور میں بیٹھا ان دراہم کو چن رہا تھا اس وقت کی اس کی سی عزت اور اپنی سی ذلت میں نے عمر بھر کسی کی نہیں دیکھی (روض) یعنی اس وقت اس کی عزت جتنی میری نگاہ میں تھی اتنی عزت کبھی کسی کی نہیں ہوئی اور جتنی اس وقت درہم چنتے ہوئے مجھے ذلت محسوس ہو رہی تھی اتنی ذلت کبھی اپنی یا کسی اور کی مجھے محسوس نہیں ہوئی ۔

رونے کا سبب کیا ہے؟

حضرت سفیان بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو روتے ہوئے دیکھا وہ مجھے دیکھ کر راستہ سے پرے کو ہٹ گئے میں نے ان کو سلام کیا اور وہاں نماز پڑھی پھر ان سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی کیوں رو رہے ہو وہ کہنے لگے خیریت ہے کچھ نہیں میں نے دوبارہ سہ بارہ یہی سوال کیا وہ یہی جواب دیتے رہے میں نے بار بار سوال کیا تو وہ کہنے لگے کہ اگر میں وجہ بتا دوں تو تم اس کو پوشیدہ رکھو گے یا لوگوں پر ظاہر کر دو گے؟ میں نے کہا تم شوق سے کہو (یعنی میں مخفی رکھوں گا) کہنے لگے کہ تیس برس سے میرا دل سکباج (ایک قسم کا کھانا جس میں سرکہ اور گوشت اور میوہ جات پڑتے ہیں) کھانے کو چاہتا تھا اور میں مجاہدہ کے طور پر اس کو روکتا تھا رات مجھ پر نیند کا بہت غلبہ ہوا میں نے خواب میں ایک جوان کو دیکھا کہ وہ نہایت حسین شخص ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک سبز پیالہ ہے جس سے بھاپ اٹھ رہی ہے اور سکباج کی خوش بُو اس میں سے آ رہی ہے میں نے اپنے دل کو سنبھالا اس نے میرے پاس آ کر کہا ابراہیم لو! اس کو کھا لو میں نے کہا جس چیز کو اللہ کے واسطے چھوڑ دیا اس کو اب نہیں کھانا ہے وہ کہنے لگا

اگر چہ اللہ جل شانہ خود کھلائے مجھ سے رونے کے سوا اس کا کوئی جواب بن نہ پڑا وہ کہنے لگا اللہ تجھ پر کرم کرے اس کو کھالے میں نے کہا ہمیں یہ حکم ہے کہ جب تک ہمیں پورا حال کسی چیز کا معلوم نہ ہو جائے (کیا چیز ہے کہاں سے آئی ہے) اس وقت تک برتن میں نہ ڈالیں وہ کہنے لگے اللہ تمہاری حفاظت کرے اس کو کھالو یہ مجھے (جنت کے ناظم) رضوان نے دی ہے) اور یہ کہا ہے کہ اے خضر یہ ابراہیم کو کھلا دو اس نے بہت صبر کر لیا اور خواہشات کو بہت روک لیا پھر انہوں نے کہا کہ ابراہیم اللہ جل شانہ کھلاتا ہے اور تم انکار کرتے ہو؟ میں نے فرشتوں سے سنا ہے کہ جو شخص بے طلب ملنے پر انکار کرتا ہے اس کو طلب پر بھی نہیں ملتا میں نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں آپ کے سامنے حاضر ہوں میں نے تو اپنے عہد کو اب تک توڑا نہیں اتنے میں ایک اور جوان آیا اور اس نے حضرت خضر علیہ السلام کو کچھ دے کر یہ کہا کہ اس کا لقمہ بنا کر ابراہیم کے منہ میں دے دو اور وہ مجھے اپنے ہاتھ سے کھلاتے رہے اور جب میری آنکھ کھلی تو اس کی شرینی میرے منہ میں تھی اور زعفران کا رنگ میرے ہونٹوں پر تھا میں زمزم کے کنویں پر گیا اور منہ کو دھویا مگر نہ منہ میں سے مزہ جاتا ہے نہ ہونٹوں پر سے رنگ جاتا ہے میں نے بھی دیکھا تو واقعی اس کا اثر موجود تھا میں نے اللہ جل شانہ سے یہ دعا کی اے وہ پاک ذات جو ایسے لوگوں کو کھلاتی ہے جو اپنی خواہشات کو روکتے ہوں جب کہ وہ اپنی روک کو صحیح کر لیں۔ اے وہ پاک ذات جس نے اپنے اولیاء کے دلوں کے لئے صحیح رہنا لازم کر دیا اے وہ پاک ذات جس نے ان کے دلوں کو اپنی محبت کی شراب سے سیراب کیا تو اپنے لطف سے سفیان کو بھی یہ چیزیں عطا فرما پھر میں نے ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر اس کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا کہ اے اللہ اس ہاتھ کی برکت سے اور اس ہاتھ والے کی برکت سے اور اس کے اس مرتبہ کے طفیل جو اس کا تیرے نزدیک ہے اور تیرے اس جود و عطا کے طفیل جو اس نے تجھ سے پایا تو اپنے اس بندے سفیان پر بھی بخشش فرما جو تیری عطا کا انتہائی محتاج ہے اور تیرے احسان کا نہایت ضرورت مند ہے یا ارحم الراحمین محض اپنی رحمت سے اگر چہ اے رب العالمین یہ سفیان اس کا مستحق بالکل نہیں ہے۔

(روض الریاحین)

یہ بندہ دو عالم سے خفا تیرے لیے ہے

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ہی کا یہ قصہ ہے کہ جب یہ حج کو تشریف لے گئے تو یہ طواف کر رہے تھے کہ ان نگاہ ایک حسین نوجوان پر پڑی جس کے حسن و جمال سے لوگ تعجب کر رہے تھے حضرت ابراہیم نے اس کو بہت غور سے دیکھا اور رونے لگے ان کے بعض ساتھی (بدگمانی سے) کہنے لگے اناللہ وانا الیہ راجعون شیخ پر تو غفلت طاری ہوگئی (کہ ایک حسین لڑکے کو دیکھ کر گھورنے لگے) پھر اس معترض نے شیخ سے عرض کیا اے میرے سردار! یہ دیکھنا کیسا جس کے ساتھ رونا بھی ہے (جس سے خیال ہوتا ہے کہ اس لڑکے کے عشق نے پکڑ لیا) شیخ نے فرمایا کہ میں نے اللہ سے ایک عہد کیا ہے جس کو توڑنے پر قدرت نہیں ورنہ اس لڑکے کو اپنے پاس بلاتا اور اس سے ملتا اس لئے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے میں اس کو بچپن میں بہت کم عمر کا چھوڑ کر گھر سے نکل گیا تھا اب یہ جوان ہو گیا تم دیکھ ہی رہے ہو مگر مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ جس چیز کو اس کے لئے چھوڑ آیا تھا اب پھر ادھر لوٹوں۔

اس کے بعد حضرت شیخ ابراہیم نے تین شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ ”جب سے میں نے اس پاک ذات کو پہچانا ہے اس وقت سے اب تک جدھر بھی ہے میں نے نظر کی اپنے محبوب کو ادھر ہی پایا مجھے اپنی نگاہ پر یہ غیرت ہے کہ میں اس کے سوا کسی کو نہ دیکھوں اے میرے ذخیرہ کی انتہا اے میرے سوال کی غایت! اے میرے اثاثہ کی پوری پونجی کاش تیری محبت حشر تک میرے دل میں رہے۔“ پھر شیخ نے مجھ سے کہا کہ تم اس لڑکے کے پاس جاؤ اور اس کو سلام کرو شاید اسی سے مجھے تسلی ہو میں اس لڑکے کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا حق تعالیٰ شانہ تمہارے والد کو برکت عطا فرمائے وہ کہنے لگا چچا جان میرے والد کہاں وہ تو میرے بچپن ہی میں اللہ کے راستہ میں لگ گئے تھے کاش میں ایک مرتبہ ان کی زیارت کرلوں اور پھر اسی وقت میری جان نکل جائے' ہائے افسوس یہ کہہ کر رونے کی کثرت سے اس کا دم گھٹنے لگا پھر اس نے کہا کہ ”واللہ میری یہ تمنا ہے کہ میں ایک مرتبہ ان کی زیارت کرلوں پھر اسی وقت مرجاؤں“ اس کے بعد اس نے چند شعر ذوق شوق سے

پڑھے میں حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لوٹ کر آیا تو وہ سجدہ میں پڑے ہوئے تھے اور آنسوؤں سے سجدہ کی جگہ تر تھی اور اللہ کے سامنے عاجزی اور زاری کر رہے تھے اس کے بعد حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: میں نے ساری دنیا کو تیرے عشق میں چھوڑا اور اپنے عیال کو یتیم بنایا تا کہ تجھے دیکھ لوں اگر تو عشق میں میری حاجت روائی نہ کرے گا تو یہ دل تیرے سوا کسی جگہ بھی سکون نہ پائے گا میں نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ اس لڑکے کے لئے دعا کریں حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ اس کو گناہوں سے محفوظ رکھے اور اپنی مرضیات پر عمل میں اس کی اعانت فرمائے۔

(روض الریاحین)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا:

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

صبر پر ہی اجر ملتا ہے

حضرت ابو الحسن سراج علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا میں طواف کر رہا تھا میری نظر ایک حسین عورت پر پڑی جس کے چہرے کا حسن چمک رہا تھا میں نے کہا واللہ ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی یہ اس کے چہرہ کی ساری رونق اس وجہ سے ہے کہ اس کو کبھی کوئی رنج وغم نہیں پہنچا اس نے میری یہ بات سن لی کہنے لگی تم نے یہ کیا کہا' واللہ میں غموں میں جکڑی ہوئی ہوں اور میرا دل فکروں سے اور آفتوں سے زخمی ہے اور کوئی بھی میرے غموں میں شریک نہیں رہا میں نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگی میرے خاوند نے قربانی کی' ایک بکری ذبح کی میرے دو چھوٹے بچے کھیل رہے تھے اور ایک بچہ دودھ پیتا میری گود میں تھا میں گوشت پکانے کے لئے اٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا میں تجھے بتاؤں ابا نے بکری کس طرح ذبح کی اس نے کہا بتا تو اس نے چھوٹے بھائی کو لٹا کر بکری کی طرح ذبح کر دیا وہ اس کو ذبح کر کے ڈر کے مارے بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں ایک بھیڑیے نے اس کو کھا لیا باپ اس کی تلاش میں نکلا

اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے پیاس کی شدت سے مر گیا میں دودھ پیتے بچے کو بٹھا کر دروازہ تک گئی کہ شاید خاوند کا کچھ پتہ کسی سے ملے تو وہ بچہ گھٹنتا ہوا ہانڈی کے پاس پہنچ گیا جو چولہے پر رکھی ہوئی جوش سے پک رہی تھی اس کو جو اس نے ہلایا وہ پکتی پکتی اس پر گر گئی جس سے اس بچہ کا سارے بدن کا گوشت جل کر ہڈیوں سے الگ ہوگیا میری ایک بڑی لڑکی تھی جو اپنے خاوند کے گھر تھی اس کو جب اس سارے قصہ کی خبر پہنچی تو وہ خبر سن کر زمین پر گر گئی اسی میں اس کی بھی موت مقدر تھی وہ بھی مر گئی مقدر نے ان سب کے درمیان سے مجھ اکیلی کو چھوڑ دیا میں نے کہا کہ ان مصیبتوں پر تجھے کس طرح صبر آیا وہ کہنے لگی کہ جو شخص صبر اور بے صبری میں الگ الگ غور کرے گا وہ ان کے درمیان بہت دور کا فاصلہ پائے گا' صبر کا انجام محمود ہے اور بے صبری پر کوئی اجر نہیں ملتا پھر اس نے تین شعر پڑھے اور چل دی جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے صبر کیا اس لئے کہ صبر بہترین اعتماد کی چیز ہے اور اگر بے صبری سے مجھے کوئی فائدہ پہنچ سکتا تو کرتی میں نے ایسی مصیبتوں پر صبر کیا کہ اگر وہ مصائب سخت پہاڑوں پر پڑتیں تو وہ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے میں نے اپنے آنسوؤں پر قدرت پائی پس ان کو نکلنے سے روک دیا اب وہ آنسو اندر ہی اندر میرے دل پر گر رہے ہیں (روض الریاحین)

رزق بندے کو خود ڈھونڈ لیتا ہے

حضرت شیخ ابو یعقوب بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حرم شریف میں دس دن تک بھوکا رہا مجھے بہت ہی ضعف ہوگیا میرے دل نے مجھے مجبور کیا کہ باہر چلوں شاید کچھ مل جائے جس سے بھوک میں کچھ کمی ہو میں باہر نکلا تو ایک شلغم جلا ہوا ملا میں نے جا کر اس کو اٹھالیا مگر دل میں اس سے ایک وحشت سی ہوئی گویا کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ دس دن تک بھوکا رہا اور آخر میں ملا تو یہ سڑا ہوا شلغم؟ میں نے اس کو پھینک دیا اور پھر مسجد حرام میں آ کر بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص میرے سامنے آ کر بیٹھا اور ایک جزدان میرے سامنے رکھا اور کہا اس میں ایک تھیلی ہے جس میں پانچ سو دینار (اشرفیاں) ہیں یہ آپ کی نذر ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ میری کیا خصوصیت ہے جس کی وجہ سے مجھے یہ دے رہے ہو اس

نے کہا کہ ہم لوگ دس دن سے سمندر میں چکر کھا رہے تھے ہماری کشتی ڈوبنے لگی تھی تو ہم میں سے ہر شخص نے الگ الگ کوئی منت مانی تھی میں نے یہ نذر کی تھی کہ اگر میں زندہ سلامت پہنچ جاؤں تو یہ تھیلی اس شخص کو دوں گا جس پر مکہ کے رہنے والوں میں سب سے پہلے میری نظر پڑے اور یہاں آکر آپ پر سب سے پہلے میری نگاہ پڑی ہے' میں نے کہا اس کو کھولو: اس نے کھولا تو سفید مصری اور ایک خاص قسم کی روٹی (کعک) اس میں تھی اور ساتھ چھیلے ہوئے بادام اور شکر پارے تھے میں نے ہر ایک میں سے ایک مٹھی بھر لی اور کہا باقی میری طرف سے اپنے بچوں کو تقسیم کر دینا تمہاری نذر میں نے قبول کر لی اس کے بعد میں نے اپنے دل میں کہا تیرا رزق دس دن سے تیرے پاس آنے کو بے تاب ہے اور تو ہے کہ اس کو ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ (روض الریاحین)

حضرت خضر علیہ السلام کی بتائی ہوئی دعا

حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں روض الریاحین میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے ان کی ملاقات ہوئی (اور بزرگ نے ان کی نماز کا حال دریافت کیا جس پر) حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھتا ہوں اور طلوع آفتاب تک حطیم میں رکن شامی کے قریب بیٹھتا ہوں اور ظہر کی نماز مدینہ طیبہ میں پڑھتا ہوں اور عصر کی بیت المقدس میں اور مغرب کی طور سینا پر اور عشاء کی سد سکندری پر آپ کے اس تعارف کے بعد ایک خوبصورت واقعہ ملاحظہ فرمائیں جو ایک بزرگ کے ساتھ دوران حج پیش آیا چنانچہ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک مرتبہ قبض (دل کی تنگی) اور خوف کا شدید غلبہ ہوا میں پریشان حال ہو کر بغیر سواری اور توشہ کے مکہ مکرمہ چل دیا تین دن تک اسی طرح بغیر کھائے پیئے چلتا رہا چوتھے دن مجھے پیاس کی شدت سے اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو گیا اور جنگل میں کہیں سایہ دار درخت کا بھی پتہ نہ تھا کہ اس کے سایہ میں ہی بیٹھ جاتا میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا اور مجھے نیند سی آ گئی تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں نے ہاتھ بڑھایا انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا تمہیں خوش خبری دیتا

ہوں کہ تم صحیح سالم حج بھی کرو گے اور قبر اطہر کی زیارت بھی کرو گے میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں فرمایا میں خضر ہوں میں نے عرض کیا کہ میرے لیے دعا کیجئے فرمایا تم یہ لفظ تین مرتبہ کہو۔

یالطیفاً بخلقه یاعلیما بخلقه یاخبیراً بخلقه الطف بی یالطیف یا علیم یا خبیر ۔"

''اے وہ ذات پاک جو اپنی مخلوق پر مہربان ہے اپنی مخلوق کے حال کو جانتا ہے ان کی ضروریات سے باخبر ہے تو مجھ پر لطف ومہربانی فرما اے لطیف اے علیم اے خبیر''

پھر فرمایا کہ یہ ایک تحفہ ہے جو ہمیشہ کام آنے والا ہے جب تجھے کوئی ضیق (پریشانی و تنگی) پیش آئے یا کوئی آفت نازل ہو تو اس کو پڑھ لیا کر اس سے تنگی رفع ہو جائے گی اور آفت سے خلاصی ہوگی' یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے مجھے ایک شخص نے یا شیخ یا شیخ کہہ کر آواز دی میں اس کی آواز سے نیند سے جاگا تو وہ شخص اونٹنی پر سوار تھا مجھ سے پوچھنے لگا کہ ایسی صورت ایسے حلیہ کا کوئی نوجوان تو تم نے نہیں دیکھا میں نے کہا کہ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا کہنے لگا ہمارا ایک نوجوان سات دن ہو گئے' گھر سے چلا گیا ہمیں یہ خبر ملی کہ وہ حج کو جارہا ہے۔

پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں کا ارادہ کر رہے ہو؟ میں نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ لے جائے اس نے اونٹنی بٹھائی اور اس سے اتر کر ایک توشہ دان میں سے دو روٹیاں سفید جن کے درمیان میں حلوہ رکھا ہوا تھا نکالیں اور اونٹ پر سے پانی کا مشکیزہ اتارا اور مجھے دیا میں نے پانی پیا اور ایک روٹی کھائی وہی مجھے کافی ہوگئی پھر اس نے مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کر لیا ہم دو رات اور ایک دن چلے تو قافلہ ہمیں مل گیا وہاں اس نے قافلہ والوں سے اس جوان کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قافلہ میں ہے۔

وہ مجھے وہاں چھوڑ کر تلاش میں گیا تھوڑی دیر کے بعد جوان کو ساتھ لئے ہوئے

میرے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ بیٹا اس شخص کی برکت سے اللہ جل شانہ نے تیری تلاش مجھ پر آسان کر دی ہیں ان دونوں کو رخصت کر کے قافلہ کے ساتھ چل دیا' پھر مجھے وہ آدمی ملا اور مجھے ایک لپٹا ہوا کاغذ دیا اور میرے ہاتھ چوم کر چلا گیا میں نے جو اس کو دیکھا تو اس میں پانچ اشرفیاں تھیں میں نے اس میں سے اونٹ کا کرایہ ادا کیا اور اسی سے کھانے پینے کا انتظام کیا اور حج کیا اور اس کے بعد مدینہ طیبہ گیا میں نے حضور اقدس ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کی اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کی اور جب کبھی کوئی تنگی یا آفت پیش آئی تو حضرت خضر علیہ السلام کی بتائی ہوئی دعا پڑھی میں ان کی فضیلت اور ان کے احسان کا معترف ہوں اور اس نعمت پر اللہ پاک کا شکر گزار ہوں

(روض الریاحین)

عبث ہے جستجو بحر محبت کے کنارے کی
بس اس میں ڈوب جانا ہی ہے اے دل پار ہو جانا

وہ تھے کس منزل میں اور تو......

احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج کو گیا۔ جب احرام باندھنا شروع کیا تو انہوں نے لبیک نہ کہی' یہاں تک کہ ہم ایک میل چلے۔ اس کے بعد ان پر غشی آ گئی۔ جب غشی سے افاقہ ہوا تو مجھ سے کہنے لگے کہ اے احمد! حق تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ وحی بھیجی تھی کہ ظالموں سے کہہ دو کہ میرا ذکر کم کیا کریں اس لیے (جب آدمی اللہ جل شانہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ جل شانہ کے ارشاد فاذکرونی اذکرکم "تم مجھے یاد کرو' میں تمہیں یاد کروں گا۔" کی بناء پر حق تعالیٰ شانہ بھی اس ظالم کا ذکر کرتا ہے اس بناء پر فرمایا کہ میں اس ظالم کا ذکر لعنت سے کرتا ہوں۔ اس کے بعد ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ احمد مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص ناجائز امور کے ساتھ حج کرتا ہے اور لبیک کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے لا لبیک تیری لبیک مقبول نہیں' جب تک ان ناجائز امور کو نہ چھوڑے۔ (اتحاف)

لبیک کے جواب میں لا لبیک کی صدا

ایک بزرگ مکہ مکرمہ میں ستر 7 برس رہے اور برابر حج اور عمرے کرتے رہے لیکن جب وہ حج یا عمرہ کا احرام باندھتے اور لبیک کہتے تو جواب لا لبیک ملتا۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان نے ان کے ساتھ ہی احرام باندھا اور ان کو جب لا لبیک کا جواب ملا تو اس نے بھی سنا تو وہ کہنے لگا' چچا جان! آپ کو تو لا لبیک کہا گیا ہے' کہنے لگے کہ بیٹا تو نے بھی سنا؟ اس نے کہا کہ میں نے بھی سنا ہے۔ اس پر شیخ روئے اور کہنے لگے' بیٹا میں تو ستر برس سے یہی جواب سن رہا ہوں جوان نے کہا' پھر کیوں آپ اتنی مشقت ہمیشہ اٹھاتے ہیں؟ شیخ نے کہا: بیٹا اس کے سوا اور کون سا دروازہ ہے جس کو پکڑ لوں اور اس کے سوا اور کون میرا ہے جس کے پاس جاؤں میرا کام تو کوشش کرنا ہے وہ چاہے رد کر دے یا قبول کرے۔ بیٹا! غلام کو یہ زیبا نہیں کہ وہ اتنی بات کی وجہ سے آقا کے در کو چھوڑ دے۔ یہ کہہ کر شیخ رو پڑے حتیٰ کہ آنسو سینے تک بہنے لگے اس کے بعد پھر لبیک کہی تو جوان نے سنا کہ جواب میں کہا گیا: ہم نے تیری پکار کو قبول کر لیا اور ہم ایسا ہی کرتے ہیں ہر ایک شخص کے ساتھ جو ہمارے ساتھ حسن ظن رکھے بخلاف اس کے جو اپنی خواہشات کا اتباع کرے اور ہم پر امیدیں باندھے۔ جوان نے جب یہ جواب سنا تو کہنے لگا' چچا تم نے بھی یہ جواب سنا؟ شیخ یہ کر کہ میں نے بھی سن لیا' اتنے روئے کہ چیخیں نکل گئیں۔

ابو عبداللہ جلاء کہتے ہیں کہ میں ذوالحلیفہ میں تھا' ایک نوجوان نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا اور وہ بار بار یہ کہہ رہا تھا' اے میرے رب مجھے یہ ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں اور تو لا لبیک کہہ دے۔ کئی مرتبہ یہی کہتا رہا آخر ایک مرتبہ اس نے زور سے لبیک اللھم کہا اور اسی میں روح نکل گئی۔ (مسامرات)

چھ بندوں کے صدقے چھ لاکھ افراد کا حج قبول ہو گیا

علی بن موفق علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ عرفہ کی شب میں منیٰ کی مسجد میں ذرا سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے سبز لباس پہنے ہوئے آسمان سے اترے' ایک نے

دوسرے سے پوچھا کہ اس سال کتنے آدمیوں نے حج کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ مجھے تو معلوم نہیں تو اس پوچھنے والے نے خود ہی کہا کہ چھ لاکھ آدمی ہیں' اس نے پھر سوال کیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ان میں سے کتنے آدمیوں کا حج قبول ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ اس نے خود ہی بتایا کہ ان میں سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا یہ کہہ کر وہ دونوں آسمان کی طرف چلے گئے۔ ابن موفق کہتے ہیں کہ اس خواب کی وجہ سے گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی اور مجھ پر بڑا سخت فکر وغم سوار ہو گیا' خود اپنے بارہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ چھ آدمی کل ہیں جن کا حج قبول ہوا۔ میں بھلا ان میں کیسے ہو سکتا ہوں۔ اس کے بعد عرفات سے واپسی پر بھی میں مجمع کو دیکھ رہا تھا اور سخت فکر میں تھا کہ اتنا بڑا مجمع اور اس میں سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا ہے۔ مزدلفہ میں اسی میں سوچ میں میری آنکھ لگ گئی تو وہی دو فرشتے پھر نظر آئے اور مندرجہ بالا سوالات وجوابات آپس میں کرنے لگے اس کے بعد ایک فرشتے نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں کیا حکم دیا ہے؟ دوسرے کہا: مجھے نہیں معلوم تو دوسرے نے کہا! فیصلہ یہ ہوا ہے کہ ان چھ میں سے ہر ایک کے طفیل ایک لاکھ کا حج قبول کر لیا جائے' ابن موفق فرماتے ہیں کہ میں بیدار ہوا تو مجھے حد سے زیادہ خوشی ہوئی۔

جذبۂ ایثار اور رحمتِ پروردگار

انہی بزرگ کا ایک اور قصہ لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا' اس کے بعد مجھے ترس آیا کہ بعض آدمی ایسے ہوں گے جن کا حج قبول نہ ہوا ہو تو میں نے دعا کی کہ یا اللہ میں نے اپنا حج اس کو بخشا جس کا حج قابل قبول نہ ہو۔ روض الریاحین میں اس قصہ میں کچھ الفاظ کی کمی بیشی ہے' اس میں لکھا ہے کہ میں نے پچاس سے زیادہ حج کیے اور ان سب کا ثواب حضور اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور اپنے والدین کو بخشتا رہا۔ ایک حج رہ گیا میں نے عرفات کے میدان میں لوگوں کے رونے کی آوازیں سن کر ان کو بخش دیا جن کا حج قبول نہ ہوا ہو۔ اس کے بعد مزدلفہ میں مجھے خواب میں اللہ جل شانہ کی زیارت ہوئی حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ اے علی تو مجھ سے زیادہ سخی

بننا چاہتا ہے؟ میں نے سخاوت پیدا کی' اور میں نے سخی لوگوں کو پیدا کیا' میں تمام سخی لوگوں سے زیادہ سخی' سارے کریموں سے زیادہ کریم' سارے بخشش کرنے والوں سے زیادہ بخشش کرنے والا۔ میں نے ہر اس شخص کا حج جو قابل قبول نہ تھا' اس کے طفیل قبول کرلیا جس کا حج مقبول تھا (اتحاف) اور روض الریاحین مین ہے کہ میں نے ان سب کو بخش دیا اور ان کے ساتھ ان سے کئی گنا زیادہ لوگوں کو اور ان میں سے ہر شخص کی سفارش اس کے گھر والوں میں اس کے دوستوں میں اور اس کے پڑوسیوں میں قبول کی۔

دوسرا حصہ

مسائل حج وزیارت

حج کیا ہے؟

ایک خاص وقت (نویں ذی الحجہ) کو احرام باندھ کر خاص مقام (عرفات) میں ٹھہرنا اور کعبہ معظّمہ کے طواف کرنے کا نام حج ہے جو 9 ھ کو فرض ہوا اور اس کی فرضیت قطعی ہے یعنی اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے اور یہ زندگی میں صرف ایک بار ہی فرض ہے۔ (عالمگیری)

دکھاوے کے لئے اور حرام مال سے حج کرنا حرام ہے۔ جس کی اجازت سے حج کرنا واجب ہوا اگر اس کی اجازت کے بغیر جائے گا تو اس میں کراہت ہے جس طرح کہ والدین جبکہ اس کی خدمت کے محتاج ہوں اور والدین نہ ہوں تو ان کے والدین یعنی اس کا دادا دادی، اور یہ فرضی حج کا حکم ہے۔ نفلی حج میں بہر حال والدین کی اطاعت ہی ضروری ہے۔ (درمختار)

بغیر کسی وجہ کے حج کرنے میں تاخیر کرنا گناہ ہے لہٰذا جب حج فرض ہوا ہے فوراً ادا کرے۔ اگر چند سال نہ کیا تو گناہگار، فاسق اور مردود الشہادۃ ہو گیا لیکن جب بھی کرے گا ادا ہی ہوگا نہ کہ قضا، (فتاویٰ شامی)

بیٹا اگر امرد (جس کی داڑھی نہ) ہو اور حسین بھی ہو تو داڑھی آنے تک اس کا باپ اس کو حج پہ جانے سے روک سکتا ہے۔ (ایضاً)

مال ہونے کی صورت میں حج نہ کیا پھر مال ضائع ہو گیا تو قرض اٹھا کر حج کو جائے اور اگر یقین ہو کہ قرض ادا نہیں کر سکتے گا تب بھی ایسا ہی کرے لیکن نیت یہی ہو کہ ضرور قرض ادا کروں گا مگر ساری عمر ادا نہ کر سکا تو امید ہے کہ مؤاخذہ نہ ہوگا۔ (ایضاً)

حج کا وقت کونسا ہے؟

شوال المکرم سے لیکر دس ذی الحجہ تک حج کا وقت ہے کیونکہ احرام کے علاوہ اس سے پہلے حج کے افعال نہیں ہوسکتے گو احرام اس سے پہلے بھی باندھا جاسکتا ہے مگر مکروہ ہے (درالمختار)

حج فرض ہونے کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں؟

حج کے واجب ہونے کی کل آٹھ شرطیں ہیں جب تک یہ تمام شرطیں نہ پائی جائیں حج فرض نہیں ہے۔

پہلی شرط

مسلمان ہونا، اگر مسلمان ہونے سے پہلے کسی پر حج فرض تھا اور اس نے نہ کیا اور جب اسلام لایا صاحب استطاعت نہیں ہے تو اب استطاعت ہوگی تو حج بھی فرض ہوگا ہاں اگر مسلمان ہونے کے بعد استطاعت آئی اور اس نے حج نہ کیا اور اب فقیر ہوگیا تو حج فرض ہی رہے گا۔ (شامی)

اور اگر نعوذ باللہ فرض حج ادا کرنے کے بعد مرتد ہوگیا پھر اسلام لایا اور ابھی استطاعت ہے تو پھر فرضی حج کرے کیونکہ مرتد ہونے سے اس کے تمام اعمال ضائع ہوگئے۔ (عالمگیری)

دوسری شرط

دارالاسلام میں ہونا، اگرچہ حج فرض ہونا معلوم نہ ہو کیونکہ دارالاسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں ہے ہاں البتہ دارالحرب میں ہے اور صاحب استطاعت ہے اور حج فرض ہونا معلوم ہے تو حج فرض ہوگیا اور اگر استطاعت کے بعد معلوم ہوا تو اب فرض نہ رہا بلکہ پھر جب استطاعت آئے گی تو حج فرض ہوگا اور علم ہونا دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں (جن کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو) کے بتانے سے ہوگا اور اگر ایک عادل مرد بھی خبر دے دے تو حج واجب ہو گیا۔ (ایضا)

تیسری شرط

بالغ ہونا، لہٰذا نابالغ کا کیا ہوا حج نفلی ہوگا اور بالغ ہونے کے بعد حجۃ الاسلام (فرضی

حج) جب استطاعت ہوگی کرنا پڑے گا۔ ہاں نابالغ اگر احرام باندھنے کے بعد بالغ ہوگیا اور وقوف عرفہ سے پہلے نیا احرام باندھ لیا تو فرض حج ادا ہوگیا۔ (ایضاً)

چوتھی شرط

عاقل ہونا' لہٰذا مجنون پر حج فرض نہیں ہے مگر جب کہ حالت جنوں میں احرام باندھا اور پھر جنون جاتا رہے اور وقوف عرفہ سے پہلے نیا احرام باندھ لیا ہو۔ اسی طرح حج کرنے کے بعد جنون لاحق ہوا تو یہ جنون فرضی حج پر اثر انداز نہ ہوگا۔ (عالمگیری) اسی طرح اگر بوقت احرام مجنون نہ تھا پھر جنوں لاحق ہوگیا اور اس حال میں افعال حج کرتا رہا پھر کئی سال بعد ہوش میں آیا تو حج ادا ہوگیا۔ (منسک)

پانچویں شرط

آزاد ہونا' غلام لونڈی چاہے مدبر' مکاتب یا ام ولد ہو ان پر حج فرض نہیں ہے اگرچہ ملکہ ہی میں رہتے ہوں اور مالک نے حج کرنے کی اجازت بھی دے دی ہو۔

اگر غلام نے مالک کے ساتھ اس کی اجازت سے حج کیا تو یہ حج نفل ہوگا اور اگر مالک نے دوران حج آزاد کر دیا تو پھر دیکھا جائے گا کہ احرام باندھنے سے پہلے آزاد کیا ہے تو حج ادا ہوگیا اور بعد میں آزاد کیا ہے تو اگرچہ نیا احرام باندھ لے یہ حج نفل ہی ہوگا پھر بعد میں جب شرائط پائی جائیں گی فرضی حج کرنا پڑیگا۔ (عالمگیری)

چھٹی شرط

تندرست ہونا یعنی اس کے اعضاء سلامت ہوں اور حج کے لیئے جانے کی ہمت رکھتا ہو لہٰذا اندھے پر حج فرض نہیں اگرچہ اس کو کوئی ہاتھ سے پکڑ کر لے جانے والا ہو۔ اسی طرح اپاہج' مفلوج اور جس کے پاؤں کٹے ہوئے ہوں اور بوڑھا جو سواری پہ نہ بیٹھ سکتا ہو ان کو چاہیے کہ حج کرنے کی وصیت کر جائیں اور اگر تکلیف اٹھا کر حج کر لیں اور اس کے بعد تندرست ہو جائیں تو صاحب استطاعت ہونے پر بھی ان کا پہلے والا حج حجۃ الاسلام یعنی فرض حج قرار پائے گا اور دوبارہ حج کرنا فرض نہ ہوگا۔ (ایضاً)

اگر تندرست صاحب استطاعت نے حج نہ کیا اور اپاہج یا معذور ہو گیا تو حج اس پر فرض ہی رہے گا' خود نہ کر سکے تو حج بدل کرا لے۔ (ایضاً)

ساتویں شرط

سفر خرچ کا مالک اور سواری پہ قادر ہونا' یعنی سواری اپنی ہو یا کرائے پر لے سکتا ہو۔ اور سواری اس کے حال کے مطابق ہو (عرفاً و عادۃً) یہی حکم غذا کا بھی ہے کہ امیر ہو تو مکان' لباس' خادم' پیشے کے اوزار' گھر کا سامان' سواری کا جانور' اس کی حاجت سے فاضل ہو اسی طرح اگر اس پر قرض ہے تو قرضہ سے زائد اتنا مال ہو کہ مکہ معظّمہ جا کر واپس آنے تک اس کے لیے اور اس کے گھر والوں کے لئے کافی ہو۔ بغیر کمی اور اسراف کے اسی طرح متوسط ہے تو اس کی اپنی ضروریات کے مطابق ہو گا۔

سواری میں یہ بھی شرط ہے کہ خاص اس کے لئے ہو اگر دو بندوں کی ایک سواری ہے اور دونوں کو باری باری اترنا' سوار ہونا پڑتا ہے تو یہ سواری پہ قدرت نہیں ہے اگرچہ چلنے پر اس کو قدرت بھی ہو۔ (عالمگیری)

آٹھویں شرط

حج کا وقت ہونا' یعنی یہ تمام شرائط حج کے مہینوں میں ہی پائی جائیں۔ اگر ایسے وقت میں شرائط پائی گئیں کہ عادت سے ہٹ کر تیزی سے جائے گا تو حج کرلے گا تو بھی حج فرض نہ ہوا۔ ضروری ہے کہ جس علاقے سے حج کو جا رہا ہے جس وقت وہاں کے لوگ جائیں تو یہ بھی ان کے ساتھ جا کر حج ادا کر سکتا ہو اور اگر ایسے وقت میں شرائط پائی گئیں کہ اب راستے میں نماز پڑھنے کا وقت بھی سفر میں ہی گزارے گا تب حج کر سکے گا ورنہ نہیں تو حج اس پر فرض نہیں ہے۔ (فتاویٰ شامی)

حج ادا کرنے کی شرائط کیا کیا ہیں؟

ادائیگیٔ حج کی شرائط (کہ ان کے پائے جانے سے حج کو جانا ضروری ہو جاتا ہے اور اگر وہ تمام نہ پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری نہیں ہاں حج کی وصیت کر سکتا ہے یا کسی سے

کراسکتا ہے بشرطیکہ آخر عمر تک یہ شرائط مفقود رہیں) کل چار ہیں۔

1- راستہ پر امن ہونے کا غالب گمان ہو یعنی حج کو جانے کے وقت حالت پر امن ہوں اگر جانے سے پہلے بدامنی تھی تو اس کا لحاظ نہ کیا جائے گا۔ اگر وجوب کی تمام شرطیں پائی گئیں مگر بدامنی کے زمانے میں انتقال ہو گیا تو حج بدل کی وصیت ضروری ہے اور اگر امن قائم ہونے کے بعد انتقال ہوا تو بطریق اولیٰ وصیت واجب ہے۔ (درالمختار)

2- اگر تین دن یا زیادہ (سفر شرعی) کا فاصلہ ہو تو عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا بھی شرط ہے خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھی اور محرم سے مراد وہ رشتہ دار ہے جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہو خواہ نسب کی وجہ سے جیسے باپ' بیٹا' بھائی وغیرہ یا سسرالی رشتہ کی وجہ سے حرمت آئی ہو جیسے خسر' شوہر کا بیٹا جو دوسری عورت سے ہو اور محرم کا عاقل' بالغ اور غیر فاسق ہونا بھی شرط ہے لہٰذا عاقل بالغ نہ ہو بلکہ مجنون ہو تو اس کے ساتھ حج کو نہیں جاسکتی۔ مگر مراہق (قریب البلوغ عاقل و بالغ غیر فاسق) کے ساتھ جاسکتی ہے کیونکہ محرم کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے البتہ مجوسی جس کے عقیدے میں محارم سے نکاح جائز ہے اس کے ہمراہ سفر نہیں کرسکتی۔ اگر عورت بغیر محرم کے حج کو چلی گئی تو گناہ گار ہونے کے باوجود حج ہو گیا یعنی اس کا فرضی حج ادا ہو جائے گا (شامی) جس عورت کا نہ شوہر ہو اور نہ کوئی محرم وہ حج کرنا چاہے تو نکاح کرے ورنہ اس پہ حج فرض ہی نہیں (جوہرہ)

3- عورت کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ حج کو جاتے وقت عدت میں نہ ہو چاہے عدت وفات کی ہو یا طلاق کی اور پھر طلاق چاہے رجعی ہو یا بائن۔

4- جو شخص کسی کے حق کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے قید میں ہے حالانکہ وہ حق ادا کرنے پر قادر ہے تو یہ عذر نہیں ہے اس کے علاوہ اگر بادشاہ نے حج پہ جانے سے روک دیا تو ایسا روکنا عذر ہو گا۔ لہٰذا چوتھی شرط قید میں نہ ہونا قرار پائی۔

حج صحیح ہونے کی شرائط نو ہیں

1- اسلام 2- احرام 3- حج کا وقت 4- حج کے مقامات پہ حج ہو گا یعنی طواف مسجد

حرام میں، وقوف عرفات میں وغیرہ جس کام کے لئے جو جگہ مقرر ہے۔ وہیں پہ کرے۔
5-تمیز یعنی ناسمجھ بچہ نہ ہو، 4-عقل (پاگل، مجنون نہ ہو)، 7-فرائض حج کو بجالائے جبکہ معذور نہ ہو، 8-احرام کے بعد اور وقوف عرفہ سے پہلے جماع نہ کیا ہو۔ 9-احرام باندھنے کے سال ہی حج کرے، یعنی اگر احرام باندھنے کے سال حج فوت ہوگیا تو عمرہ کرکے احرام کھول دے اور اگلے سال نیا احرام باندھ کر حج کرے۔ اگر احرام باندھے رکھا اور اس احرام کے ساتھ اگلے سال حج کیا تو حج ادا نہ ہوا۔

فرضی حج کی ادائیگی کی شرائط

حج فرض ادا ہونے کی بھی مندرجہ ذیل نو شرائط ہیں۔

1-اسلام، 2-مرتے دم تک اسلام پہ قائم رہنا، 3-عاقل ہونا، 4-بالغ ہونا، 5-آزاد ہونا، 6-قدرت ہو تو حج خود ادا کرنا، 7-فرض کی نیت سے حج ادا کرنا، 8-اپنی طرف سے حج کرنے کی نیت کرنا، 9-حج کو فاسد نہ کرنا۔

حج کے فرائض

حج میں یہ چیزیں فرض ہیں۔

1- احرام کہ یہ شرط ہے۔
2- وقوف، عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک کسی وقت عرفات میں ٹھہرنا۔
3- طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے پچھلی دونوں چیزیں یعنی وقوف وطواف رکن ہیں۔
4- نیت 5-یعنی پہلے احرام باندھنا پھر وقوف پھر طواف
6- ہر فرض کا اپنے وقت پہ ہونا یعنی وقوف اس وقت ہونا جو مذکور ہوا اس کے بعد طواف اس کا وقت وقوف کے بعد سے آخر عمر تک ہے۔ مکان یعنی وقوف زمین عرفات میں ہونا سوا بطن عرفہ کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

حج کے واجبات

حج کے واجبات یہ ہیں۔

1- میقات سے احرام باندھنا یعنی میقات سے بغیر احرام نہ گزرنا اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔

2- صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا اس کو سعی کہتے ہیں۔

3- سعی کو صفا سے شروع کرنا اور اگر مروہ سے شروع کی تو پہلا پھیرا شمار نہ کیا جائے اس کا اعادہ کرے۔

4- اگر عذر نہ ہوتو پیدل سعی کرنا' سعی کا طواف معتدبہ کے بعد یعنی کم سے کم چار پھیروں کے بعد ہونا۔

5- دن میں وقوف کیا تو اتنی دیر تک وقوف کرے کہ آفتاب ڈوب جائے۔ خواہ آفتاب ڈھلتے ہی شروع کیا ہو یا بعد میں غرض غروب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات میں وقوف کیا تو اس کے لیے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں مگر وہ اس واجب کا تارک ہوا کہ دن میں غروب تک وقوف کرتا۔

6- وقوف میں رات کا کچھ جز آجانا۔

7- عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا یعنی جب تک امام وہاں سے نہ نکلے یہ بھی نہ چلے ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اسے امام کے پہلے چلے جانا جائز ہے اور اگر بھیڑ وغیرہ کسی ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد ٹھہر گیا ساتھ نہ گیا جب بھی جائز ہے۔

8- مزدلفہ میں ٹھہرنا'

9- مغرب وعشاء کی نماز کا وقت عشاء میں مزدلفہ میں آکر پڑھنا۔

10- تینوں جمروں پر دسویں گیارھویں' بارھویں تینوں دن کنکریاں مارنا یعنی دسویں کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارھویں بارھویں کو تینوں پر رمی کرنا۔

11- جمرہ عقبہ کی رمی پہلے دن حلق سے پہلے ہونا'

12- ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا۔

13- سر منڈانا یا بال کتروانا۔

14- حلق وقصر ایام میں ہونا۔

15- یہ کام حرم شریف میں ہونا اگرچہ منی میں نہ ہو۔

16- قرآن وتمتع والے کو قربانی کرنا۔

17- اس قربانی کا حرم اور ایام نحر میں ہونا۔

18- طواف افاضہ کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہونا عرفات سے واپسی کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے اس کا نام طواف افاضہ ہے اور اسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔ طواف زیارت کے اکثر حصہ سے جتنا زاید ہے یعنی تین پھیرے ایام نحر کے غیر میں بھی ہو سکتا ہے۔

19- طواف حطیم کے باہر سے ہونا۔

20- داہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظمہ طواف کرنے والے کی بائیں جانب ہو۔

21- عذر نہ ہو تو پاؤں سے چل کر طواف کرنا یہاں تک کہ اگر گھسٹتے ہوئے طواف کرنے کی منت مانی جب بھی طواف میں پاؤں سے چلنا لازم ہے اور طواف نفل اگر گھسٹتے ہوئے شروع کیا تو ہو جائے گا مگر افضل یہ ہے کہ چل کر کرے۔

22- طواف کرنے میں نجاست حکمیہ سے پاک ہونا یعنی جنبی و بے وضو ہو اور اس حالت طواف کیا تو اعادہ کرے۔

23- طواف کرتے وقت ستر چھپا ہونا یعنی اگر ایک عضو کی چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ کھلا رہا تو دم واجب ہوگا اور چند جگہ سے کھلا رہا تو جمع کریں گے غرض نماز میں ستر کھلنے سے جہاں نماز فاسد ہوتی ہے یہاں دم واجب ہوگا۔

24- طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا نہ پڑھی تو دم واجب نہیں۔

25- کنکریاں پھینکنے اور ذبح اور سر منڈانے اور طواف میں ترتیب یعنی پہلے کنکریاں پھینکنے

پھر غیر مفرد قربانی کرے پھر سر منڈائے پھر طواف کرے۔

26- طواف صدر یعنی میقات سے باہر کے رہنے والوں کے لئے رخصت کا طواف کرنا' اگر حج کرنے والی حیض یا نفاس سے ہے اور طہارت سے پہلے قافلہ روانہ ہو جائے گا تو اس پر طواف رخصت نہیں۔

27- وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے تک جماع نہ ہونا۔

28- احرام کے ممنوعات مثلاً سلا کپڑا پہننے اور مونہہ یا سر چھپانے سے بچنا۔

یاد رہے! واجب کے ترک سے دم لازم آتا ہے خواہ قصداً ترک کیا ہو یا سہواً خطا کے طور پر ہو یا نسیان کے طور پر وہ شخص اس کا واجب ہونا جانتا ہو یا نہیں ہاں اگر قصداً کرے اور جانتا بھی ہے تو گنہگار بھی ہے مگر واجب کے ترک سے حج باطل نہ ہوگا البتہ بعض واجب کا اس حکم سے استثناء ہے کہ ترک پر دم لازم نہیں مثلاً طواف کے بعد کی دونوں رکعتیں یا کسی عذر کی وجہ سے سر نہ منڈانا یا مغرب کی نماز کا عشاء تک موخر نہ کرنا یا کسی واجب کا ترک ایسے عذر سے ہو جس کو شرع نے معتبر رکھا ہو یعنی وہاں اجازت دی ہو اور کفارہ ساقط کر دیا ہو۔

حج کی سنتیں

1- طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا مکہ معظمہ میں حاضر ہو کر سب سے پہلا جو طواف کرے اسے طواف قدوم کہتے ہیں۔ طواف قدوم مفرد اور قارن کے لئے سنت ہے متمتع کے لئے نہیں۔

2- طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا۔

3- طواف قدوم یا طواف فرض میں رمل کرنا۔

4- صفا و مروہ کے درمیان "میلین اخضرین" کے درمیان دوڑنا۔

5- امام کا مکہ میں ساتویں کو۔

6- اور عرفات میں نویں کو۔

7- اور منیٰ میں گیارہویں کو خطبہ پڑھنا۔

8- آٹھویں کی فجر کے بعد مکہ سے روانہ ہونا کہ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں۔

9- نویں رات منیٰ میں گزارنا۔

10- آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہونا۔

11- وقوف عرفہ کے لئے غسل کرنا۔

12- عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات کو رہنا۔

13- آفتاب نکلنے سے پہلے یہاں سے منیٰ کو چلا جانا۔

14- دس اور گیارہ کے بعد جو دونوں راتیں ہیں ان کو منیٰ میں گزارنا اور اگر تیرہویں کو بھی منیٰ میں رہا تو بارہویں کے بعد کی رات کو بھی منیٰ میں رہے۔

15- ابطح یعنی وادی محصب میں اترنا اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ہو اور ان کے علاوہ اور بھی سنتیں ہیں۔ کچھ الفاظ ایسے آپ نے پڑھے ہیں جن کے معانی عام لوگوں کو معلوم نہیں ہوتے اس لیے بہتر ہے کہ ان اصطلاحی الفاظ کے معانی بتا دیے جائیں۔

اصطلاحاتِ حج

قران: قرآن کے معنی ہیں دو چیزوں کو یکجا کرنا' اصطلاحِ شریعت میں قران سے مراد حج اور عمرے کی نیت کر کے احرام کا باندھنا اور حج و عمرہ کے مناسک ادا کرنا ہے۔

تمتع: تمتع کے معنی ہیں فائدہ حاصل کرنا۔ یعنی تمتع کرنے والا عمرہ اور حج کے احرام کے درمیان ان چیزوں سے فائدہ حاصل کرسکتا ہے جو کہ احرام کی وجہ سے منع ہیں۔

مفرد: جس نے محض حج کی نیت کی ہو۔

قارن: جس نے عمرہ و حج کی نیت سے احرام باندھا ہو۔

متمتع: جس نے تمتع کی نیت کی ہو۔

میقات: مکہ معظمہ کے گرد وہ مقامات جہاں سے حاجی احرام باندھ کر ہی آگے بڑھ سکتے ہیں۔

جمع بین الصلوتین: دو نمازوں کو یکجا کرنا' میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازوں کو یکجا کرنا سنت ہے اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کرنا واجب ہے۔

جبل رحمت: میدان عرفات کا پہاڑ جس پر چڑھ کر امام عید کا خطبہ دیتا ہے۔

ضب: مسجد خیف سے متصل ایک پہاڑی جہاں سے عرفات کو جاتے ہوئے حاجی گزرتے ہیں۔

مسجد نمرہ: یہاں 9 ذی الحجہ کو ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔ ان نمازوں کے لئے یہ شرائط ہیں' 1- عرفات میں ہو یا اس کے نزدیک' 2- 9 ذی الحجہ کی تاریخ ہو' 3- جماعت ہو' 4- امام وقت یا اس کا نائب موجود ہو' 5- دونوں نمازوں میں احرام حج کا ہو' 6- عصر سے پہلے ظہر کی نماز پڑھی جائے' 7- اگر امام مقیم ہو تو چار رکعت پوری پڑھے اور مسافر ہو تو دو رکعت پڑھے۔ حنفیوں کے نزدیک ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی جو باوجود مقیم ہونے کے قصر کرے۔

مسجد صخرہ: مسجد صخرہ رسول کریم ﷺ کے وقوف کی جگہ ہے۔ (اس جگہ قیام کرنا بہتر ہے۔ اگر یہاں جگہ نہ ملے تو میدان عرفات میں جہاں جگہ مل جائے' ٹھہر جائے۔ البتہ بطن عرفہ اور مسجد عرفات کے مغرب کی وادی میں قیام جائز نہیں)۔

- منیٰ: مکہ معظمہ سے مشرق کی طرف ایک مقام ہے' جہاں رمی جمار اور قربانی کی جاتی ہے۔

صفا و مروہ: مسجد الحرام سے مشرق کی جانب وہ جگہ جہاں حاجی سعی کرتے ہیں۔

میلین اخضرین: صفا اور مروہ کے درمیان وہ سبز ستون جن کے درمیان حاجی کو عام رفتار سے تیز چلنا ہوتا ہے جو دوڑنے کے قریب قریب ہو۔ اس جگہ کو سعی یعنی دوڑ کا مقام کہتے ہیں۔

استلام: حجر اسود کو بوسہ دینا یعنی ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھ کر اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھ کر آرام سے بوسہ دینا اس طرح کہ آواز پیدا نہ ہو۔

حجر اسود: وہ سیاہ پتھر ہے جو خانہ کعبہ کے جنوب مشرقی کونے میں لگا ہوا ہے۔

رکن یمانی: خانہ کعبہ کا جنوب مغربی کونا' یہاں بھی استلام کرنا مستحب ہے۔ یہاں صرف دایاں ہاتھ یا دونوں ہاتھ رکن یمانی پر لگانے چاہئیں۔

شوط: خانہ کعبہ کے گرد پھیرا لگانا شوط کہلاتا ہے یعنی حجر اسود سے پھیرا شروع کر کے پھر جب حجر اسود تک آیا تو یہ ایک شوط ہوگا۔

مقام ابراہیم: خانہ کعبہ کے مشرق کی طرف ایک پتھر رکھا ہوا ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نورانی قدموں کے مبارک نشانات ہیں اسے مقام ابراہیم کہا جاتا ہے۔

حطیم: بیت اللہ شریف کی شمالی دیوار کے متصل ایک گول دیوار میں گھرا ہوا احاطہ حطیم کہلاتا ہے۔ طواف میں حطیم کو اندر لینا چاہیے۔

آفاقی: وہ مسلمان جو حج کی نیت سے حدود میقات سے باہر سے آیا ہو' وہ آفاقی کہلاتا ہے۔

اہل حل: وہ لوگ جو میقات کی حدود کے اندر اور حدودِ حرم سے باہر رہتے ہیں' ان کو اہل حل کہتے ہیں۔ انہیں اپنے مقام ہی سے احرام باندھنا ہوگا۔

اہل حرم: مکہ مکرمہ اور حرم شریف میں بسنے والوں کو اہل حرم کہتے ہیں۔ اہل مکہ مکرمہ کے لئے احرام باندھنے کے لئے حرم کی ساری زمین میقات ہے۔

مسجد حرام: وبیت اللہ الحرام گول وسیع احاطہ جس کے کنارے نہایت وسیع ہیں' درمیان میں مطاف (طواف کرنے کی جگہ) دائرہ ہے۔ جس میں سنگِ مرمر بچھا ہے اور اس دائرے کے عین درمیان کعبہ معظمہ ہے' اس کے مشرق کی طرف قدیم دروازہ ہے جس کا نام باب السلام ہے۔

رمی جمار: مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان تین مقامات ہیں' جن کو جمرۃ الاولیٰ' جمرۃ الوسطیٰ اور جمرۃ العقبہ کہا جاتا ہے۔ ان کو کنکریاں مارنا رمی جمار کہلاتا ہے۔

قربانی: رمی کے بعد حاجی منیٰ میں جو جانور ذبح کرتے ہیں۔

مقام مدعٰی: مکہ مکرمہ میں مسجد حرام اور قبرستان کے مابین ایک مقام' جس کو مقامی مدعی کہتے ہیں۔

ہدی: وہ جانور جو ذبح کرنے کے لئے ثواب وعبادت کی نیت سے حاجی ساتھ لے جاتے ہیں۔

حلال: جائز۔

حلق: سر منڈوانا۔

قصر: بال ترشوانا۔

حل: حدود حرم سے باہر کی جگہ۔

بُدنہ: قربانی کا اونٹ یا گائے۔

تقلید: قربانی کے جانور کے گلے میں پٹہ یا قلادہ باندھنا۔

تلبید: سر یا ڈاڑھی کے بالوں میں گوند یا خطمی لگا لینا' تا کہ ایام حج میں کوئی بال گرنے نہ پائے۔

منحر: منیٰ میں قربانی کرنے کی جگہ۔

نسک: ایک بکری کی قربانی۔

فرق: سولہ پونڈ کے برابر یعنی تقریباً آٹھ سیر۔

رفث: جماع کرنا' بے ہودہ باتیں کرنا۔

محرم: احرام باندھنے والا۔

نحر: قربانی (خاص طریقے سے اونٹ کی قربانی کرنا)

وقوف: اس کے معنی ہیں ٹھہرنا' اصطلاح شریعت میں عرفات' مزدلفہ اور منیٰ میں حاجیوں کا ہدایات کے مطابق قیام کرنا۔

کعبہ معظمہ کے چار رکن (گوشے' کونے) ہیں۔

1- رکن اسود' جنوب و مشرق کے گوشے کو کہتے ہیں جس میں حجر اسود نصب ہے۔

2- رکن عراقی' مشرق و شمال کا گوشہ (ان دو کے درمیان شرقی دیوار میں زمین سے بہت بلند دروازۂ کعبہ ہے اور اس مشرقی دیوار کا وہ ٹکڑا جو رکن اسود سے دروازۂ کعبہ تک ہے' ملتزم کہلاتا ہے)

3- رکن شامی' کا گوشہ یعنی حطیم اور میزابِ رحمت سے اگلا کونہ (میزابِ رحمت سونے کا وہ پرنالہ ہے جو رکن عراقی و شامی کے درمیان کعبہ کی شمالی دیوار پر بیت اللہ شریف کی

چھت میں نصب) ہے۔

4- خانہ کعبہ کا جنوب مغربی کونہ یعنی پچھم اور دکھن کے گوشہ میں

مستجار و مستجاب

رکن یمانی و شامی کی درمیانی غربی دیوار کے ملتزم کے مقابل والے ٹکڑے کو مستجار اور رکن یمانی و حجر اسود کے درمیان والی جنوبی دیوار کو مستجاب کہا جاتا ہے۔

عمرہ کا معنیٰ

عمرہ عمر سے ہے بمعنی زندگی چونکہ یہ عبادت زندگی میں ہر وقت کی جاسکتی ہے اس وجہ سے اس کو عمرہ کہا گیا' یہ بھی ہوسکتا ہے عمرہ (از عمران) بمعنی آبادی ہو کہ اس عبادت سے بیت اللہ ہمہ وقت آباد رہتا ہے' قرآن پاک میں سورۂ بقرہ کی آیت 158' 196 میں تین بار عمرہ و حج کا اکٹھا ذکر فرمایا گیا جن میں سے ایک مقام یہ ہے واتموا الحج و العمرۃ للہ' حج اور عمرہ اللہ (کی رضا) کے لئے پورا کرو۔ عمرہ اور حج میں کئی اعتبارات سے فرق ہے۔

حج و عمرہ کا فرق:

1- عمرے کا احرام سب کے لئے حل سے ہے۔ البتہ اگر آفاقی باہر سے بہ ارادہ حج آئے تو اسے اپنے میقات سے احرام باندھنا ہوگا۔ اہل مکہ کو حج کا احرام' حرم پاک سے باندھنے کا حکم ہے' 2- حج فرض ہے عمرہ فرض نہیں' 3- حج ایک مقرر وقت پر ہوتا ہے۔ عمرہ سال بھر ہوسکتا ہے۔ البتہ 9 ذی الحجہ سے 13 ذی الحجہ تک مکروہ ہے' 4 عمرہ میں وقوف عرفات' وقوف مزدلفہ' جمع بین الصلوٰتین اور خطبہ نہیں۔ طواف قدوم اور طواف وداع بھی نہیں یہ تمام اعمال حج میں ہیں' 5- عمرہ میں طواف شروع کرتے وقت تلبیہ پڑھنا بند ہو جاتا ہے اور حج میں جمرۃ العقبہ کی رمی شروع کرتے وقت بند ہوتا ہے' 6- اگر عمرہ فاسد کرے یا حالت جنابت میں طواف کرے تو خیرات کے طور پر ایک بکری ذبح کرنا کافی ہے لیکن حج میں نہیں۔

عمرہ کے تین فرائض ہیں

1- عمرہ کی نیت سے میقات کے باہر سے احرام باندھنا

2- تلبیہ کہنا

3- طواف کرنا

عمرہ کے دو واجبات ہیں

1- سعی کرنا (صفا و مروہ کے درمیان)

2- سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا۔

یاد رہے، عمرہ کا آغاز دو رکعت نفل برائے عمرہ کا سلام پھیرتے ہی ہو جاتا ہے لہٰذا اس وقت ہی مرد حضرات سر کھول دیں اور زبانی یا دل سے یہ نیت کر لیں۔

اللّٰھم انی ارید العمرۃ فیسر ھالی و تقبلھا منی و اعنی علیھا وبارک لی فیھا نویت العمرۃ واحرمت بھاللّٰہ تعالیٰ۔

(اے اللہ! میں نے عمرہ کی نیت کی تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور اس کو میری طرف سے قبول فرما لے اور اس کی ادائیگی کے سلسلہ میں میری مدد فرما اور اس کو میرے لیے بابرکت بنا اور میں نے اس عمرہ کا احرام تیری رضا کی خاطر ہی باندھا ہے)۔

مسائل احرام و تلبیہ

احرام کے معنی ہیں ''کسی چیز کو حرام کرنا''۔ جب کوئی مسلمان ''میقات'' سے یا اس سے پہلے حج و عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھتا ہے تو اس پر چند حلال چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اس لیے اس کو مجازاً احرام کہتے ہیں اور عام طور پر ان چادروں کو بھی احرام کہا جاتا ہے جن کو حاجی یا معتمر حضرات احرام کی حالت میں استعمال کرتے ہیں۔ احرام باندھنے والے کو محرم کہتے ہیں۔

مردوں کے لئے حکم ہے کہ ''سفید رنگ کی دو عدد چادریں یا تولیے بغیر سلائی کے کورا لٹھا' سوتی کپڑے یا پاپلین سے بنائی جاتی ہیں جو پونے تین گز یا اڑھائی گز لمبائی اور سوا گز

چوڑائی کی ہوتی ہیں۔ استعمال سے پہلے دھو لینا چاہیے۔ ایک تہہ بند کے طور پر استعمال کرنے کے لئے اور دوسری اوپر لینے کے لئے جو حضرات تہہ بند باندھنے کے عادی نہ ہوں وہ چمڑے یا ریکسین کی پیٹی چادر کو باندھنے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں تاکہ چادر کھل نہ جائے۔ یہ پیٹی کرنسی اور دیگر کاغذات رکھنے کے بھی کام آتی ہے۔"

اور عورتوں کا اپنا سلا ہوا لباس ہی احرام ہے۔ البتہ بالوں کو سمیٹنے کے لئے سفید یا سبز رومال، دوپٹہ یا چادر ضرور استعمال کریں تاکہ سر کا کوئی حصہ ننگا نہ ہو جائے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی احتیاط رہے کہ چہرے کو کپڑا نہیں لگنا چاہیے مگر نامحرم مردوں سے شرعی پردہ رکھیں اس کے لئے جو مناسب تدبیر چاہیں اختیار کریں۔ "عورتیں احرام کی حالت میں زیور، کالا کپڑا اور موزے (وغیرہ) پہن سکتی ہیں"۔ (بخاری جلد 1 ص 209)

احرام کی 16 جائز باتیں

1- انگرکھا کرتہ جبہ اوپر سے اس طرح ڈال لینا کہ سر اور منہ نہ چھپے۔
2- پیٹی باندھنا،
3- بغیر میل چھڑائے نہانا،
4- پانی میں غوطہ لگانا،
5- کپڑے دھونا،
6- مسواک کرنا،
7- کسی چیز کے سائے میں بیٹھنا، چھتری لگانا،
8- چار ماشے کی نگ والی انگوٹھی پہننا،
9- ٹوٹے ہوئے ناخن کو جدا کرنا،
10- سر یا بدن پر اس طرح کھجلی کرنا کہ کوئی بال نہ ٹوٹے،
11- احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی ہو اس کا لگا رہنا،
12- سر یا ناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا،
13- کان کپڑے سے چھپانا،

14- ٹھوڑی کے نیچے داڑھی پر کپڑا آنا'

15- آئینہ دیکھنا۔

(ان مسائل میں مرد وعورت برابر ہیں)

16- احرام کی حالت میں اپنے سر یا بدن یا اپنے بدن کے کپڑے سے جوں مارنا یا جدا کر کے پھینک دینا منع ہے لیکن موذی جانور کا مارنا جائز ہے مثلاً سانپ' بچھو' کھٹمل' پسو' بھڑ وغیرہ۔

احرام کی حالت میں 14 حرام وممنوع کام:

1- مردوں کو سلا ہوا کپڑا پہننا'

2- سر یا منہ کو کسی کپڑے سے ڈھانپنا'

3- بدن یا کپڑوں کو خوشبو لگانا'

4- کوئی خوشبودار چیز کھانا جیسے زعفران' لونگ' الائچی' خوشبو والا پان وغیرہ'

5- خوشبودار چیز اپنے پاس رکھنا' صابن استعمال کرنا'

6- بالوں یا بدن وغیرہ کو تیل لگانا'

7- وسمہ یا مہندی وغیرہ کا خضاب لگانا'

8- اپنا یا دوسرے کا ناخن کاٹنا' بدن کے کسی حصے کے بال کاٹنا یا اکھاڑنا'

9- شکار کرنا یا شکاری کی مدد کرنا'

10- ٹڈی مارنا' اپنے جسم یا کپڑے کی جوئیں مارنا' جوئیں مارنے کی غرض سے سر یا داڑھی کو کسی دوائی یا خوشبودار صابن سے دھونا۔

11- بیوی سے جماع اور بوس وکنار کرنا' جماع وشہوت والی باتیں کرنا بھی ممنوع ہیں'

12- کسی سے دنیوی جھگڑا کرنا'

13- بستہ یا کپڑے کی بقچی یا گٹھڑی سر پر رکھنا' عمامہ باندھنا' مرد کے لئے دستانے' جرابیں یا موزے پہننا'

14- کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو۔

احرام کے 14 مکروہات

1- بدن کی میل چھڑانا'

2- بال یا بدن صابن وغیرہ یا خوشبو کی چیز سے دھونا'

3- کنگھی کرنا'

4- سر کے بال اس طرح کھجلانا کہ جوں کے گرنے کا اندیشہ ہو'

5- خوشبو کی دھونی دیا ہوا کپڑا کہ ابھی خوشبو دے رہا ہو پہننا اور اوڑھنا'

6- قصداً خوشبو رکھنا' اگر چہ خوشبودار پھل یا پتہ ہو' جیسے لیموں' نارنگی پودینہ' عطردانہ'

7- عطر فروش کی دکان پر اس غرض سے بیٹھنا کہ دماغ معطر ہوگا'

8- غلاف کعبہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا منہ سے لگے'

9- ناک وغیرہ یا منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا'

10- بے سلا کپڑا رفو کیا یا پیوند لگا پہننا'

11- تکیہ پر سر رکھ کر اوندھا لیٹنا'

12- چادر اوڑھ کر اس کے آنچلوں کو گرہ دے دینا'

13- تہبند کے دونوں کناروں کو گرہ دینا'

14- احرام کی حالت میں پھولوں کا ہار ڈالنا'

(جو باتیں احرام میں ناجائز ہیں وہ اگر کسی عذر سے یا بھول کر ہوں تو گناہ نہیں مگر جو جرمانہ مقرر ہے وہ دینا آئے گا' اگر چہ بے مقصد ہوں یا سہواً یا جبراً یا سوتے میں۔)

بعض ضروری مسائل

☆ احرام کی حالت میں اگر احتلام ہو جائے تو اس سے احرام میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کپڑا اور جسم دھو کر غسل کرے۔ اگر چادر بدلنے کی ضرورت ہو تو دوسری چادر استعمال کرے۔

☆ احرام کی حالت میں جوتا یا سلیپر اتنا بڑا ہے کہ قدم کے بیچ کی اٹھی ہوئی ہڈی کو ڈھانپ

لیتا ہے تو اس کا پہننا جائز ہے۔

☆ ایسا جوتا پہننا جو بیچ قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کو ڈھانپ لے وہ ایک دن ایک رات پہننے سے دم واجب ہو جائے گا اس سے کم عرصہ میں صدقہ یعنی دو کلو گیہوں اور اگر ایک گھنٹہ سے کم پہنا تو ایک مٹھی گندم صدقہ کرے۔

خصوصی توجہ! باوثوق ذرائع اور تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ بعض ہوائی جہاز والے عازمین حج کو ہاتھ منہ پونچھ کر تروتازہ ہونے کے لئے خوشبودار ٹشو پیپر (رومال) دیتے ہیں اور لوگ لاعلمی میں اس سے ہاتھ منہ پونچھ لیتے ہیں۔ خیال رہے کہ احرام کی حالت میں اس طرح کے خوشبودار کپڑے اور پیپر سے پورا منہ یا ہاتھ پونچھا جائے تو دم لازم ہو جائے گا۔

☆ ہر نئے حالات پیش آنے پر تلبیہ کہنا مستحب ہے۔ مثلاً جب سوار ہو' سواری سے اترے' سواری کا رخ موڑے' اونچی جگہ پر چڑھے' اونچی جگہ سے اترے' نشیب میں آئے۔ فجر طلوع ہو' سوتے ہوئے آنکھ کھلے اسی طرح فرض ونوافل نمازوں کے بعد' کسی سے ملاقات کے وقت۔ ان تمام مواقع پر تلبیہ کہنا چاہیے' جتنا زیادہ کہے افضل ہے۔

☆ بلندی پر چڑھتے وقت تلبیہ کے ساتھ تکبیر (اللہ اکبر) ملانا مستحب ہے۔ نشیبی جگہ پر اترتے وقت تلبیہ کے ساتھ تسبیح (سبحان اللہ) ملانا مستحب ہے۔

☆ احرام باندھنے سے پہلے غسل کرتے ہوئے خوشبودار صابن استعمال کر سکتے ہیں۔ سر کو خوشبودار تیل لگا سکتے ہیں' لیکن خوشبو ایسی ہرگز نہ ہو جس کا وجود مشک اور کستوری کی طرح باقی رہتا ہو۔

☆ احرام کی کوئی چادر اگر ناپاک ہو جائے تو وہ بدلی جا سکتی ہے۔ ان چادروں کو اتار کر بدلنے سے آدمی احرام سے باہر نہیں آتا۔

☆ احرام باندھنے سے قبل حجامت بنوانا' مونچھیں پست کروانا' ناخن کٹوانا' غیر ضروری بال صاف کرنا اور صابن خوب مل کر نہانا چاہیے۔

☆ اگر چند آدمی ساتھ ہوں تو کوئی ایک دوسرے کے تلبیہ پر تلبیہ نہ کہے۔ اس سے دل

منتشر اور پریشان ہو جاتے ہیں۔ ہر شخص اپنے طور پر تلبیہ پڑھے یعنی جماعتی طور پر کسی دوسرے شخص کی آواز پر آواز ملائے بغیر ہر شخص اکیلا اپنی آواز سے تلبیہ کہے کہ سنت یہی ہے لیکن یہ رواج ہو گیا ہے کہ ایک آدمی تلبیہ کہتا ہے اور بہت سارے لوگ اس کی تکرار کرتے ہیں چونکہ مسلم اُمہ کی اکثریت اس میں مبتلا ہے اس پر نکیر اور تکرار نہ کیا جائے' فساد کا اندیشہ ہے لہٰذا کسی پر نکتہ چینی نہ کی جائے۔

(احرام کی نیت کے بعد احرام کھلنے تک سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا منع ہے۔ بعض لوگ حالت احرام کی نمازوں کو ننگے سر نماز پڑھنے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ ان بے چاروں کو علم نہیں کہ یہ صرف احرام کی حالت کے لئے ہے نہ کہ نماز کے لئے)

☆ اس بات کا خاص طور پر خیال رہے کہ نیت اور تلبیہ کے بغیر احرام نہیں ہوتا۔

☆ تلبیہ پڑھنے کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھیں اور دُعا کریں۔

کیونکہ حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ اپنے باپ (حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب تلبیہ سے فارغ ہوتے تو (تعلیم امت کے لئے)

سال اللّٰہ رضوانه والجنة واستعفاه برحمته من النار "اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کی رضا اور جنت مانگتے اور اس کی رحمت کے وسیلہ سے آگ سے پناہ مانگتے"۔ دعائیہ کلمات کے طور پر اس طرح پڑھ سکتے ہیں۔ اللّٰھم انی اسئلك رضاك والجنة واعوذبك من غضبك والنار "اے اللہ (جل جلالک) میں تجھ سے تیری رضا مندی اور جنت مانگتا ہوں اور تیری ناراضگی سے اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں"۔ مستحب ہے کہ درود شریف اور دعا کو آہستہ پڑھا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ تلبیہ کے الفاظ ادا فرمانے کے بعد آہستہ آواز سے دعا فرماتے تھے۔ اسی لیے علماء فرماتے ہیں حج وعمرہ کرنے والے خوش نصیب حضرات تلبیہ کہہ کر آہستہ آواز سے درود شریف پڑھیں پھر دعائیں کریں اور ہر بار تین مرتبہ تلبیہ کہیں اور مسلسل کہیں۔ درمیان میں کوئی دنیاوی بات نہ ہو۔ بلکہ تلبیہ کہنے والوں

کوسلام بھی نہ کہیں کہ یہ مکروہ ہے۔ (مرآۃ جلد 4 ص 107)

☆ اگر کسی نے تلبیہ کہنے والے کوسلام کیا تو تلبیہ کہنے کے بعد جواب دے۔

☆ گونگا شخص منہ سے تلبیہ نہیں کہہ سکتا اس لیے اسے چاہیے تلبیہ کے الفاظ دل میں پڑھے اور ہونٹوں کو جنبش دے بایں انداز کہ تلبیہ پڑھ رہا ہے۔

☆ احرام کے لئے نیت شرط ہے۔ اگر بغیر نیت لبیک کہا احرام نہ ہوا۔ یونہی تنہا نیت بھی کافی نہیں جب تک لبیک نہ کہے۔

☆ احرام باندھنے سے پہلے مسواک کریں اور وضو کریں اور اگر نہا نہ سکیں تو وضو ہی کافی ہے لیکن غسل کر لینا سنت ہے۔

☆ بچے بھی نہائیں اور سبھی مرد و عورت اور بچے با طہارت احرام باندھیں۔

☆ مرد چاہیں تو سر منڈوالیں اس طرح احرام کی حالت میں بالوں کی حفاظت سے نجات ملے گی۔

☆ بچہ کی طرف سے احرام باندھا تو اس کے سلے ہوئے کپڑے اتار لینے چاہیے۔ چادر اور تہبند باندھیں اور ان تمام باتوں سے بچائیں جو محرم کے لئے ناجائز ہیں۔

☆ مرد سلے کپڑے اور موزے اتار دیں۔

☆ احرام کی حالت میں اپنا یا کسی دوسرے کا ہاتھ کپڑے کے بغیر اپنے سر یا ناک پر رکھنا' اپنے سر پر دیگ' لگن' چارپائی یا خوانچہ وغیرہ اٹھانا جائز ہے۔

☆ احرام کی حالت میں خوشبودار منجن' ٹوتھ پیسٹ اور پاؤڈر استعمال نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے کامل حاجی وہ ہے جس کے بال بکھرے ہوں اور بدن اور کپڑے میلے ہوں۔

☆ احرام کی حالت میں خوشبودار صابن کے ایک بار استعمال سے صدقہ اور بار بار استعمال سے دم واجب ہو جاتا ہے۔

☆ احرام کی حالت میں کپڑے وغیرہ سے منہ پونچھنا جائز نہیں ہے کہ چہرے کو کپڑا لگتا ہے ہاتھ سے چہرہ پونچھنا جائز ہے۔

☆ مرد کو سر اور چہرہ کے علاوہ اور عورت کو صرف چہرہ کے علاوہ جسم کے باقی اعضاء کو کپڑے سے پونچھنا جائز ہے۔

☆ حالت احرام میں صرف خشکی کے جانور کا شکار کرنا منع ہے لیکن مرغی' بکری' گائے اور اونٹ وغیرہ حالت احرام میں حرم اور غیر حرم میں ذبح بھی کیے جا سکتے ہیں اور ان کا گوشت بھی کھایا جا سکتا ہے۔

ایک بڑا ضروری اور اہم فتویٰ

سوال: ایک شخص عازم بیت اللہ شریف ہے اور اس کو ایک عارضہ یہ ہے کہ قضائے حاجت کے بعد قطرات سرخ ایک گھنٹہ سے زائد برابر آیا کرتے ہیں۔ جب قطرات بند ہوں تب استنجا کر کے کپڑا پہنتا ہے تو ایسا شخص بغیر لنگوٹ نہیں رہ سکتا۔ احرام کیونکر باندھے۔ کیونکہ احرام کا کپڑا تو روز ناپاک ہوا کرے گا اور سبب پیری اور بیماری کے غسل سے بھی مجبور ہے تو کیا غسل کے بدلے میں صرف تیمم کر لے؟ موسم سرما میں چادر احرام کے علاوہ کوئی کمبل وغیرہ اوپر سے اوڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو سردی سے بچنے اور محفوظ رہنے کی کیا صورت ہے؟

جواب:- احرام میں لنگوٹ باندھنا مطلقاً جائز ہے جبکہ سلا ہوا نہ ہو کہ سلے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت ہے یا سر اور منہ چھپانے سے اور ان سلے لنگوٹ میں دونوں باتیں نہیں اور ایسی ضرورت شدیدہ کی حالت میں اگر لنگوٹ ناجائز بھی ہوتا تو اجازت دی جاتی ہے۔ ام المومنین (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے سفر حج میں اپنے حاملان محمل کریم (یعنی کجاوہ اٹھانے والوں) کو ایک ضرورت خاصہ کے سبب تہہ بند کے نیچے جانگیا پہننے کی اجازت دی۔ (کمافی صحیح البخاری)

کمبل یا بانات (ایک قسم کا اونی دبیز اور گرم کپڑا جو ہر رنگ کا ہوتا ہے) یا اونی چادر وغیرہ بے سلے کپڑے اگرچہ دو چار ہوں۔ اوڑھنے کی اجازت ہے۔ بلکہ سوتے وقت اوپر سے روئی کا انگرکھا (ایک قسم کی مردانہ پوشاک جو خاص برصغیر کی ایجاد ہے) چغہ لبادہ چہرہ چھوڑ کر بدن پر ڈال لینا یا نیچے بچھا لینا بھی ممنوع نہیں بلکہ بیداری میں بھی انہیں کندھوں پر

ڈال سکتا ہے۔ جبکہ آستین میں ہاتھ نہ ڈالے نہ بند باندھے اور نہ ہی اور کسی ذریعے سے بندش کرے۔ بایں ہمہ (یعنی ان سب باتوں کے باوجود) ضعیف کمزور کو ایک تدبیر اور ملحوظ رہے تو انسب (یعنی مناسب) ہے تمتع کرے کہ تہاج کرنے سے افضل بھی ہے اور احرام کی مدت بھی کم ہوگی یعنی محاذات "یلملم" سے کہ سمندر میں عدنان سے آگے آئے گی (اور آج کل پاکستان سے لوگ ہوائی جہاز کے ذریعے ہی جاتے ہیں تو ہوائی جہاز میں داخل ہونے سے پہلے ایئرپورٹ پر ہی عمرے کا احرام باندھے۔ مکہ مکرمہ پہنچتے ہی طواف وسعی سے عمرہ بجا لا کر احرام کھول دے اب بلا تکلف 8 ذی الحجہ تک بلا احرام مکہ مکرمہ میں قیام کرسکتا ہے جو چاہے پہنے' اوڑھے' سر پر عمامہ باندھے۔ 8 ذی الحجہ کو پھر حج کا احرام اوڑھے۔ منیٰ جائے' عرفات اور مزدلفہ سے پلٹ کر دسویں تاریخ جب پھر منیٰ آئے گا اور جمرہ عقبہ کی رمی کرکے قربانی جو اس پر بوجہ تمتع واجب تھی' بجا لائے۔ اس کے بعد سر منڈوائے یا بال کتروائے۔ احرام کھل گیا۔ (مگر حاجی کو اپنی بیوی اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کہ طواف زیارت نہ کرے) جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا (احرام کھلنے کے بعد) سب حلال ہوگیا تو یہ احرام پورے تین دن بھی نہ رہا۔ جنابت سے طہارت کے لئے تو آپ ہی تیمم کرے گا جبکہ نہانے پر قادر نہ ہو اور احرام کے وقت جو غسل مسنون ہے اس پر قدرت نہ ہو تو اس کے عوض تیمم مشروع نہیں کہ وہ غسل نظافت (یعنی پاکیزگی یا صفائی) کے لئے ہے نہ کہ طہارت کے لئے کہ طہارت تو حاصل ہے اور تیمم سے طہارت ہوتی ہے نہ کہ نظافت بلکہ بدن پر (مٹی کا) غبار لگنا خلاف نظافت ہے تو ایسا شخص اس غسل کے عوض کچھ نہ کرے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد 4 ص 666-667' سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

عورتوں کے لئے بیس مسائل

1 عورتیں احرام باندھنے سے قبل ناخن کاٹیں' غیر ضروری بال صاف کریں۔

2 حیض ونفاس کی حالت میں بھی احرام باندھنے کے لئے غسل کریں۔ اگر غسل نقصان کرے تو وضو کرکے قبلہ رو بیٹھ کر نیت کرکے تلبیہ پڑھیں۔ احرام کے لئے نماز نہ پڑھیں۔ احرام باندھنے کے بعد اگر عورت ایام سے ہو جائے تو احرام ختم نہیں ہوتا'

احرام قائم رہتا ہے۔ احرام سے اسی وقت نکلے گی جب سارے ارکان ادا کر کے مقرر حد تک بال کٹا لے۔

3 خواتین احرام کی حالت میں وضو کرتے وقت اپنے سر کے رومال کو سر سے پیچھے سرکا کر سر کے چوتھائی حصہ کو ننگا کر کے مسح کریں اگر رومال کے اوپر سے مسح کریں گی تو وضو نہ ہوگا۔

4 عورتیں غسل سے قبل نیل پالش اتار لیں۔

5 طواف کعبۃ اللہ کے لئے حیض ونفاس سے پاک ہونا اور باوضو ہونا واجب ہے۔

6 عورتیں زیب وزینت سے آراستہ ہو کر طواف نہ کریں۔

7 اگر عورتیں حجر اسود کو نہ چھو سکیں اور نہ ہی بوسہ دے سکیں تو اس صورت میں ان کا مردوں کے ساتھ مزاحمت کرنا جائز نہیں بلکہ ان کے لئے مناسب ہے کہ مردوں کے پیچھے طواف کرتی رہیں اس سے انشاء اللہ بھیڑ کی صورت میں قرب کعبۃ اللہ کی نسبت زیادہ اجر وثواب ملے گا۔

8 عورتوں کو رمل اور اضطباع کا حکم نہیں ہے۔

9 دوران سعی صفا و مروہ سبز روشنیوں اور ستونوں کے درمیان عورتوں کو دوڑنے کا حکم نہیں۔ انہیں عام معمول کی رفتار کے مطابق چلنے کا حکم ہے۔

10 اگر عورت طواف خانہ کعبہ کے بعد حائضہ ہو جاتی ہے تو بایں حالت سعی نہیں کر سکتی ہے۔

11 عدت والی عورت ایام عدت میں حج وعمرہ کے لئے نہ جائے کیونکہ اس حالت میں عمرہ کے لئے جانا حرام ہے۔

12 بغیر محرم یا شوہر کے عمرہ کے لئے جانا ناجائز اور گناہ ہے۔

13 بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ بغیر محرم کے چند عورتوں کے ساتھ مل کر حج یا عمرہ کے لئے جانا درست ہے ان کا یہ خیال غلط ہے۔ یہ ممانعت جوان اور بوڑھی ہر عورت کے لئے ہے۔

14 عورتیں احرام کے وقت سر پر کپڑا باندھ لیتی ہیں اور اس کو عورتوں کا احرام مشہور کر رکھا ہے یہ غلط ہے۔ اصل میں یہ سر کے بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے تاکہ سر کی اوڑھنی کے سرکنے سے بال نہ ٹوٹیں۔

15 پاکی کے غسل کے لئے سر سے رومال اتار کر غسل کریں اور بالوں کو پورے طور پر دھوئیں تاکہ جڑوں میں بھی پانی پہنچ جائے اور تمام بدن کو دھوئیں لیکن خوشبو والا صابن استعمال نہ کریں۔

16 طواف کے اختتام پر اگر مقام ابراہیم پر مردوں کی کثرت ہو تو دو رکعت واجب الطواف وہاں نہ پڑھے بلکہ مردوں کے ہجوم سے الگ حرم میں کسی دوسری جگہ پڑھے۔

17 اگر عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عورت حائضہ ہو جائے تو حائضہ عورت مکہ مکرمہ پہنچ کر اپنی رہائش گاہ میں قیام کرے۔ مسجد حرام میں نہ جائے۔ (ایسے ہی ان ایام کی حالت میں مسجد نبوی شریف یا کسی بھی مسجد میں نہ جائے) اس عرصہ میں تلبیہ' تکبیر' تہلیل اور تسبیحات پڑھتی رہے جب ایام سے فارغ ہو جائے تو غسل کرے اور باوضو حرم شریف جا کر عمرہ کے افعال ادا کرے۔

18 اگر طواف کے دوران حیض سے ہو جائے تو طواف بند کر دے اور مسجد سے باہر آ جائے اور چونکہ سعی طواف کے تابع ہے اس لیے سعی بھی نہ کرے۔

19 احرام کی حالت میں سر چھپانا' سر پر بستر یا بقچہ اٹھانا' غلاف کعبہ میں اس طرح داخل ہو جانا کہ وہ سر پر تو رہے مگر منہ پر نہ آئے' دستانے' موزے' سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے۔

20 حالت احرام میں شلوار اگر ناپاک ہو جائے تو دوسری شلوار پہن سکتی ہے۔

طواف اور اس کے احکام و مسائل

خانہ کعبہ کے گرد سات پھیرے کرنے کو طواف کہتے ہیں۔ ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں۔ طواف حجر اسود سے شروع کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے حاجی کو چاہیے کے حجر اسود کے

سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ اس کا داہنا کندھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے مقابل اور حجر اسود اس کے داہنی طرف رہے۔ اب طواف کی نیت کرے۔

طواف کتنی قسم کا ہوتا ہے:

طواف کی چار قسمیں ہیں:

1- طواف قدوم: ہر آفاقی کے لئے مسنون ہے' جو حج افراد یا حج۔ قرآن کی نیت سے مکہ معظمہ میں داخل ہو۔ جہاں تک ہو سکے جلد از جلد طواف قدوم کرے۔

2- طواف زیارت: یہ حج کا رکن ہے۔ اس کو طواف فرض' طواف حج اور طواف رکن بھی کہتے ہیں۔ 10 ذی الحجہ کی صبح صادق کے بعد سے 12 ذی الحجہ تک ہو سکتا ہے۔ لیکن 10 ذی الحجہ کو کرنا احسن ہے۔

3- طواف وداع یا طواف صدر: بیت اللہ شریف سے رخصت ہوتے وقت کا طواف' یہ طواف کرنا' آفاقی پر واجب ہے۔

4- طواف عمرہ: عمرہ میں فرض ہے۔ اس میں رمل اور اضطباع ہے اور پھر سعی۔

ان کے علاوہ طواف کی تین قسمیں اور بھی ہیں۔

1- طواف نذر: طواف نذر اس پر واجب ہے جس نے طواف کی نذر مانی ہو۔

2- طواف تحیہ: طواف تحیہ مسجد الحرام میں داخل ہونے کے لئے مستحب ہے۔ لیکن اگر کوئی اور طواف کرے تو اس طواف کا قائم مقام ٹھہرے گا۔

3- طواف نفلی: نفلی طواف ہر وقت ہو سکتا ہے۔

یاد رہے!

طواف کی نیت کرنا۔ مسجد حرام میں خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنا۔ یہ ہر طواف کے لئے شرط ہے۔

طواف حج کے لئے خاص وقت' طواف سے پہلے احرام باندھنا اور وقوف عرفہ کرنا ضروری ہے۔

واجبات طواف:

1- طہارت' حدث اکبر اور حدث اصغر سے پاک ہونا' باوضو ہونا۔

2- جسم کا جو جو حصہ چھپانا فرض ہے اس کو چھپانا۔

3- دائیں طرف سے طواف شروع کرنا' دروازے کی طرف چلنا۔

4- حطیم کو شامل کرکے طواف کرنا۔

5- ہر طواف (یعنی سات چکروں کے بعد) دو رکعت نماز پڑھنا۔

محرمات طواف:

طواف کرنے والوں کے لئے مندرجہ ذیل باتیں حرام ہیں۔

1- حدث اکبر یعنی جنابت' حدث اصغر یعنی بے وضو یا حیض و نفاس کی حالت میں طواف کرنا۔

2- طواف کے دوران حطیم کے بیچ سے گزرنا۔

3- حجر اسود کے علاوہ کسی اور جگہ سے طواف شروع کرنا۔

4- بیت اللہ شریف کی طرف سینہ کرکے طواف کا کچھ بھی حصہ ادا کرنا۔ (لیکن جب حجر اسود کے سامنے پہنچے تو ٹھہرنے کی حالت میں حجر اسود کی طرف منہ کرنا جائز ہے)

5- طواف میں جو چیزیں واجب ہیں ان میں سے کسی کو ترک کرنا۔

19 مکروہات طواف

1- طواف کے دوران فضول' بے ضرورت اور بے فائدہ بات چیت کرنا' 2- خرید و فروخت کرنا یا خرید و فروخت کے متعلق گفتگو کرنا' 3- بلند آواز سے ذکر یا دعا کرنا' 4- ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا' 5- جس طواف میں رمل اور اضطباع' سنت ہے' اس طواف میں رمل اضطباع کو بلا عذر ترک کرنا' 6- حجر اسود کا استلام نہ کرنا' 7- حجر اسود کے بالمقابل آئے بغیر ہاتھ اٹھانا' 8- طواف کے چکروں میں زیادہ وقفہ کرنا' کسی کام میں مشغول ہونا' 9- طواف کرتے ہوئے ارکان بیت اللہ پر (یعنی رکن عراقی' رکن یمانی وغیرہ) یا کسی اور جگہ

دعا کے لئے کھڑا ہونا' 10- دوران طواف کھانا کھانا' 11- دو یا زیادہ طواف کو اکٹھا کرنا اور ان کے بیچ میں دوگانہ واجب الطواف نہ پڑھنا' 12- خطبہ کے وقت طواف شروع کرنا' 14- دونوں ہاتھ طواف کی نیت کے وقت بلا تکبیر اٹھانا' 15- طواف کی حالت میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا یا نماز کی طرح ہاتھ باندھنا' 16- پیشاب یا اجابت کے تقاضے یا ریح کے غلبہ کے وقت طواف کرنا' 17- بھوک یا غصہ کی حالت میں طواف کرنا' 18- بلا عذر جوتے پہن کر طواف کرنا۔ 19- حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی اور جگہ استلام کرنا۔

طواف کے 34 مسائل:

1- حجر اسود سے حطیم کی طرف چلتے ہوئے طواف شروع ہوتا ہے۔

2- حجر اسود سے حجر اسود تک ایک چکر شمار ہوتا ہے اور سات چکروں کے بعد ایک طواف پورا ہوتا ہے۔

3- نیت فرض ہے' نیت کے بغیر طواف نہیں۔

4- طواف کے پھیروں میں شک ہوا کہ کتنے ہوئے تو اگر فرض یا واجب ہے تو نئے سرے سے کرے اور اگر ساتھ چلنے والے کسی عادل نے بتا دیا کہ اتنے پھیرے ہوئے تو اس کے قول پر عمل کر لینا بہتر ہے۔

5- مریض' بوڑھے اور کمزور کو طواف کرایا اور ساتھ ہی اپنے طواف کی بھی نیت کر لی تو دونوں کے طواف ہو گئے اگرچہ دونوں کے دو (مختلف) قسموں کے طواف ہوں (فرض یا واجب)۔

6- طواف کرتے کرتے نماز جنازہ یا نماز فرض یا نیا وضو کرنے کے لئے چلا گیا تو واپس آ کر اس پہلے طواف پر بنا کرے یعنی جتنے پھیرے رہ گئے ہیں انہیں مکمل کر لے طواف پورا ہو جائے گا۔ نئے سرے سے شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔

7- رمل صرف پہلے تین پھیروں میں سنت ہے اگر پہلے میں نہ کیا تو باقی دوسرے اور تیسرے میں کرے۔ اگر پہلے تین میں نہ کیا تو باقی چار میں نہ کرے۔

8- رمل اس طواف میں سنت ہے جس کے بعد سعی ہو۔

9- طواف کے ساتوں پھیروں میں اضطباع سنت ہے۔

10- اضطباع اسی طواف میں ہے جس میں سعی ہو۔

11- دوران طواف عورتوں کو دیکھنے اور بری نگاہ کرنے سے خصوصی طور پر پرہیز کرے۔

12- عمرہ کرنے والے کا تلبیہ پڑھنا' طواف شروع کرتے وقت ختم ہو جاتا ہے' اس لیے اب تلبیہ نہ پڑھے۔

13- حجر اسود کا استلام کرے تو ایک بات اچھی طرح یاد رکھے کہ استلام کے وقت ہجوم کے دھکوں کی وجہ سے لوگ اپنی جگہ سے آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت چہرہ اور سینہ بیت اللہ شریف کی طرف ہونے کی صورت میں بیت اللہ شریف کے دروازے کی طرف نہ بڑھے' ورنہ ایسی حالت میں سمجھا جائے گا کہ طواف کی اتنی مقدار بیت اللہ شریف کی طرف سینہ اور چہرہ کر کے کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو پچھلے پاؤں لوٹے کہ بایاں کندھا بیت اللہ شریف ہی کی طرف رہے اور اتنے حصہ کا اعادہ کرے۔ ہجوم میں اس طرح اعادہ کرنا مشکل ہو تو ایسی حالت میں طواف کے اس خاص چکر کو دوبارہ کرے ورنہ جزا' لازم ہو جائے گی۔ اسی طرح یہ بھی خیال رہے کہ ہجوم کے وقت حجر اسود کو بوسہ نہ دیں بلکہ دور ہی سے اشارہ سے استلام کریں۔

14- لوگ حجر اسود کو خوشبو لگاتے رہتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس کے منہ اور ہاتھ کو بہت سی خوشبو لگ گئی تو دام واجب ہو گا اور اگر تھوڑی لگی تو صدقہ یعنی پونے دو کلو گیہوں خیرات کرنا واجب ہو گا' اس لیئے احرام کی حالت میں اس کو نہ تو ہاتھ لگائے اور نہ ہی بوسہ دے' بلکہ ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دے لے۔

15- طواف کرتے وقت خوب دھیان رہے کہ بیت اللہ شریف پر تجلیات ربانی کا نزول ہو رہا ہے اور اس سے وہ تجلیات ہماری طرف آ رہی ہیں۔ جتنا اچھا اور توجہ سے طواف کرے گا' تجلیات زیادہ سے زیادہ فائض ہوں گی۔

16- حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا' واجب طواف میں سے ہے اور طواف کے دوران حطیم

کے بیچ سے گزرنا ناجائز ہے۔ ایسا ہونے کی صورت میں اس خاص چکر کو دوبارہ ادا کرنا لازم ہے ورنہ جزا لازم ہوگی۔

17- طواف میں چھوٹے قدم رکھنا مستحب ہے اور طواف کے چکروں میں زیادہ فاصلہ کرنا خواہ ایک دفعہ ایسا کرے یا کئی دفعہ کرے، مکروہ ہے۔ فاصلہ سے مراد طواف کے سات چکروں کے درمیان وقفہ کرنا، کسی اور کام میں مشغول ہو جانا ہے۔

18- مستحب ہے کہ ہر کام جو خشوع اور عاجزی کے منافی ہو، اس کو ترک کر دے، مثلاً بلاضرورت ادھر ادھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر دیکھنا۔ کولہے یا گدی وغیرہ پر ہاتھ رکھنا، منہ پر ہاتھ رکھنا، ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا وغیرہ۔ اس کے علاوہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے لوگ طواف میں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے بھاگتے ہیں۔ یہ بات طواف کے آداب کے خلاف ہے۔ طواف میں اطمینان وسکون اور وقار سے چلنا چاہیے۔

19- چاہئے کہ طواف کے دوران اپنی نگاہ کو اپنے چلنے کی جگہ کے علاوہ ادھر ادھر نہ گزارے جیسا کہ نماز کی حالت میں اپنے سجدہ کی جگہ سے آگے نظر نہیں گزاری جاتی۔ طواف کی دعاؤں کیساتھ ساتھ درود شریف پڑھنا۔ کیونکہ درود شریف، افضل عبادت ہے۔ بیت اللہ شریف کے ارکان کے نزدیک درود شریف پڑھنا اور بھی افضل ہے۔

20- طواف کے دوران نہ تو دعا کی طرح ہاتھ اٹھائے جائیں اور نہ ہی نماز کی طرح ہاتھ باندھے۔

21- طواف میں اذکار اور دعاؤں کا آہستہ پڑھنا مستحب ہے۔ اس طرح پڑھے کہ دوسروں کے پڑھنے میں خلل نہ پڑے، لیکن اگر زور سے پڑھنے کی وجہ سے دوسروں کو پریشانی اور خلل واقع ہو تو آہستہ پڑھنا واجب ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معلموں کا بلند آواز سے پکارنا جو لوگوں کو دعا پڑھانے کے لئے ہوتا ہے، اچھا نہیں ہے۔

22- طواف میں دعا پڑھنا، قرآن مجید کی تلاوت سے افضل ہے۔

23- طواف کے چکروں میں ہر چکر کے اجزاء کا لگاتار ہونا، سنت مؤکدہ ہے، اس لیے

طواف کرتے ہوئے کسی عذر کے بغیر کہیں نہ ٹھہرے۔ ارکان بیت اللہ شریف پر یا مطاف کی کسی اور جگہ پر دعا کے لئے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اس لیے کہ یہ طواف کی اجزاء کے لگاتار ہونے کے خلاف ہے۔

24- رکن یمانی پر پہنچے تو اس کو دونوں ہاتھوں سے یا صرف داہنے ہاتھ سے چھونا مستحب ہے۔ لیکن خیال رہے کہ پاؤں اپنی جگہ پر رہیں اور سینہ اور قدم بیت اللہ شریف کی طرف نہ ہو۔ اس کو بوسہ دینا یا صرف بائیں ہاتھ سے چھونا خلاف سنت ہے اگر ہاتھ لگانے کا موقع نہ مل سکے تو اس طرف اشارہ نہ کرے ایسے ہی گزر جائے اور یہی بہتر ہے، عام لوگ رکن یمانی کو ہاتھ لگاتے وقت آداب طواف کا خیال نہیں کرتے۔

25- حجر اسود کے سامنے استلام کے وقت ہر بار تکبیر کہنا مطلقاً سنت ہے یعنی شروع میں بھی اور ہر چکر میں بھی، پس ہر بار یہ کہے۔ اللّٰہ اکبر لاالٰہ الا اللّٰہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللّٰہ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

26- خیال رہے کہ شروع طواف اور ختم طواف ملا کر حجر اسود کا آٹھ مرتبہ استلام ہوتا ہے۔ اول طواف شروع کرتے وقت اور آٹھواں (آخری چکر کے بعد) پہلی اور آٹھویں مرتبہ بالاتفاق سنت مؤکدہ ہے۔ باقی میں بعض کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک مستحب ہے۔ استلام نہ کرنا مکروہات طواف میں سے ہے۔ اس لیے کراہت سے بچتے ہوئے ہر چکر پر استلام کرے۔

27- شدید گرمی اور بارش کی حالت میں طواف کرنے کی زیادہ فضیلت ہے۔ بعض اہل ذوق ان اوقات کا انتظار کرتے ہیں۔ بعض ہر نماز کے بعد کرتے ہیں۔ بعض مجمع کو پسند کرتے ہیں کہ معلوم نہیں کس کی برکت سے ہمارا طواف اور ہماری دعائیں قبول ہو جائیں۔ رحمت الٰہی کسی کی طرف متوجہ ہو اور ہم بامراد اور کامیاب ہو جائیں۔

28- یوں تو بیت اللہ شریف کو دیکھنا ایک عبادت ہے، لیکن طواف میں چلنے کی حالت میں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرنا محرمات طواف میں سے ہے۔ اکثر لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے اور طواف میں جہاں چاہتے ہیں، بیت اللہ کی طرف منہ کر لیتے ہیں

بلکہ اکثر ناواقف لوگ طواف کرتے ہوئے بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہوئے اور اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرنا صرف حجر اسود کی استقبال کے وقت جائز ہے۔

29- بعض لوگ دوران طواف غلاف کعبہ سے لپٹ کر اس کو بوسہ دینے لگتے ہیں۔ اول تو یہ طواف کے تمام اجزاء کے لگاتار ہونے کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسا کرنے سے سینہ بیت اللہ شریف کی طرف ہو جائے گا اور جیسا کہ پیچھے لکھا جا چکا ہے' یہ ممنوع ہے' اس سے پرہیز کریں۔

30- دوران طواف بیت اللہ شریف کی طرف پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے' جو حرام کے زمرہ میں آتا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو اس خاص حصہ کا اعادہ واجب ہے' لیکن بہتر ہے کہ پورے چکر کو دوبارہ کرے۔ اعادہ نہ کرنے کی صورت میں جزا' لازم ہو جائے گی۔

31- اگر طواف رمل کے ساتھ شروع کیا اور ایک دو چکروں کے بعد اتنا ہجوم ہو گیا کہ رمل نہیں کر سکتا تو رمل کو موقوف کرے اور طواف پورا کرے۔

32- اکثر لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ طواف اس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب تک کتابوں میں لکھی ہوئی ہر چکر کی الگ الگ دعائیں نہ پڑھی جائیں۔ یہ خیال غلط ہے۔ طواف کے لئے نیت شرط ہے۔ اس کے بعد بالکل خاموش رہنا اور کچھ نہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

33- طواف کے بعد اگر سعی نہ ہو تو پھر نماز طواف سے پہلے ملتزم پر حاضری دینا سنت ہے۔ اگر طواف کے بعد صفا و مروہ کی سعی نہ ہو تو پھر نماز طواف کے بعد ملتزم پر حاضری دیں۔

34- اگر طواف کرنے والے کو کوئی دعا یاد نہ ہو تو ہر چکر میں درود شریف ہی پڑھے۔

(اس پر ایک ایمان افروز واقعہ روض الفائق کے حوالے سے تبلیغی نصاب فضائل درود صفحہ 791 پر حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے دیکھا جا سکتا ہے)

صفا و مروہ کے درمیان سعی کے احکام و مسائل

سعی کا لغت میں معنی دوڑنا ہے اور شریعت کی اصطلاح میں خاص طریقے سے صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں اس کے بعد کچھ واجبات ہیں اور کچھ مکروہات و مسائل ہیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

واجبات سعی:

یاد رہے! 1- سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا جو جنابت و حیض و نفاس (حدث اکبر) سے پاک ہو‘ 2- سعی کے سات چکر پورے کرنا سعی کے پہلے چار چکر (رکن) فرض ہیں اور بعد کے تین چکر واجب ہیں۔ 3- اگر کوئی عذر نہ ہو تو سعی میں پیدل چلنا‘ 4- عمرہ کی سعی کا احرام کی حالت میں ہونا‘ 5 صفا اور مروہ کے درمیان پورا فاصلہ طے کرنا‘ 6- ترتیب یعنی صفا سے شروع اور مروہ پر ختم کرنا۔

مکروہات و مسائل سعی:

1- سعی کرتے وقت اس طرح بات چیت کرنا جس سے حضور قلب نہ رہ سکے یا اذکار اور دعائیں پڑھنے کے مانع ہو یا تسلسل ترک ہو جائے‘

2- سعی کے مختار وقت میں بلا عذر تاخیر کرنا‘

3- ستر عورت ترک کرنا یعنی جسم کا جو جو حصہ چھپانا فرض ہے اس کو نہ چھپانا۔

4- سعی: میلین اخضرین کے درمیان تیزی سے نہ چلنا‘ 5 سعی کے پھیروں میں بلا عذر زیادہ وقفہ (تفریق) کرنا‘ کیونکہ یہ موالات (پے درپے) ہونے کے خلاف ہے اور موالات سنت ہے۔

مسئلہ: دوران سعی کلمہ توحید یعنی چوتھا کلمہ بار بار پڑھیں۔

مسئلہ: سعی کرتے وقت صفا اور مروہ پہاڑیوں پر کھڑے ذکر الٰہی‘ دعا اور درود شریف کا ورد کرنا چاہیے۔ ہتھیلیوں کو قبلہ شریف کی طرف کرنا‘ ہاتھ لہرانا یا کانوں تک تین بار ہاتھ کرکے چھوڑ دینا غلط ہے۔

اس طواف اور سعی کے بعد "حج تمتع" اور "عمرہ کرنے والے" سر منڈوا کر یا بال کتروا کر احرام کھول دیں ان کا عمرہ ادا ہو گیا۔ عورتیں انگلی کے صرف ایک پورے کے برابر بال کتروائیں۔

مسئلہ: بعد ازاں مستحب ہے کہ دو نفل مسجد الحرام میں کسی جگہ پڑھ لیں۔

مسئلہ: دوران سعی نماز پنجگانہ کی جماعت اور نماز جنازہ میں شامل ہونا' قضائے حاجت اور وضو کے لئے وقفہ کر لینا جائز ہے نیز کھانے پینے کے لئے تھوڑا سا وقفہ کرنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: کمزور' بوڑھے' مریض اور حاملہ عورتیں ٹھہر ٹھہر کر سعی کر سکتے ہیں۔ یعنی صفا و مروہ یہ یا درمیان میں کہیں آرام کے لئے رک سکتے ہیں۔

مسئلہ: "حج تمتع" والے عمرہ کے بعد احرام کھول لیں گے پھر آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھیں گے اور حج کے جملہ افعال ادا کریں گے۔

منیٰ اور وقوفِ عرفہ کے مسائل

آٹھ اور نو ذی الحجہ کی درمیانی رات کا کچھ حصہ میدان منی میں ذکر و اذکار کے اندر گزار کر باوضو سو جائیں اور نو ذی الحجہ کی فجر میدان منیٰ ہی میں ادا کریں یہاں تک کہ سورج نکل آئے۔ (نصب الرایہ ص 49 ج 3)

یاد رہے کہ منیٰ میں تین کام سنت ہیں

1- پانچ نمازیں ادا کرنا'

2- آٹھ اور نو ذی الحجہ کی درمیانی رات منیٰ میں گزارنا'

3- نو ذی الحجہ کا سورج طلوع ہونے کے بعد میدان عرفات کی طرف روانہ ہو جانا۔

میدان عرفات میں نو ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک یا دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک ٹھہرنا اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے لئے ہو یہ ضروری بلکہ حج کا رکن اعظم ہے۔ اس سے پہلے عرفات سے نکل جانا نہ صرف جرم ہے بلکہ دم کو بھی لازم کر دے گا' بہتر اور افضل یہ ہے کہ باادب اور قبلہ رو ہو کر وقوف کیا جائے۔

وقوف عرصہ کی سنتیں

1- غسل کرنا (مگر صابن استعمال نہ کرے اور نہ میل اتارے' غسل کی سہولت نہ ہو تو صرف وضو کر لے) 2- دونوں خطبوں کی حاضری' 3- ظہر و عصر کی نمازیں ملا کر پڑھنا بشرائط مندرجہ بالا 4- روزے سے نہ ہونا' 5- باوضو ہونا' 6- نمازوں کے بعد فوراً وقوف کرنا (بعض لوگ پہاڑ پہ چڑھ کر رومال ہلاتے دیکھے گئے ہیں حالانکہ یہ وقت اس قسم کی تفریح کا نہیں بلکہ اپنے عیبوں پر شرمندگی اور گریہ وزاری کا اور دعاؤں کی قبولیت کا ہے نہ کہ ہنس ہنس کر کیمرے کے سامنے ہاتھ لہرانے کا جیسا کہ دیکھا گیا ہے' بدنگاہی تو ہمیشہ ہر حال میں حرام ہے چونکہ عورتوں کو منہ ننگا رکھنے کا حکم ہے لہٰذا خبردار اس موقع پر بدنگاہی میں مبتلا ہو کر کہیں حج کی قبولیت سے محروم نہ ہو جانا' یقین جانو کہ وہاں پہ حاضر ہونے والیاں بڑے غیرت والے بادشاہ کی باندیاں ہیں۔ یوں سمجھو کہ شیر کا بچہ شیر کی بغل میں ہو تو کون اس کی طرف بری نظر سے دیکھ سکتا ہے بلاتشبیہ و تمثیل اس واحد و قہار کی کنیزیں اس کے دربار خاص میں خاص وقت میں حاضر ہیں)

مسائل مزدلفہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے

فاذا قضيتم من عرفات فاذكروا الله عند المشعر الحرام واذكروه كما هدٰكم وان كنتم من قبله لمن الضالين (البقرہ:198)

پس جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعر حرام (یعنی مزدلفہ) کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اس کو اس طرح یاد کرو کہ جیسے اس نے تمہیں بتایا ہے اور بے شک تم اس سے پہلے گمراہوں میں سے تھے۔

نو ذی الحجہ کو میدان عرفات سے غروب آفتاب کے وقت مزدلفہ کی طرف روانگی لازم ہے اور مغرب و عشاء کی نمازیں مزدلفہ ہی میں ایک آذان اور ایک اقامت سے ادا کی جائیں گی۔ یہ رات چونکہ بہت فضیلت والی ہے بلکہ شب قدر سے بھی افضل ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جاگ کر ذکر و عبادت اور دعاؤں میں گزاری جائے۔ یہیں سے کسی تھیلی یا لفافے میں

مطلوبہ تعداد میں کنکریاں کھجور کی گٹھلی کے برابر محفوظ کر لی جائیں۔

☆ وادی محسر (جسے آج کل وادی النار بھی کہا جاتا ہے اس جگہ یہ نشان لگایا گیا ہے) کے علاوہ تمام مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ وادی محسرؔ وہ جگہ ہے جہاں اصحاب فیل پہ عذاب نازل ہوا۔ اس لیے یہاں سے تیزی کے ساتھ نکل جانے کا حکم دیا گیا۔

☆ کوئی شخص اگر فجر کی نماز میں وقوف کی نیت کر لیتا ہے یا راستہ میں ہی چلتے چلتے نیت کر لی، تسبیح وتہلیل اور تلبیہ وتکبیر کر لیا تو اس کا واجب ادا ہو جائے گا۔

رمی جمار کے مسائل

وقوف مزدلفہ سے فارغ ہو کر منیٰ کو روانگی ہو گی اور وہاں پہنچ کر سب سے پہلے جمرۃ العقبہ (بڑے شیطان) کو سات کنکریاں ماری جائیں گی۔ اس کا طریقہ یہ ہو گا کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے کنکری پکڑی جائے اور بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر کہہ کر ماری جائے۔ ایک ایک کر کے کنکری ماری جائے اگر ساتوں ایک ہی بار ماردیں تو ایک ہی شمار ہو گی۔ کنکری مارتے وقت جمرہ کے اتنا قریب کھڑا ہو کہ کنکری جمرہ تک پہنچے یا اس سے تین ہاتھ تک کے فاصلے پر گرے ورنہ رمی شمار نہ ہو گی۔ پہلی کنکری پر ہی لبیک (تلبیہ) کہنا ختم کر دیا جائے اور جب سات کنکریاں پوری ہو جائیں تو وہاں ٹھہرے بغیر فوراً چل پڑے اور واپسی پر ذکر ودعا کرتا رہے۔ اگرچہ پے درپے کنکر مارنا شرط نہیں مگر وقفہ کرنا خلاف سنت ضرور ہے۔ (شامی)

جمرہ کے پاس سے کنکری اٹھانا مکروہ ہے کیونکہ وہ کنکریاں مردود ہیں جو قبول ہو جاتی ہے اٹھالی جاتی ہے۔ (ایضاً)

نجس کنکری سے رمی مکروہ ہے۔ اگر اس کا پاک و پلید ہونا معلوم نہ ہو تو دھو لینا مستحب ہے اور بغیر دھوئے بھی رمی کر لی تو بلا کراہت جائز ہے۔ مینگنی سے رمی کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی چیز زمین کی جنس سے ہے تو جائز ہے یعنی جن اشیاء سے تیمم ہو سکتا ہے اس سے رمی بھی ہو سکتی ہے یہاں تک کہ مٹی سے بھی لیکن مٹی پھینکی تو ایک کنکری کے قائم مقام ہو گی۔ موتی، عنبر، مشک اسی طرح سونے چاندی سے رمی جائز نہیں کہ یہ تو نچھاور ہے نہ کہ رمی (مارنا)

یاد رہے مرد و عورت پر رمی کرنا واجب ہے بلا عذر ترک کرنے سے دم واجب ہوگا اور بلا عذر کسی کو اپنا نائب بنا کر اس سے رمی کروانا بھی جائز نہیں عذر یہ ہے کہ شدید بیماری ہو یا کمزوری و بڑھاپا ہو یا ایسی بیماری ہے کہ سواری پہ سوار ہوگا تو بیماری و تکلیف بڑھ جانے کا قوی اندیشہ ہے اور جس کو نائب بنائے اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے رمی کرے اور پھر دوسرے کی نیت سے۔

پہلے دن مردوں کے لئے جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے کا وقت زوال تک ہے اور زوال سے غروب آفتاب تک بھی جائز ہے۔ عورتوں اور مردوں کے لئے غروب آفتاب کے بعد بھی رمی جائز ہے ہاں اس وقت مردوں کے لئے مکروہ ہے۔ دس ذی الحجہ کا پہلا واجب وقوف مزدلفہ تھا' دوسرا جمرۃ العقبہ کی رمی ہے جبکہ تیسرا واجب قربانی ہے اور یہ قربانی عید والی نہیں بلکہ حج کے شکرانے کی ہے جو قارن و متمتع کے لئے تو واجب ہے اور حج افراد کرنے والے کے لئے مستحب ہے لہٰذا قارن و متمتع قربانی کرنے سے پہلے حلق یا قصر کروائیں گے تو دم واجب ہو گا۔ لیکن اگر کوئی قارن و متمتع قربانی کی طاقت نہیں رکھتا تو دس روزے رکھے گا' تین نو ذی الحجہ سے پہلے اور سات ایام حج کے بعد اگر یوم عرفہ سے پہلے تین روزے نہ رکھے تو اب لازماً قربانی ہی کرنا ہوگی۔ اس قربانی کے وہی احکام و مسائل ہیں جو عید الاضحی کی قربانی کے ہیں۔

قربانی کا بیان

اس بارے میں حصول برکت کے لیے پہلے چند احادیث ملاحظہ ہوں:

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجد سعۃ لان یضحی فلم یضح فلا یحضر مصلانا۔ رواہ الحاکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی قربانی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو پھر بھی قربانی نہ کرے وہ ہماری مسجد (عیدگاہ) میں نہ آئے۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحدا الشفار وان تواری عن البھائم وقال اذا ذبح احد کم فلیجھز (ابن ماجہ)

حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ قربانی کرتے وقت چھری کو خوب تیز کرو اس کو جانور سے چھپا کر رکھو اور ذبح کرتے وقت جلدی کرو۔

☆ عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ اذا داخل العشر فاراد احدکم ان یضحی فلایمس من شعرہ ولا من بشرہ شیئا (رواہ مسلم)

حضرت اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا! جب کوئی شخص دسویں ذی الحجہ کو قربانی دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے جسم کے کسی بھی حصے سے نہ بال کاٹے اور نہ ناخن۔

☆ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا! ما انفقت الورق فی شئ افضل من بحیرۃ فی یوم عید (دار قطنی)

قربانی کے دن قربانی پر خرچ کرنا دوسرے کاموں پر خرچ کرنے سے افضل ہے۔

☆ عن عطاء بن یسار قال سالت ابا ایوب الانصاری کیف کانت الضحایا فیکم علی عھد رسول اللہ ﷺ قال کان الرجل فی عھد النبی ﷺ یضحی بالشاۃ عنہ وعن اھل بیتہ رواہ ابن ماجہ والترمذی وصححہ۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں تم لوگ قربانی کس طرح دیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ عہد رسالت میں ہر آدمی اپنی طرف سے اور

اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی قربانی دیا کرتا تھا۔ اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

☆عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم النحر من کان ذبح قبل الصلوٰۃ فلیعد متفق علیہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالاضحیٰ کے روز فرمایا جس نے نماز سے قبل جانور ذبح کر دیا۔ اسے دوبارہ قربانی دینی چاہیے۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆عن زید بن ارقم رضی اللّٰہ عنہ قال قلت او قالوا یارسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ھذہ الاضاحی ؟ قال سنۃ ابیکم ابراھیم قالوا مالنا منھا ؟ قال بکل شعرۃ حسنۃ قالو فالصوف ؟ قال بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ۔ رواہ احمد وابن ماجہ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے یا لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قربانی کرنے پر کتنا اجر ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' اون کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اون کے ہر بال کے بدلے میں بھی ایک نیکی کا ثواب ہے۔ اسے احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

☆ عن انس قال ضحی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین املحین اقرنین ذبحھما بیدہ و سمی و کبر قال رایتہ واضعاً قدمہ' علی صفاحھما و یقول (بسم اللّٰہ واللّٰہ اکبر) متفق علیہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سفید سینگوں والے دنبے ذبح کیے۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا پاؤں ان کی گردن پر رکھے ہوئے

تھے اور بسم اللہ اللہ اکبر" پڑھ کر اپنے ہاتھ سے ذبح فرما رہے تھے (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

قربانی پہ ایک تقریر

امام شافعی، مالک، احمد اور صاحبین (امام محمد اور ابو یوسف) رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین کے نزدیک قربانی سنت موکدہ ہے جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قربانی کو واجب قرار دیتے ہیں اور آپ کی دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف میں پورے دس سال اس پر مواظبت فرمائی ہے جو کہ وجوب کی دلیل ہے۔ نیز! ایک شخص نے نماز عید سے قبل قربانی دی تو آپ نے اس کو اعادہ یعنی دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا۔

باوجود اس کے کہ حضور علیہ السلام کے گھر میں کئی کئی دن فاقہ رہتا مگر ہر سال قربانی کا عمل اس محبت وشوق سے فرماتے کہ حدیث شریف میں ہے۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا ارادان یضحی اشتریٰ بکبشین عظمین سبیین اقرنین املحین موجوء ین، و فی روایۃ فحیل یاکل فی سوادو ینظر فی سوا دویمشی فی سواد

کہ جب حضور علیہ السلام قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو دنبے موٹے تازے سینگوں والے، خصی، خوبصورت خریدتے اور ایک روایت میں ہے کہ ایسا جانور جو سیاہی میں کھاتا، دیکھتا، چلتا یعنی منہ آنکھیں اور پاؤں سیاہ والا جانور۔

(فحیل: کریم، سمین: مختار یعنی انتہائی طاقتور وخوبصورت)

نبی کریم علیہ السلام ایک قربانی اپنی طرف سے اور دوسری اپنی امت کے وہ لوگ جو قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے ان کی طرف سے دیتے۔ اس کو ذبح کرتے ہوئے آپ کی زبان اقدس پہ یہ الفاظ بھی ہوتے۔ اللّٰھم ھذا عمن لم یضح من امتی ۔ اے اللہ! یہ میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جو قربانی نہیں کر سکتے۔ نصیب ہے وہ امتی کہ جو قربانی کرنے کا جذبہ تو رکھتا ہے مگر استطاعت نہیں رکھتا کہ اس کی طرف سے خود حضور علیہ السلام قربانی کر

گئے ہیں اور کسی کی قبول ہو یا نہ ہو اس کی تو قبول ہی قبول ہے کہ حضور نے اپنے ہاتھوں سے دی ہے۔

جن کے لب پر رہا امتی امتی یاد انکی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لئے

حضور علیہ السلام نے قربانی کرتے ہوئے یہ بھی کہا۔

اللّٰھم منك و لك عن محمد و امته ۔ اے اللہ یہ تیری ہی طرف سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی امت کی طرف سے (اس کو قبول فرما)۔

خدا توفیق دے تو صاحبان ثروت کو چاہیے کہ اگر حضور علیہ السلام فاقوں میں رہ کر ہر سال قربانی کے موقع پر بھی امت کو اس سعادت میں شامل فرما رہے ہیں تو ہم بھی دو دو قربانیاں کریں ایک اپنی طرف سے اور ایک حضور علیہ السلام کی طرف سے

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ اچھا عمل کوئی نہیں ہے۔ مگر کس کا خون؟ جانوروں کا اور وہ بھی رب کی رضا کے لئے لن ینال اللّٰہ لحومھا و لا دماء ھا و لکن ینالہ التقوی منکم ۔ یہ تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتا' اللہ کو تو صرف تمہارا خلوص قبول ہے۔ خدا کرے کہ ہم انسانوں کا خون بہا کر اپنے رب کو ناراض کرنے کی بجائے اس کی راہ میں قربانی کر کے اس کی رضا کو حاصل کر سکیں اور ہماری قربانی ایسی ہو کہ جانور کے خون کا قطرہ بعد میں زمین پر گرے اور ہمارے گناہ پہلے معاف ہو جائیں۔ خدا کی شان: دیکھئے کہ ایک انسان کو ناحق ذبح کر دینا ایسے ہے کہ فکانما قتل الناس جمیعا گویا ساری انسانیت کو قتل کر دیا ہے اور ایک انسان کی جان بچا لینا اتنا بڑا ثواب ہے کہ فکانما احیا الناس جمیعًا۔ گویا ساری انسانیت کو مرنے سے بچا لیا گیا ہے اور ایک قربانی کا ثواب اس قدر ہے کہ سارے گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے بلکہ بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ ۔ شعرۃ پہ تنوین برائے تحقیر ہے اور حسنۃ پہ تنوین برائے

تعظیم ہے یعنی جانور جس کی قربانی دی جارہی ہے اس کے جسم کے معمولی بال کے بدلے میں بھی بڑی سے بڑی نیکی نصیب ہورہی ہے اور یہ تو اون والے جانور کا حال ہے اس سے زیادہ تو بالوں والے جانور کی فضیلت ہے۔

بھرے خزانے رب دے
فریدا دوئیں ہتھیں لُٹ

نکتۂ قربانی

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ہر سال اتنے جانوروں کا خون بہایا جاتا ہے اس طرح جانوروں کی نسل ختم ہونے کا خطرہ ہے حالانکہ اللہ کی راہ میں خرچ ہونے والی شئ میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ قرآن پاک کی متعدد آیات اس پر شاہد عادل ہیں' مثلاً فرمایا:

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنا بل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ (البقرہ)

ایک شئ اللہ کی راہ میں دینے پر سات سو ملنے کا وعدہ ہے اور اس پر بس نہیں بلکہ فرمایا: واللّٰہ یضعف لمن یشاء ۔ اس سے زیادہ بھی ہوسکتا ہے۔ ایک مقام پر زکوٰۃ دینے پر مال کم ہونے کے تصور کو رد فرماتے ہوئے فرمایا: وما اتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللّٰہ فاولئك ھم المضعفون' زکوٰۃ دینے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہوتا ہے اور دوسری طرف سود لینے پر مال بڑھنے کی ذہنیت کے پرخچے اڑائے یہ فرما کر وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عنداللّٰہ۔

کہ سودی کاروبار کرکے یہ نہ سمجھنا کہ تم نے اپنے مالوں میں اضافہ کرلیا ہے۔ اللہ کے ہاں وہ مال زیادہ نہیں ہوا بلکہ کم ہوا ہے۔ کئی مقامات پر فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیتے ہیں فیضعفہٗ لہٗ اضعافًا کثیرًا اللہ تعالیٰ بڑھا چڑھا کر واپس لوٹائے گا۔ یہ قانون ہر جگہ لاگو ہوتا ہے دیکھو! حرام جانور (کتا' خنزیر مثلاً) اللہ کی راہ میں قربان نہیں ہوتے تو کبھی کسی نے ان کے ریوڑ نہیں دیکھے حالانکہ ان میں سے ہر ایک کی مادہ دس دس اور بارہ بارہ

بچے دیتی ہے جبکہ گائے بھینس حالانکہ ایک ایک بچہ جنتی ہیں اور بکری کے دو چار بھی ہو جاتے ہیں مگر دس بارہ تو نہیں ہوتے اور پھر روزانہ ایک شہر میں کس قدر ذبح ہوتے ہیں۔ اس کا اندازہ لگا لو اور پھر عید قربان کو جو ذبح ہوتے ہیں اس کا اندازہ کون لگائے اس کے باوجود قربانی کے موقع پر ہر شہر کے اندر انسانوں سے زیادہ جانور نظر آتے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ یہ اللہ کی راہ میں قربان ہوتے ہیں اور فاؤلئك هم المضعفون ۔اللہ ان میں برکت ڈالتا رہتا ہے۔

یہی قانون انسانوں میں بھی جاری وساری ہے دیکھو! کربلا میں یزیدی ہزاروں بچے اور حسینیوں میں صرف امام زین العابدین رضی اللہ عنہ باقی رہے مگر ان ہزاروں کا آج نام و نشان نہیں اور زین العابدین رضی اللہ عنہ کی اولاد ہر جگہ مینارۂ نور کا کام کر رہی ہے کیونکہ انہوں نے قربانی دی اور یزیدی اس سعادت سے محروم رہے۔

☆ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر اتنا پیسہ فلاحی اداروں میں خرچ کیا جائے تو اس کے اثرات دیرپا رہیں اور ثواب بھی مل جائے تو گزارش یہ ہے کہ اگر گاڑی میں پٹرول کی بجائے بڑا قیمتی عطر ڈال دیا جائے۔ اور دستاویز اشٹام پہ لکھنے کے بجائے سونے کے ورق پہ لکھی جائے تو کیا گاڑی چل سکے گی اور سونے کے ورق پہ لکھی جانے والی تحریر قابل قبول ہو گی؟

ہرگز نہیں وہی پانچ روپے کا اشٹام لاؤ گے تو بات بنے گی یہ ہزاروں کا ورق گھر رکھو۔ قربانی کا وہی طریقہ قابل قبول ہے جو ہمارے آقا علیہ السلام نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا

؎ یہ حکمت اپنی گھر رکھیے ہمیں بیمار رہنے دیں

☆ یاد رہے! حج کے موقع پر کئی امیر حاجی بھی اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ تھوڑے پیسوں سے قربانی ہو جائے صرف اس لیے کہ ہم نے یہاں کونسا ان کا گوشت کھانا ہے جس طرح ہم جیسے لوگ یہاں اپنے گھروں میں اگر بکرے کی قربانی نہیں کر سکتے تو گائے میں حصہ صرف اس لیے نہیں ڈالتے کہ ہم بڑا گوشت نہیں کھاتے۔ یا کئی لوگ اس لیے قربانی نہیں کرتے کہ ہماری اتنی زیادہ

برادری ہے تو ایک بکرا کیا کرے گا لہٰذا اگلے سال دو تین کا انتظام ہو گا تو کر لیں گے اور کئی جو کرتے ہیں وہ اپنی قربانی کا گوشت انہی کے گھر بھیجتے ہیں جنہوں نے ان کے گھر گوشت بھیجا ہوتا ہے اور نہ کرنے والے بے چارے مستحق گوشت کھانے کے مستحق ہو کر بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ اس سے قربانی کے سلسلہ میں ہمارے خلوص کی خوب عکاسی ہوتی ہے۔

نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

☆ خوب یاد رکھو! ہر جانور کی قربانی قابل قبول نہیں ہے مثلاً نگاہ خراب ہو، کان کٹا ہو تو خراب نگاہ والے جانور کی جب قربانی قبول نہیں تو خراب نگاہ والا بندہ کیسے قابل قبول ہو گا۔ جب کان کٹا جانور قربانی نہیں کیا جا سکتا۔ تو ''کن ٹٹا'' انسان کس طرح خدا کا پیارا ہو سکتا ہوے اس لیے اگر قربانی کی قبولیت چاہتے ہو تو بے عیب جانور کی قربانی کرو اور اپنی ہستی کو بارگاہ رب العزت میں مقبول بنانا چاہتے ہو تو غلامی مصطفیٰ ﷺ میں آؤ اور محبت مصطفیٰ ﷺ کا اپنے اوپر رنگ چڑھاؤ۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

عقیقہ اور قربانی: ایک تحقیقی مضمون

جہاں تک عقیقہ کی حیثیت کا تعلق ہے اکثر فقہاء کرام اسے سنت موکدہ کہتے ہیں جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اسے جائز ومستحب یا صرف سنت مانتے ہیں اس کی اہمیت اور تاکید کو منسوخ کہتے ہیں جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''قربانی نے سابقہ تمام ذبیحے منسوخ کر دیئے'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے ''عقیقہ اور عتیرہ وغیرہ تمام ذبیحے قربانی نے منسوخ کر دیئے'' (بدائع الصنائع ج 5 ص 49)

اسلام سے قبل اور اوائل اسلام میں بچے کی ولادت پر اور رجب کے مہینہ میں جانور ذبح کرنے کا التزام اور معمول تھا پہلے کو عقیقہ اور دوسرے کو عتیرہ یا رجبیہ کہتے تھے۔ قربانی کی مشروعیت کے ساتھ ہی آنحضرت ﷺ نے یہ اظہار فرمایا کہ سابقہ عمل اب ضروری نہیں رہا اسی کو مذکورہ روایتوں میں منسوخ بتایا گیا ہے ورنہ قربانی کے علاوہ جانور ذبح کرنا ممنوع نہیں ہے ایک حدیث میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال ہوا تو ارشاد فرمایا ''جسے پسند ہو وہ لڑکے کے لئے دو بکریاں اور لڑکی کے لئے ایک بکری ذبح کرے۔ (مشکوٰۃ شریف ج2 صفحہ 363، بدائع ج5 صفحہ 49)

فقہاء کرام نے اس روایت پر لکھا ہے کہ ''پسند پر موقوف رکھنا واضح دلیل ہے کہ یہ ذبح ضروری نہیں۔ بہر حال دلائل کی روشنی میں مجتہدین کا یہ اختلاف صرف حیثیت کی حد تک ہے عقیقہ کے وجود کی نفی نہیں (نیل الاوطار ج5 صفحہ 150) اور نہ ہی اس کی وجہ سے قربانی کا مسئلہ متاثر ہوتا ہے جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نظریہ کی وجہ سے قربانی کے متعلق کچھ غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں مگر اس کے بعد انہی بعض لوگوں نے اپنی تمام تر غلط فہمیوں کی بنیاد ابن حزم کے المحلیٰ پر یا بعض دیگر حوالہ جات پر رکھی ہے۔ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ قربانی کا عمل سلفاً خلفاء ہوتا چلا آیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی مقرر کر دی ہے تا کہ ان مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے'' (القرآن سورۃ حج آیت 34)

حضرت انبیاء علیہم السلام کا عمل صحابہ کرام اور آئمہ عظام کا اس پر اجماع اور پوری امت کا چودہ سوسالہ مسلسل تعامل اس کے ناقابل انکار ثبوت و وجود کو واضح کرتا ہے احادیث کی تمام تر کتابوں میں آئمہ اربعہ کی کتب فقہ میں مستقل عنوان اور باب قائم کر کے اس کی روایات کو نقل کیا گیا اور مسائل کی تفصیلات درج کی گئی ہیں یہ الگ بات ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اکثر رفقاء اسے واجب اور دوسرے حضرات فقہا سنت کہتے ہیں مگر اس کی مشروعیت (ثبوت و وجود) پر سب متفق ہیں کسی سے بھی اس کو ترک کرنے کی اجازت منقول نہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''قربانی سنت ہے مگر اس کا ترک گوارا

نہیں" (کتاب الام ج (پارہ 2 صفحہ 221) خود امام ابن حزم جو کہ ان بعض معترضین کا مدار ہیں فرماتے ہیں...... کہ قربانی بہترین سنت ہے گوفرض نہیں (المحلیٰ ج 7 صفحہ 355)

ذیل میں اختصار کے ساتھ ہم قربانی کی مشروعیت ووجوب پر کچھ دلائل ذکر کیے دیتے ہیں

نمبر 1 -سورۃ کوثر میں ہے "وانحر" اور قربانی کر۔ جمہور مفسرین اس کلمہ کا یہی معنی بتاتے ہیں مطالعہ فرمایئے تفسیر کبیر ابن جریر ابن کثیر روح المعانی مظہری قرطبی وغیرہ یہ کلمہ امر کا صیغہ ہے جو کہ وجوب کو ظاہر کرتا ہے امام رازی نے اس کو قربانی کے وجوب کی دلیل قرار دیا ہے۔ (کبیر)

نمبر 2- اور قربانی کے اونٹ گائے (وغیرہ) کو ہم نے اللہ کے دین کے شعائر (یادگار علامت) سے بنایا ہے (سورۃ حج آیت 36) لفظ شعائر ان خاص عبادات واحکام پر بولا جاتا ہے جو دین اسلام کی علامت سمجھے جاتے ہیں قربانی بھی ان میں سے ہے ایسے احکام کی پابندی نسبتاً زیادہ اہم ہوتی ہے۔

نمبر 3- حضرت جندب بن عبداللہ راوی ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے نماز عید کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا پھر قربانی ذبح فرمائی اور ارشاد فرمایا جس کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے وہ اس کی بجائے اور جانور ذبح کرے اور جس نے ابھی ذبح نہیں کی وہ اب کرے۔ (بخاری ومسلم)

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ "دوبارہ جانور ذبح کرنے کا حکم قربانی کے وجوب کی وجہ سے ہے (مرقات ج 3 صفحہ 302)

علامہ شوکانی فرماتے ہیں: "دوبارہ ذبح کرنے کا حکم قربانی کے واجب ہونے کی کھلی دلیل ہے اور اس کو وجوب سے پھیرنے کے منکر کے پاس کوئی دلیل نہیں"

(نیل الاوطار ج 5 صفحہ 127)

نمبر 4- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دس برس تک مدینہ طیبہ میں مقیم رہے اور برابر قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی ج 1) ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ

کا ہر سال پابندی سے قربانی کرنا وجوب کی دلیل ہے (مرقات ج 3 صفحہ 314) علامہ ابن حزم نے جن پانچ احادیث کو نقل کر کے ان پر جرح کی ہے اس کا خاطر خواہ جواب اہل علم نے دیا ہے ہم نے تطویل سے بچتے ہوئے ان روایات ہی کو نہیں لیا۔ قرآن پاک کی مذکورہ دو آیتوں اور تین روایتوں پر ابن حزم کی کوئی جرح اور معترضین کو کوئی اشکال نہیں ورنہ وہ ان کا تذکرہ بھی ضرور کرتے اس کے بعد ایک معترض کے مضمون میں دو چار صحابہ رضی اللہ عنہم کے جزوی واقعات کو جو خاص حالات کے تحت ہوتے ہیں ان کی زندگی بھر کا عمل اور اسی کو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمر بھر کا معمول باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے جو انصاف و دیانت کی نگاہ میں قطعاً قبول اور پسندیدہ نہیں چنانچہ ایک اس طرح کے مضمون میں ایک معترض نے لکھا ہے برگزیدہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کبھی بھی عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانور کی قربانی نہیں'' اور دلیل میں محلّی ابن حزم کا حوالہ دیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی نے اپنی تمام زندگی بھر عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی نہیں کی محض اس لئے کہ پیروکار اسے واجب نہ سمجھ بیٹھیں اس عبادت میں ''تمام زندگی بھر'' کا لفظ اضافہ ہے۔

(فتح القدیر ج 8 صفحہ 428 اور مبسوط ج 12 صفحہ 9) میں یہاں السنۃ والسنتین کا لفظ ہے کہ ایک یا دو سال میں ایسا ہوا کہ ان حضرات نے ناداری کی حالت میں قربانی ادا نہیں کی تا کہ لوگ ناداری میں بھی واجب نہ سمجھ بیٹھیں ورنہ قربانی واجب نہ سہی سنت تو بالاتفاق ہے گنجائش ہوتے ہوئے بھی تمام عمر یہ حضرات اتنی اہم سنت کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں جبکہ عام صحابہ رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا پر مٹے جاتے تھے۔ روایت کا انداز بتاتا ہے کہ ناداری میں بھی چھوڑنا گوارا نہ تھا ایک دوبار اس لیے چھوڑ دی کہ کہیں لوگ ہر حال میں (عسر ہو یا یسر) اسے لازم نہ سمجھ بیٹھیں ایسے ہی ابو مسعود انصاری کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے کبھی بھی قربانی نہیں کی (بحوالہ مبسوط) مگر مبسوط میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو کبھی بھی والا معنیٰ ادا کرتا ہو اور خود مبسوط میں چند سطور کے بعد یہ لکھا ہے کہ حالت سفر یا کبھی تنگی کے موقع پر وہ قربانی نہ دیتے تھے ایسے ہی اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بلال رضی اللہ عنہ اپنی تنگ دستی کی وجہ سے قربانی نہیں دیتے تو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ اس کو مانتے ہی نہ تھے ایسا ہوتا تو وہ اس کا صاف انکار

کرتے (جیسا کہ ان حضرات کا شیوہ تھا) تکلف کر کے قربانی والوں میں شامل ہونے کی کوشش نہ کرے "برگ سبز است تحفہ درویش"

علامہ شوکانی کے حوالہ سے یہ روایت سنائی جاتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ دو دنبوں کی قربانی دیا کرتے تھے۔ پہلے کو ذبح کر کے فرماتے۔ یہ میری اور میرے اہل خانہ کی طرف سے ہے اور دوسرے کو ذبح کر کے فرماتے یہ میری تمام امت کی طرف سے ہے اس کے بعد حضرت علی بن حسین کا قول نقل کرتے ہیں کہ ہاشمی قبیلہ کے تمام لوگ حضور ﷺ کی اس قربانی کو کافی سمجھتے تھے اور ان میں سے کسی نے بھی کبھی جانور کی قربانی نہیں دی اس پر گزارش یہ ہے کہ بدقسمتی سے اس حدیث کا آخری حصہ ہمارے ملک میں کبھی مومنین کے سامنے پیش نہیں کیا گیا مگر بدقسمتی تو یہ ہے کہ جو حدیث کا حصہ ہی نہ تھا اسے حدیث بنا لیا گیا۔ حضرت علی بن حسین راوی نے ہاشمی قبیلہ کا حال ذکر کیا ہے وہ بھی کتاب میں سنین کے لفظ سے ہی کہ چند سال تک ان لوگوں نے قربانی نہیں دی اور معترضین نے سابقہ عادت کے موافق یہاں بھی کبھی کا لفظ بڑھا کر ہمیشہ کا معمول ظاہر کیا ہے ممکن ہے ہاشمی قبیلہ کے یہ لوگ بھی اپنی تنگ حالی کی وجہ سے قربانی نہ دے سکے ہوں ورنہ اگر یہ بات ہوتی کہ حضور ﷺ نے ان کی طرف سے قربانی دیدی ہے لہٰذا نہ دیتے تھے تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہاشمی نہ تھے جو دو مینڈھوں کی قربانے دیا کرتے تھے۔ ایک اپنے لیے اور ایک حضور ﷺ کے لئے کہ آپ نے ان کو اس کی وصیت فرمائی تھی (مشکوٰۃ شریف ج 1 صفحہ 128) اور پھر دوسرا دنبہ آپ نے پوری امت کی طرف سے بھی تو قربانی کی ہے مگر کیا یہ دکھایا جا سکتا ہے کہ پورے چودہ سو سال میں کسی ایک عید کے موقع پر تمام امت نے اس لیے قربانی چھوڑ دی ہو کہ حضور ﷺ ان کی طرف سے قربانی کر چکے ہیں۔ آخر یہ مفید مطلب بات ہاشمی قبیلہ کے علاوہ باقی امت کو کیوں سمجھ نہ آسکی۔ صاف بات یہ ہے کہ اس قسم کی روایت میں حضور ﷺ نے محض شفقت و رحمت کے طور پر دوسروں کو ثواب میں شریک بنایا ہے دوسروں کی طرف سے واجب کی ادائیگی مقصود نہ تھی کون نہیں جانتا کہ ایک دنبہ یا بکری صرف ایک آدمی کی قربانی کے لئے ہی کافی ہو سکتی ہے۔ زائد کے لئے نہیں۔ (مرقات ج 3 صفحہ 304)

قربانی کے چند اہم مسائل

1- خصی بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔ (شامی)

2- اندھے، کانے اور لنگڑے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ ایسا لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پاؤں سے چل کر نہ جاسکے اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ (شامی)

3- جس جانور کا کان یا دم وغیرہ تہائی سے زیادہ کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

4- جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔

(شامی، درمختار)

5- اگر جانور صحیح تندرست خریدا تھا بعد میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو اس صورت میں اگر خریدنے والا غنی یعنی صاحب نصاب نہیں تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے۔ اور اگر وہ اگر شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ (درمختار)

6- ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لئے کاٹ لینا یا اس کا دودھ دوہنا مکروہ، ممنوع ہے اگر قربانی کے جانور کی اون کاٹ لی یا دودھ دوہ لیا تو اسے صدقہ کردے اگر اجرت پر دیا تو اجرت صدقہ کردے۔ (درمختار، ردالمحتار)

7- قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی ہر مسلمان، مرد، عورت، عاقل، بالغ، مقیم پر واجب ہے جس کی ملکیت میں ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجب اصلیہ سے زائد ہو۔ یہ مال خواہ سونا، چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت۔ (شامی)

جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی۔ مگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔ (شامی)

قربانی کے دن

قربانی صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے دنوں میں قربانی نہیں۔ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ ہے۔ ان میں جب چاہے قربانی کرسکتا ہے، البتہ پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے۔

قربانی کا وقت

جن شہروں، قصبوں میں نماز جمعہ و عیدین جائز ہے۔ وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کر دی تو اس کو دوبارہ کرنا لازم ہے، البتہ گاؤں (جہاں جمعہ و عیدین کی نماز نہیں ہوتیں) کے لوگ دسویں تاریخ کو صبح صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (بہار شریعت)

قربانی کے جانور کی عمر

اونٹ پانچ سال کا۔ گائے، بھینس دو سال کی۔ بکرا، بکری ایک سال کی۔ اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں، زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ البتہ دُنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے۔ بکرا، دُنبہ، بھیڑ کی قربانی ایک ہی شخص کی طرف سے کی جا سکتی ہے۔ گائے، بھینس اور اونٹ، سات آدمیوں کی طرف سے ایک ہی کافی ہے۔ بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔

قربانی کرنے کا مسنون طریقہ

قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔ قربانی کے جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹائیں اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہوئے تیز چھری سے ذبح کر دیں۔ جانور کے سامنے چھری تیز نہ کریں۔ اور نہ ہی ایک جانور کو دوسرے کے سامنے ذبح کیا جائے۔ ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔

انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض حنیفاً و ما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین لا شریك له و بذالك امرت و انا من المسلمین٥

اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں: اللّٰھم تقبل منی کما تقبلت من حبیبك محمد صلی اللہ علیه وسلم وخلیلك ابراهیم علیه السلام ٥

قربانی کا گوشت

جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں۔ اس کا گوشت برابر وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اندازے سے تقسیم نہ کریں۔ قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے۔ دوسرے شخص غنی اور فقیر کو بھی دے سکتا ہے۔ بلکہ اس میں سے کچھ کھا لینا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے ایک حصہ فقرا کے لئے اور ایک حصہ دوست احباب رشتہ داروں کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ قربانی کا گوشت، قربانی کے جانور کی کھال، اس کی رسی وغیرہ کوئی چیز ذبح کرنے والے، گوشت بنانے والے کو اُجرت میں دینا جائز نہیں ذبح کرنے اور گوشت بنانے کی اُجرت علیحدہ دینی چاہیے۔

قربانی کی کھال کی جائے نماز یا چمڑے کا ڈول بنوانا جائز ہے، اسے ذاتی استعمال میں لا سکتا ہے، لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

یتیم، فقیر، مسکین، بیوہ اور دینی مدارس کے نادار اور غریب طلباء ان کھالوں کے بہترین مصرف ہیں۔

تکبیرات تشریق، مستحبات عید اور نماز عید کا طریقہ

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے لے کر تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز با جماعت کے بعد ایک مرتبہ یہ تکبیر پڑھنا واجب اور تین مرتبہ مستحب ہے۔

مندرجہ ذیل امور عید کے دن مستحب ہیں۔

(1) صبح سویرے اٹھنا، (2) مسواک کرنا، (3) غسل کرنا، (4) اچھے کپڑے پہننا، نئے ہوں تو نئے ورنہ دُھلے ہوئے پہنیں، (5) خوشبو لگانا، (6) عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے نہ کھانا۔

یاد رہے! اگر قربانی کا گوشت میسر ہو تو نماز عید کے بعد اس کا کھانا مستحب ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کی ضیافت ہے۔ اگر کچھ کھا پی بھی لیا تب بھی اتنے حرج کی بات نہیں۔ جیسے لوگ عام طور پر چائے اور ناشتہ کر لیتے ہیں۔ اور ضرورتاً کھایا تو قطعاً کوئی قباحت و کراہت نہیں۔

(7) نماز عید ادا کرنے کے لئے ایک راستے سے آنا اور دوسرے راستے سے جانا۔

(8) عید گاہ جاتے وقت تکبیر بلند آواز سے کہنا۔ (یہ نماز عید الاضحیٰ کے مستحبات ہیں)

عید کی نماز بمعہ تکبیرات دو رکعت واجب ہے۔ اور اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد سبحانك اللهم (ثنا) پڑھیں پھر ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں۔ تیسری رکعت کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔ پھر امام قرأت کرے گا۔ قرأت کے بعد حسب معمول رکوع و سجود کریں۔

پھر دوسری رکعت میں امام قرأت کرے گا۔ قرأت کے بعد تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہیں۔ چوتھی تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں باقی نماز حسب معمول مکمل کریں۔ نماز عید کے بعد خطبہ سننا واجب ہے۔

یاد رہے کہ حج کی مصروفیات کی وجہ سے حاجیوں پہ عید الاضحیٰ کی نماز واجب نہیں ہے۔

حلق اور قصر کے مسائل

سر کے بال منڈوانے کو حلق اور کتروانے کو قصر کہتے ہیں۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حج و عمرہ سے فارغ ہونے پر مردوں کو سر منڈوانا یا بال کتروانا دونوں طرح جائز ہے۔ عورتوں کے لئے سر منڈوانا حرام ہے۔ یاد رہے! مردوں کے لئے سر کے چوتھائی بال کٹوانا یا منڈوانا ضروری ہے مگر منڈوانا سنت ہونے کی وجہ سے افضل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حج و عمرہ کے سوا کبھی سر نہ منڈوایا۔ گنجا شخص بھی احرام کھولتے وقت سر پر استرا پھروائے اور جو روزانہ عمرہ کرے وہ بھی اپنے سر پر ہر دفعہ استرا پھیر لیا کرے یا پھروالیا کرے۔

☆ جس کے سر کے بال انگلی کے پورے سے بھی کم ہوں اس کے لیے حلق کروانا واجب ہے' اس کے بغیر حلال نہیں ہوگا۔

☆ چوتھائی سر کا حلق یا قصر مکروہ تحریمی ہے' اگرچہ حلال ہونے کے لئے کافی ہے۔

☆ بہت سے عمرہ کرنے والے ایسا کرتے ہیں کہ ایک عمرہ کر کے سر کا چوتھائی حصہ منڈوا دیا' پھر دوسرا عمرہ کر کے دوسرا چوتھائی منڈوا دیا' اس طرح چار عمرے کر کے چار مرتبہ حلق پورا کرتے ہیں' یہ صورت مکروہ ہے۔

☆ متعدد بار عمرہ کرنے والوں کے لئے بہتر ہے کہ پہلی دفعہ حلق یا قصر کرے' دوسری دفعہ جبکہ سر پر بال نہ ہوں استرا پھیرے۔ اس طرح ہر بار حلق کا ثواب ملتا رہے گا۔

☆ اگر گنجا ہے اور اس کے سر پر بال بالکل نہیں ہیں یا سر پر زخم ہیں تو سر پر صرف استرا پھیرنا واجب ہے۔ اگر زخموں کی وجہ سے استرا نہ بھی چلا سکے تو یہ واجب ساقط ہو جائے گا۔

☆ حلق یا قصر صرف حدود حرم میں کرایا جائے۔ حدود حرم سے باہر کرایا تو دم واجب ہوگا۔

☆ جب کسی محرم مرد یا عورت پر صرف حلق یا قصر کروانا باقی ہو یعنی حلق یا قصر سے پہلے جو کام کرنے تھے وہ پورا کر چکا ہو تو ایسا محرم مرد اپنے بال خود بھی حلق کر سکتا ہے اور اپنے جیسے کسی دوسرے محرم مرد یا عورت سے بھی حلق یا قصر کروا سکتا ہے۔

☆ مستحب ہے کہ حلق یا قصر کراتے وقت تکبیر کہے اور دعا مانگے'

☆ عمرہ پر عمرہ کا احرام باندھنا بعض لوگ ایک عمرہ کے طواف اور سعی کرنے کے بعد حلق یا قصر کیے بغیر دوسرے عمرے کا احرام باندھ لیتے ہیں اور بعض لوگ اتنا معمولی سا قصر کرتے ہیں جس سے احرام سے ہی نہیں نکلتے اور اس پر دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیتے ہیں۔ اس سے احرام پر احرام باندھنا لازم آجاتا ہے جو ممنوع ہے اور اس سے دم لازم ہوتا ہے۔

☆ حلق یا قصر سے پہلے نہ تو ناخن کاٹیں اور نہ ہی خط بنوائیں ورنہ کفارہ لازم ہوگا۔ حلق و قصر کے بعد احرام کھول دیں اور روزمرہ کا لباس پہن لیں۔

☆ عورتیں سر کے بالوں میں سے ہر بال انگلی کے پورے برابر شوہر یا محرم سے کٹوائیں یا خود کاٹ لیں۔

یادرہے عورتوں کے لئے سر منڈوانا (حلق) منع ہے لقوله عليه السلام ...... عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2 صفحہ 104، مشکوٰۃ صفحہ 233)

و عن علی و عائشہ رضی اللہ عنہما (مشکوٰۃ صفحہ 233)

☆ حلق و قصر کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رو بیٹھ کر اپنی دائیں جانب سے حجامت شروع کرائی جائے۔ قربانی کے بعد محرم بھی ایک دوسرے کے بال اتار سکتے ہیں۔

حجامت کرواتے وقت تکبیر (اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد) پڑھتے رہیں۔ حلق اور قصر کے بعد دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے لہٰذا اس وقت ذکر و دعا میں مشغول رہیں۔

پانچواں اہم کام "طواف فرض"

اس کو طواف زیارت اور طواف افاضہ بھی کہا گیا ہے اس طواف کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت میں ہے۔

ثم ليقضوا تفثهم وليوفوا نذورهم وليطوفوا بالبيت العتيق

(الحج:29)

پھر چاہیے کہ وہ (قربانی کے بعد حلق یا قصر کرکے) اپنی میل کچیل اتاریں اور

اپنی نذروں کو پورا کریں اور اس آزاد گھر (بیت اللہ شریف) کا طواف کریں۔

اس طواف سے پہلے احرام کی ساری پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں سوائے بیوی سے متعلقہ پابندیوں کے۔ یہ طواف روزمرہ کے کپڑوں میں کیا جاتا ہے۔ اگر طواف زیارت بارہ ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے سے قبل کر لیا تو جائز اور ادا ہو گیا اس کے بعد کیا تو دم واجب ہو گیا۔ یہ طواف کبھی ساقط نہیں ہوتا نہ ہی اس کا کوئی بدل ہے اور جب تک خود ادا نہیں کرے گا بیوی سے متعلقہ پابندیاں بدستور برقرار رہیں گی۔ عورت کو اگر خاص ایام آ جائیں تو انتظار کرتی رہے اور طواف کر کے ہی واپس لوٹے۔ طواف کے بعد دو رکعت واجب الطواف ادا کیے جائیں اور حج تمتع والے کے لئے طواف زیارت کے بعد صفا مروہ کی سعی بھی واجب ہے۔

گیارہ ذی الحجہ، حج کا چوتھا دن ہے اور اس دن زوال سے لیکر غروب آفتاب تک تینوں جمروں کی رمی کرنا ہے پہلے جمرۂ اولیٰ پھر وسطیٰ پھر عقبہ۔ جمرہ اولیٰ کو کنکریاں مار کر ذرا آگے بڑھ جائیں اور قبلہ رو ہو کر دعا و استغفار کریں اور کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھیں اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ کو اور پھر عقبہ کو بھی اس طرح کنکریاں ماریں اور اپنی قیام گاہ کو واپس چلے جائیں۔ حضور علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تھا۔ (بخاری صفحہ 236 ج 1)

یعنی جمرہ وسطیٰ کو کنکریاں مار کر بھی دعا و استغفار میں مصروف ہو جاؤ۔ تقریباً 3/4 پارہ یا سورۂ بقرہ کی تلاوت کی برابر اور جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد نہ رکو بلکہ فوراً واپس آ جاؤ اور پلٹتے ہوئے دعا کرتے رہو۔ اگر دس اور گیارہ ذی الحجہ کو قربانی نہیں کر سکا تو بارہ کو کرے اور بارہ ذی الحجہ کا خاص کام گیارہ ذی الحجہ کی طرح تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا ہے اور اگر بارہ کا سورج منیٰ میں ہی غروب ہو گیا تو تیرہ کو رمی کرے اور مکہ شریف چلا جائے اگر آج تیرہ کو بھی رمی نہیں کر سکا تو دم واجب ہے تیرھویں کو بھی رمی کا وقت زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک ہے۔

حج کا آخری واجب

ہر قسم کے حاجی (قارن، متمتع اور مفرد) پر جو میقات سے باہر رہتا ہے اس پر یہ طواف واجب ہے نہ ادا کیا تو دم دینا ہوگا اور اگر نفلی طواف کی نیت سے کیا تو بھی ادا ہو جائے گا یہ طواف اس وقت تک ہو سکتا ہے جب تک مکہ شریف میں مقیم ہے اس میں نہ رمل ہے اور نہ

اضطباع اور یہ طواف حیض ونفاس والی عورت کو معاف ہے (بخاری صفحہ 236ج 1)

ہاں اگر ایسی عورت مکہ شریف کی آبادی سے ابھی نہیں نکلی اور پاک ہوگئی ہے تو اس پر طواف وداع واجب ہے ورنہ حرم شریف کے دروازے پہ کھڑی ہو کر دعا مانگے اور چلی جائے۔

حج وعمرہ کی جنایات (غلطیاں) اور ان کا کفارہ

احکام حج وعمرہ کی قصداً یا سہواً خلاف ورزی کو جنایت کہتے ہیں۔ اس کی سزا کو جزا یا کفارہ کہتے ہیں۔ جیسے حرم شریف کی گھاس یا درخت کاٹنا' حرم شریف کے حیوانوں کو تکلیف دینا یعنی شکار کرنا۔ جنایت دو قسم کی ہے۔ (1) غیر اختیاری' (2) اختیاری۔

جنابت غیر اختیاری مثلاً بیماری' شدید گرمی یا سردی' زخم' پھوڑے اور جوئیں وغیرہ تکلیف دہ اور مشقت والے اسباب ہیں ان کے علاوہ اور کوئی سبب عذر نہیں کہلاتا۔

مذکورہ بالا کے علاوہ اور کسی سبب سے سرزد ہونے والے جرم کو اختیاری جنایت کہتے ہیں۔ اختیاری جنایت کی شریعت نے جو جزا مقرر کی ہے وہی ادا کرنا واجب ہے۔

غیر اختیاری جنایت میں اگر دم واجب ہو تو شرعاً یہ آسانی اور سہولت ہے کہ چاہیں تو دم دیں یا اس کے بدلے میں چھ مسکینوں کو صدقہ فطر کی مقدار کے برابر ہر ایک کو ایک ایک صدقہ دیں۔

دم سے مراد پوری ایک بکری یا ایک بھیڑ ہے یا پھر گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ' جو لازماً حدود حرم میں ذبح کر کے صدقہ کرنا ہے۔

"اس میں صدقہ کرنے والا اور غنی شخص نہ کھائے" (بخاری جلد 1 صفحہ 233)

یاد رکھیں! حج وعمرہ کرنے والا بلا احرام' میقات سے گزر جائے اور واپس آنے کے بجائے حدود میقات سے آگے جا کر احرام باندھے یا محرم کے کھانے پینے کی چیزوں اور مشروبات میں خوشبو غالب ہو تو دم واجب ہو جاتا ہے۔

احرام کی جنایات مندرجہ ذیل ہیں:

1- سلائی شدہ کپڑے پہننا' 2- مردوں کا سر اور چہرہ چھپانا۔ عورتوں کا منہ پر کپڑا لگانا۔ بہر حال نامحرموں سے پردہ کرنے کے لئے کوئی طریقہ اختیار کرنا' 3- ناخن کاٹنا'

4-بال صاف کرنا' 5-خوشبو استعمال کرنا' 6- جماع کرنا' 7- خشکی کے حیوان کا شکار کرنا'
8-واجبات حج میں سے کوئی واجب ترک کرنا۔

احرام کی حالت میں شکار کرنا

محرم صید سے بچے' صید کے معنی ہیں شکار کرنا یا شکار کھانا یعنی محرم شکار کرنے اور شکار کھانے سے بچے۔

محرم کے لئے دریائی شکار مطلقاً حلال ہے۔ جانور حلال ہو یا حرام' دریا حرم کا ہو یا بیرون حرم۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بجو کے متعلق پوچھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اور جب محرم اسے شکار کرے تو اس کے عوض بھیڑ دے دے" (مشکوۃ صفحہ 237)

☆ درندے اور شکاری جانور کا شکار حلال ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ جانور وہ ہیں جنہیں حرم یا احرام میں مارنے والے پر گناہ نہیں۔

1- الفارة	چوہا
2-الغراب	کوا
3-الحداءة	چیل
4-العقرب	بچھو
5-الکلب العقور	دیوانہ کتا

(مسند احمد صفحہ 50 ج 2)

یہ پانچ جانور ہیں' یعنی اپنے نفع کے بغیر دوسرے کا نقصان کر دینے والے' ان کا قتل ہر جگہ اور ہر حال میں درست ہے یعنی احرام میں ہوں یا نہ ہوں۔ دیوانہ کتا فرمانے سے معلوم ہوا شکاری' آوارہ یا پالتو کتا مارنا درست نہیں۔

یہ حدیث شریف ان احادیث مبارکہ کے خلاف نہیں جن میں پانچ سے زیادہ موذی

جانوروں، درندوں یا حشرات الارض کا ذکر ہے۔

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور موذی ہیں، حل وحرم میں قتل کیے جائیں۔

1-الحية	سانپ
2- الغراب الابقع	چتکبرا کوا
3- الفارة	چوہا
4-الكلب العقور	دیوانہ کتا
5- الحديا	چیل

(مشکوۃ صفحہ 236)

دونوں روایات کے مطابق درج ذیل موذی جانوروں اور حشرات الارض کو مارنا جائز ہے۔ 1-چیل، 2-کوا، 3-چتکبرا کوا، 4-چوہا، 5-دیوانہ کتا، 6-سانپ، 7-بچھو۔

سانپ، درندہ شکاری، موذی جانور جیسے شیر، بھیڑیا وغیرہ بھی حل وحرم میں احرام وحلال میں مارنا منع نہیں۔

پھر محرم کے شکار کی دو صورتیں:

1- ایک یہ کہ محرم خود جس شکار کو مارے یہ جانور تو تمام مسلمانوں کے لئے حرام ہے کہ محرم کا شکار کسی کو "حلال" نہیں۔

2- دوسرے یہ کہ محرم (احرام والا) حلال (جس نے احرام نہیں باندھا) کو شکار بتائے یا مدد کرے یہ شکار "حلال" تو کھا سکتا ہے، محرم نہیں کھا سکتا۔

مگر ان دونوں صورتوں میں محرم پر شکار کی قیمت خیرات کرنی ہوگی۔

یاد رہے! حملہ آور درندے کو محرم قتل کر سکتا ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"محرم حملہ کرنے والے درندے کو قتل کر سکتا ہے"۔ (مشکوۃ صفحہ 236)

اس حدیث کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ جب درندہ محرم پر حملہ آور ہو تو محرم

اسے قتل کر سکتا ہے ورنہ نہیں اور دوسرا یہ کہ حملہ کرنے والے درندوں کا قتل جائز ہے کیونکہ درندے حملہ کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ لہٰذا محرم انہیں قتل کر سکتا ہے۔

سعی میں غلطیاں

☆ سعی کے چار یا زیادہ پھیرے بلا عذر چھوڑ دیئے یا سواری پہ کیے تو دم لازم ہے لیکن حج ہو گیا اور چار سے کم پھیرے بلا عذر چھوڑ دیئے تو ہر پھیرے کے بدلے صدقہ اور اعادہ کر لیا تو دم اور صدقہ ساقط ہو گیا اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو معاف ہے یہی حکم ہر واجب کا ہے کہ اس کو عذر صحیح کی وجہ سے ترک کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

☆ طواف سے پہلے سعی کر لی اور اعادہ نہ کیا تب بھی دم لازم ہو گیا۔ (درمختار)

☆ طواف کر کے حالت جنابت میں یا بے وضو سعی کی تو سعی کے اعادے کی ضرورت نہیں۔ (ایضاً)

☆ سعی میں احرام یا زمانہ حج شرط نہیں' اگر نہ کر سکا تو جب بھی کرے گا ادا ہو جائے گی۔ (جوھرہ)

وقوف عرفہ و مزدلفہ و رمی کی غلطیاں

☆ اگر کوئی حاجی غروب آفتاب سے پہلے ہی عرفات سے چلا گیا تو اس پر دم لازم ہے پھر اگر غروب سے پہلے واپس آ گیا تو دم ساقط ہو گیا اور اگر غروب کے بعد واپس آیا تو ساقط نہ ہوا اور عرفات سے چلے آنا چاہیے اختیار سے ہو یا بے اختیار (مثلاً سواری پہ سوار تھا تو وہ اسے بھگا لے گئی) دونوں صورتوں میں دم لازم ہے۔ (عالمگیری)

☆ اگر کسی حاجی نے دسویں ذی الحجہ کی صبح کو مزدلفہ میں بلا عذر وقوف نہ کیا تو دم دے۔ ہاں اگر کمزور ہو یا عورت نے رش کی وجہ سے وقوف ترک کر دیا تو کوئی جرمانہ نہیں۔ (جوھرہ)

☆ اگر کسی نے ایک دن بھی رمی نہیں کی یا صرف ایک دن کی مکمل یا اکثر ترک کر دی۔ مثلاً دسویں کو تین کنکریاں ماریں یا دسویں کے بعد دس کنکریاں تک ماریں یا کسی دن کی رمی بالکل یا اکثر دوسرے دن کی' تو ان تمام صورتوں میں دم دے گا اور اگر کسی دن کی رمی

نصف سے کم چھوڑی مثلاً دسویں کو چار کنکریاں ماریں اور تین چھوڑ دیں یا اور دنوں کی گیارہ ماریں اور دس چھوڑ دیں یا دوسرے دن رمی کی' تو ہر کنکری پہ ایک صدقہ دے اور اگر صدقوں کی قیمت دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر دے۔ (عالمگیری' شامی)

قربانی اور حلق میں غلطی

☆ اگر کسی نے حرم میں حلق نہ کیا بلکہ حدود حرم سے باہر کیا یا بارہویں کے بعد کیا یا رمی سے پہلے کیا یا قارن و متمتع نے قربانی سے پہلے کیا یا ان دونوں نے رمی سے پہلے قربانی کی تو ان تمام صورتوں میں دم ہے (درمختار)

☆ عمرہ کا حلق بھی حرم میں ہونا ضروری ہے ورنہ دم لازم ہوگا لیکن اس میں وقت کی شرط نہیں ہے۔ (ایضاً)

☆ اگر حاجی نے بارہ ذی الحجہ کے بعد حرم سے باہر سر منڈایا تو دو دم لازم ہو گئے ایک حرم سے باہر حلق کرنے کا اور دوسرا بارہ کے بعد کرنے کا (شامی)

یاد رہے! حج کی تین قسمیں ہیں۔

1- حج -قرآن (تکبر القاف) کہ میقات سے حج و عمرہ دونوں کی اکٹھی نیت سے احرام باندھے اور مکہ شریف میں حاضر ہو کر پہلے عمرہ کرے اور پھر اس احرام سے حج بھی کرے یہ حج (مشقت زیادہ ہونے کی وجہ سے) امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک افضل ہے۔

2- حج تمتع کہ صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد احرام کھول دیا جائے پھر حج کے دنوں سے پہلے یا آٹھ ذی الحجہ کو حج کے لئے مکہ مکرمہ کی حدود میں ہی احرام باندھ لے۔

بعض نے حج تمتع کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے ایک وہ جو ہدی کے ساتھ ہو دوسرا وہ جو بغیر ہدی کے ہو۔ (مرآۃ)

3- حج افراد' صرف حج کا احرام ہی باندھے اور عمرہ کو حج کے ساتھ نہ ملایا جائے۔

حج قرآن کرنے والے کو قارن' تمتع والے کو متمتع اور حج افراد کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں۔

اعمال حج وعمرہ اور ان کے احکام

افعالِ عمرہ

عمل	حکم
احرام عمرہ	شرط
طواف مع رمل	رُکن
سعی	واجب
سر منڈانا یا بال کترانا	واجب

افعالِ حج افراد

عمل	حکم
احرام	شرط
طوافِ قدوم	سنت
وقوفِ عرفہ	رکن (فرض)
وقوف مزدلفہ	واجب
رمی جمرۂ عقبہ	واجب
قربانی	اختیاری
سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
طوافِ زیارت	رکن (فرض)
سعی	واجب
رمی جمار	واجب

افعالِ قرآن

عمل	حکم
احرام حج وعمرہ	شرط
طواف عمرہ مع رمل	رکن (فرض)
سعی عمرہ	واجب
طوافِ قدوم مع رمل	سنت
سعی	واجب
وقوفِ عرفہ	رکن (فرض)
وقوفِ مزدلفہ	واجب
رمی جمرۂ عقبہ	واجب
قربانی	واجب
سر کے بال منڈانا یا کتروانا	واجب
طوافِ زیارت	رکن (فرض)
رمی جمار	واجب
طواف وداع	واجب

طوافِ وداع	واجب

نوٹ:- قارن کے لئے طوافِ قدوم کے بعد سعی افضل ہے۔ اگر اس وقت سعی نہیں کی تو طوافِ زیارت کے بعد ضرور کرے ورنہ واجب ترک ہوگا۔

افعالِ تمتع جبکہ ہدی ساتھ نہ ہو			
		قربانی	واجب
وقوفِ مزدلفہ	واجب	سر منڈوانا یا بال کتروانا واجب	
رمی جمرۂ عقبہ	واجب	طوافِ زیارت مع رمل رکن (فرض)	
احرام عمرہ	شرط	سعی	واجب
طواف عمرہ مع رمل	رکن (فرض)	رمی جمار	واجب
سعی عمرہ	واجب	طوافِ وداع	واجب
سر کے بال منڈوانا یا کتروانا	واجب		
آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا شرط			
وقوفِ عرفہ	رکن		

حاجیوں کی سہولت کے لئے چارٹ

ذیل کے نقشے کے ذریعے نہایت اختصار سے بتایا گیا ہے کہ ایک حاجی کو گھر سے روانہ ہوکر اختتام حج تک کیا کچھ اور کس ترتیب سے کرنا ہوگا۔

1	2	3
گھر سے روانگی	حدود میقات پر پہنچ کر غسل یا وضو کر کے احرام باندھنا	باوضو شہر مکہ مکرمہ میں داخل ہونا اور مسجد حرام میں حاضری

4	5	6
استلام حجر اسود کے بعد طواف یعنی خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا	طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نفل واجب الطواف ادا کرنا	طواف کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا بعد ازیں مسجد حرام میں دو رکعت نماز پڑھنا

9	8	7
9 ذی الحجہ کو میدان عرفات میں جانا	منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر ادا کرنا	8 ذی الحجہ کو طواف قدوم کر کے صبح سویرے منیٰ جانا

12	11	10
10 ذی الحجہ کو مزدلفہ سے بعد نماز فجر منیٰ واپس آنا، جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا	9 ذی الحجہ کو غروب آفتاب کے بعد رات کے کسی حصہ میں مزدلفہ پہنچنا اور مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھنا	میدان عرفات میں زوال سے لے کر 10 ذی الحجہ طلوع صبح صادق سے پہلے تک کسی وقت بھی وقوف کرنا

15	14	13
11، 12 ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام کرنا اور ان تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا	10، 11 اور 12 ذی الحجہ میں سے کسی دن طواف زیارت کر لینا	10 ذی الحجہ کو قربانی کرنا، سر منڈوانا اور طواف زیارت کے لئے خانہ کعبہ جانا

18	17	16
12 یا 13 ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ واپس آ کر طواف وداع کرنا اور آب زمزم پی کر مکہ مکرمہ سے رخصت ہونا	ہر فرض اور واجب کا اس کے مقام اور وقت پر ادا کرنا	اگر 12 ذی الحجہ کو منیٰ سے نہ نکل سکیں تو 13 ذی الحجہ کو کنکریاں مار کر مکہ مکرمہ روانہ ہونا

(بشکریہ: ماہنامہ سیدھا راستہ دسمبر 2005ء)

عمرہ کرنے کا مختصر طریقہ

غسل یا وضو کر کے دو اَن سلی چادریں زیب تن کر لے۔ بال، ناخن غسل، وضو سے پہلے کاٹ لے۔ کیونکہ بحالت احرام یہ کام ممنوع ہیں۔ جوتا ایسا استعمال کرے کہ پاؤں کے اوپر درمیان والی ہڈی کھلی رہے، پیٹی باندھنے کی اجازت ہے، خوشبودار منجن، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ

استعمال نہ کرے نہ ہی ٹشو پیپر (Tissue Paper) استعمال کرے' چہرے کو کپڑا وغیرہ نہ لگائے' اگر خوشبودار ہے تو دم لازم آئے گا۔ الغرض! نیت سے قبل احرام کی چادریں باندھ لے' کندھے ڈھانپ لے اور سر بھی ڈھانپ کر دو رکعت نماز بہ نیت احرام ادا کرے اگر مکروہ وقت نہ ہو۔ یہ دو رکعت سنت احرام ہیں پہلی رکعت میں بعد الفاتحہ سورۃ کافرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھنا مستحب ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر سر ننگا کرے اور بیٹھے بیٹھے عمرہ کی اس طرح نیت کرے: اللھم انی ارید العمرۃ فیسرھا لی وتقبلھا منی۔ اس کے بعد مرد تمام نمازیں ننگے سر پڑھیں۔ نیت کے بعد تین مرتبہ تلبیہ مرد باواز بلند پڑھے۔ ایک بار پڑھنا شرط ہے تین بار پڑھنا مستحب۔

پھر حضور علیہ السلام پہ بآواز خفی درود بھیج کر یہ دعا مانگے: اللھم انی اسئلك رضاك والجنۃ واعوذ بك من غضبك والنار۔ ہر نئی حالت پہ تلبیہ کہنا مستحب ہے۔ مثلاً سواری پہ سوار ہوتے ہوئے' اترتے ہوئے' مڑتے ہوئے' بلندی پستی پہ' سوتے جاگتے' فرائض و نوافل کے بعد' کسی سے ملتے وقت' بلندی پہ چڑھتے ہوئے ساتھ تکبیر بھی ملا لے اور اترتے ہوئے تسبیح۔ مکہ شریف میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

اللھم ان ھذا حرمك وحرم رسولك فحرم لحمی ودمی وعظمی علی النار اللھم امنی من عذابك یوم تبعث عبادك واجعلنی من اولیاءك واھل طاعتك وتب علی انك انت التواب الرحیم۔

حرم شریف میں داخل ہوتے وقت یوں کہے: بسم اللّٰہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللّٰہ۔ دایاں قدم اندر رکھے اور مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھے اور ساتھ اعتکاف کی نیت کر لے' بیت اللہ پر نظر پڑے تو تین مرتبہ تکبری کہے اور تین مرتبہ لا اللہ الا اللّٰہ کہے۔ پھر جو دعا آتی ہو مانگے۔ ایک دعا یہ ہے: اعوذ بك برب البیت من الکفر والفقر ومن ضیق الصدر و عذاب القبر۔ اس وقت کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مستحب ہے بعد ازاں ہاتھ اُٹھا کر دعا نہ مانگے۔ تحیۃ المسجد ادا کیے بغیر طواف میں مصروف ہو جائے مگر جب کہ نماز قضا ہونے کا یا مستحب وقت یا جماعت نکل جانے کا خوف ہو۔

طواف حجرِ اسود سے شروع کرے اس طرح کہ حجرِ اسود کو دائیں جانب رکھے یعنی کالی پٹی سے پہلے کھڑا ہو۔ طواف کی نیت یہ ہے:

اللھم انی ارید طواف الحرم سبعۃ اشواط للّٰہ تعالٰی فیسرہ لی وتقبلہ منی۔ پھر چلے اور کالی پٹی پہ آ کر سینہ اور منہ حجر اسود کی طرف کرے۔ تکبیر کہے اور ہاتھ اٹھائے پھر پہلی دفعہ حجرِ اسود کے سامنے کھڑا ہو کر بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد کہے۔ پھر تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ اُٹھائے کہ ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف ہوں پھر استلام کرے یعنی ممکن ہو تو بوسہ لے ورنہ اس کی طرف ہاتھ اُٹھا کر ہاتھوں کو چوم لے اور طواف شروع کر دے ہاتھ کھلے چھوڑ دے۔ افضل یہ ہے کہ دعاؤں کی بجائے تلاوت قرآن کرتا رہے۔ بیت اللہ کے دروازے کی طرف نہ بڑھے بلکہ بایاں کندھا بیت اللہ کی طرف رہے نہ کہ چہرہ اور سینہ۔ طواف کے دوران بیت اللہ کو پیٹھ بھی نہ کرے۔ رکن یمانی پہ پہنچے تو اس کو چھو کر استلام کرے بوسہ نہ دے۔ دونوں ہاتھوں سے یا دائیں ہاتھ سے چھوئے، بائیں ہاتھ سے نہ چھوئے، نہ چھو سکے تو اشارہ ہی کافی ہے۔ ایک چکر مکمل ہو تو حجرِ اسود کے سامنے آ کر استلام کرے اور اللّٰہ اکبر، لا الہ الا اللّٰہ والصلوٰۃ والسلام علٰی رسول اللّٰہ پڑھے پورے طواف میں آٹھ مرتبہ استلام ہوگا۔ پیشاب پاخانہ دبا کر طواف کرنا مکروہ ہے۔ پہلے تین چکروں میں رمل کرے اور یہ صرف اس طواف میں ہوگا جس کے بعد سعی ہو یعنی عمرہ و حج کا طواف اسی طرح اضطباع (دایاں کندھا ننگا رکھ کر طواف کرنا) بھی۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم پہ نماز پڑھے (دو رکعت واجب الطّواف) اگر مکروہ وقت نہ ہو ورنہ بعد میں پڑھ لے۔ پھر زمزم پئے اور سعی کی طرف چلا جائے۔ صفا پہ جائے اور یہ پڑھے: ابدا ابما بدأ اللّٰہ تعالٰی بہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ۔ قبلہ رو ہو کر اس طرح سعی کی نیت کرے۔

اللھم انی ارید السعی بین الصفا والمروۃ سبعۃ اشواط للّٰہ تعالٰی فیسرہ لی وتقبلہ منی۔ میلین اخضرین میں دوڑ کر چلنا سنت ہے۔ صفا و مروہ پہ چڑھے تو دونوں ہاتھ دعا کی طرح اُٹھائے نہ کہ تکبیرِ تحریمہ کی طرح۔ دعائیں یاد نہ ہوں تو اللہ کی حمد و ثنا کرتا

رہے۔ اگر وضو ٹوٹ جائے تو بے وضو ہی سعی کرے۔ سعی سے فارغ ہو کر بال منڈانے سے پہلے مسجد میں آکر دو رکعت ادا کرنا مستحب ہے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ پھر حلق کرائے یا قصر (عمرہ مکمل ہوا)

حج وعمرہ کے متفق علیہ اور اجماعی مسائل

حج اور عمرہ کے اکثر مسائل میں آئمہ فقہ کا اختلاف پایا جاتا ہے لیکن کئی مسائل ایسے بھی ہیں کہ جو متفق علیہ ہیں اور ان میں آئمہ کرام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور اگر بعد کے فقہاء مجتہدین نے اختلاف کیا بھی ہے تو معمولی نوعیت کا' جس کی ہر مسئلہ کے ساتھ وضاحت کر دی گئی ہے۔

☆ شوہر بیوی کو نفلی حج پر جانے سے روک سکتا ہے۔

☆ اسلامی فریضہ کے طور پر حج عمر میں ایک ہی بار ہے' ہاں اگر کوئی حج کی نذر مان لے تو ادا واجب ہے۔

☆ مواقیت (احرام کی منزلیں) وہی ہیں جو حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔

☆ اگر کسی نے میقات سے پہلے احرام باندھ لیا تو وہ احرام میں داخل ہو گیا۔ (لیکن میقات سے احرام باندھنا افضل ہے اور اس سے پہلے مکروہ ہے) التحقیق

☆ احرام بغیر غسل کے جائز ہے۔ (مگر غسل کر لینا مستحب ہے)

☆ احرام کے لئے غسل واجب نہیں۔ (مفتی مکہ امام عطا بن ابی رباح اور امام حسن بصری کے نزدیک احرام باندھنے کا غسل واجب ہے) ابن منذر

☆ حج وعمرہ کا دارومدار دل کے ارادہ پر ہے نہ کہ زبان سے تلبیہ (لبيك اللّٰهم لبيك) کی ادائیگی پر' لہٰذا اگر کسی نے حج کا دلی ارادہ کیا' اور زبان سے حج کا تلبیہ نکل گیا' تو دل کی نیت کا اعتبار کرتے ہوئے حج یا عمرہ ادا کرے گا۔

☆ جس نے حج کے مہینوں میں فریضہ حج کی نیت کرتے ہوئے لبیک پکارا (اور حج ادا کر لیا) تو اس نے اپنے فریضہ کو ادا کر لیا۔ حج کے مہینے یہ ہیں: شوال' ذی قعدہ' ذی الحجہ کے پہلے دس دن (التحقیق)

☆ محرم کے لئے ممنوعہ اشیاء یہ ہیں، جماع، شکار، خوشبو، بعض قسم کے کپڑے، بال کاٹنا اور ناخن تراشنا۔

☆ مذکورہ اشیاء محرم کے لئے حالت احرام میں منع ہیں، البتہ پچھنا لگوانا جائز ہے۔

☆ حج میں وقوف عرفہ سے پہلے جس نے اپنی بیوی سے قصداً جماع کیا، اس پر حج کی قضا آئندہ واجب ہو گی اور قربانی کا جانور بھی۔ (عطاء بن ابی رباح اور قتادہ بن دِعامہ سدوسی کا اس مسئلہ میں اختلاف منقول ہے) ابن منذر

☆ محرم کے لئے مندرجہ ذیل اشیاء ممنوع ہیں، سر منڈانا، بال اکھاڑنا، یا کیمیاوی طریقہ سے بالوں کو صاف کرنا۔

☆ بسبب علت و بیماری حالت احرام میں سر منڈانا جائز ہے۔

☆ حالت احرام میں سر منڈانیوالے پر فدیہ واجب ہے۔

☆ حالت احرام میں ناخن تراشنا منع ہے۔

☆ ٹوٹا ہوا ناخن وغیرہ حالت احرام میں الگ کر دینا جائز ہے۔

☆ مرد کو حالت احرام میں قمیص، پاجامہ، پگڑی، ٹوپی اور موزہ پہننا منع ہے۔

☆ عورت کو حالت احرام میں قمیص، جمپر، شلوار، اوڑھنی اور موزہ پہننا جائز ہے۔

☆ مرد کو حالت احرام میں سر ڈھانکنا منع ہے۔

☆ مرد کو حالت احرام میں زعفران اور وَرْس میں رنگا کپڑا پہننا بھی منع ہے۔

☆ عورتوں کو بھی حالت احرام میں وہی چیزیں منع ہیں جو مردوں کو صرف احرام کے کپڑوں میں عورتیں الگ ہیں۔ (زیور پہننا اور خضاب لگانا بھی ان کے لیے جائز ہے)۔

☆ محرم نے حالت احرام کو یاد رکھتے ہوئے قصداً شکار کر لیا تو اسے بطور کفارہ فدیہ دینا واجب ہے۔ مجاہد کے قول کے مطابق اگر حالت احرام میں قصداً شکار کر لے اور احرام کی حالت یاد نہ ہو تو اس غلطی کا کفارہ ادا کرے گا۔ لیکن حالت احرام کو یاد رکھتے ہوئے قصداً شکار کر لے تو اس پر کوئی حکم نہیں لگایا جائے گا۔ مجاہد کا یہ قول سورۂ مائدہ کی

آیت نمبر ۹۵ کے خلاف ہے۔ (ابن منذر)

☆ حالت احرام میں شکار کے بدلے ایک بکری ادا کی جائے گی۔

☆ حرم کے کبوتر کا شکار کرنے پر ایک بکری (بطور فدیہ) واجب ہوگی۔ (امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کبوتر کی قیمت ادا کی جائے گی۔)

☆ حالت احرام میں دریائی شکار اور اس کی خرید و فروخت اور کھانا سب جائز ہے۔

☆ حالت احرام میں ان جانوروں کا قتل کرنا جائز ہے جن کے بارے میں حدیث میں صراحت آئی ہے۔

☆ لیکن ابراہیم نخعی چوہیا کے قتل سے منع فرماتے ہیں۔ (ابن المنذر)

☆ اگر درندہ نے کسی محرم کو تکلیف دی اور اس نے اسے حالت احرام میں قتل کر دیا تو کوئی فدیہ وغیرہ واجب نہیں۔

☆ حالت احرام میں بھیڑیے کا قتل جائز ہے۔ (جیسا کہ مرسل حدیث میں آیا ہے جس کے راوی ثقہ ہیں) التحقیق

☆ حالت احرام میں غسل جنابت جائز ہے۔ (صرف امام مالک کے ہاں حالت احرام میں پانی کے اندر سر ڈبونا مکروہ ہے) (ابن منذر)

☆ حالت احرام میں مسواک جائز ہے۔

☆ حالت احرام میں تیل، گھی اور چربی کھانا جائز ہے۔

☆ حالت احرام میں سر کے علاوہ پورے بدن پر تیل کی مالش کرنا جائز ہے۔

☆ حالت احرام میں حمام (غسل خانہ) میں جانا (یعنی گرم پانی سے غسل کرنا) جائز ہے۔ (امام مالک کے نزدیک اس حالت میں میل کچیل دور کرنے پر فدیہ ہے)۔

☆ حجر اسود پر سجدہ کرنا (یعنی بوسہ کے بعد اس پر پیشانی رکھنا) جائز ہے۔ (عند المالک بدعت ہے)

☆ عورتوں پر طواف اور صفا و مروہ کی سعی میں رمل واجب نہیں۔

☆ اثناء طواف پانی پینا جائز ہے۔

☆ اگر کسی کو طواف کے چکروں (کی تعداد) میں شک ہو جائے تو یقینی تعداد پر بنا کرتے ہوئے طواف پورا کرے گا۔

☆ اگر کسی نے طواف کے سات پھیروں میں سے کچھ کیا اور فرض نماز باجماعت قائم ہو گئی تو نماز کے بعد وہ وہیں سے اپنا باقی طواف شروع کرے گا۔ (صرف حسن بصری نے اس میں اختلاف کیا ہے)

☆ جس نے طواف کے سات پھیرے کیے اور (مقام ابراہیم پر) دو رکعت نماز پڑھی' اس نے صحیح عمل کیا۔

☆ مریض کو طواف کرایا جائے گا اور یہ اس کے لیے کافی ہو گا۔ (عطاء بن ابی رباح کے نزدیک مریض کی طرف سے اجرت پہ کوئی دوسرا طواف کر سکتا ہے)

☆ بچہ کو بھی طواف کرایا جائے گا۔

☆ مسجد کے باہر سے طواف درست نہیں۔

☆ زمزم کے پیچھے سے بھی طواف درست ہے۔

☆ طواف کرنے والا (طواف) کی دو رکعت (مسجد حرام میں) جہاں چاہے ادا کرے۔ (عندالمالک حجر اسماعیل میں درست نہیں)

☆ طواف اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز کے بعد حجر اسود کا بوسہ جائز ہے' جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت مذکور ہے۔

☆ جس نے صفا سے سعی شروع کی اور مروہ پر ختم کی اس نے سنت کے مطابق سعی کی۔

☆ اگر کسی نے بغیر وضو صفا و مروہ کی سعی کی تو یہ بھی جائز ہے۔ (حسن بصری کے ہاں اگر حلال ہونے سے پہلے بے وضو ہونا یاد آ گیا تو طواف دہرائے یا طواف اور سعی دونوں بے وضو کیے تو بھی طواف دہرائے گا)

☆ آفاقی اگر عمرہ کی غرض سے حج کے مہینوں میں مکہ گیا اور مکہ ہی میں رہتے ہوئے اسی سال حج بھی کر لیا' تو اس کا حج' حج تمتع ہے' لہٰذا اگر قربانی کا جانور میسر ہو تو قربانی کرے' ورنہ روزہ رکھے۔

☆ حج کے مہینوں میں عمرہ کی غرض سے اگر کوئی مکہ میں داخل ہوا' تو بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے حج بھی اس پر داخل ہو گیا۔ (یعنی اس پر حج قران کا حکم لگے گا اور قران کی شرائط واجب ہوں گی) (تفسیر قرطبی ۲/۳۹۸)

☆ اگر کسی نے عرفہ کی رات منیٰ میں گزار دی' اور صحیح وقت سے عرفہ پہنچ گیا تو کوئی حرج نہیں۔

☆ منیٰ میں جہاں چاہیں حاجی پڑاؤ ڈالیں۔

☆ میدان عرفات میں امام ظہر اور عصر کی نماز بیک دیگر پڑھائے گا۔ الگ پڑھنے والے (جو امام کے ساتھ جماعت نہ پاسکیں) بھی دونوں نماز اکٹھا پڑھیں گے۔

☆ وقوف عرفہ فرض ہے' جس سے وقوفِ عرفہ چھوٹ گیا اس کا حج نہیں ہوا۔

☆ عرفہ کے روز زوال آفتاب کے بعد رات و دن میں جب کسی نے میدان عرفات میں وقوف کرلیا' اس نے حج پالیا۔ (امام مالک کا اس میں اختلاف ہے' ان کے ہاں اس پر آئندہ حج واجب ہوگا)

☆ میدان عرفات میں بلا وضو بھی کسی نے وقوف کرلیا' تو اس نے حج پالیا' اور اس پر کوئی کفارہ واجب نہیں۔

☆ (میدان مزدلفہ میں) مغرب اور عشاء کی نماز کا جمع کرنا سنت ہے۔

☆ دونوں نمازوں کو جمع کرنے والا درمیان میں سنت و نفل نہیں ادا کرے گا۔

☆ مزدلفہ سے منیٰ پہنچ کر کنکریاں مارنے میں جس قدر دیر ہو جائے جائز ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے (دس ذی الحجہ) قربانی کے روز طلوع آفتاب کے بعد جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارا۔

☆ قربانی کے روز صرف جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماری جائیں۔

☆ قربانی کے روز طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے اگر کسی نے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارلیں تو درست ہے۔

☆ کسی بھی طرح کنکریاں چلائی جائیں' اگر صحیح جگہ پہنچ گئیں تو درست ہے۔

☆ جس نے ایام تشریق میں زوال آفتاب کے بعد کنکریاں ماریں تو اس کا یہ عمل درست ہے۔ (یعنی زوال آفتاب سے پہلے بھی کنکریاں مارنا جائز ہے۔

شیخ عبداللہ بن زید المحمود نے "یسر الاسلام ف یا حکام بیت اللہ الحرام" میں زوال سے پہلے جمرات کو کنکری مارنے کے جواز کی تحقیق پیش کی ہے' اور عطا بن اب یرباح مفتی مکہ' اور طاؤس بن کیسانی یمانی ایامِ تشریق میں زوال سے پہلے جمرات کو کنکریاں مارنے کے علی الطلاق قائل ہیں۔) (التحقیق)

☆ گنجا' بال مونڈتے وقت اپنے سر پر استرا پھیرے گا۔

☆ عورتوں کو بال مونڈنا نہیں ہے۔ (بلکہ صرف قصر ہے)

☆ واجبی طواف طوافِ افاضہ ہے۔ (یعنی قربانی کے دن کا طواف)

☆ اگر کسی نے طواف افاضہ ایام تشریق میں ادا کیا اور قربانی کے روز نہ کر سکا' اس نے اس فرض کو ادا کر دیا جو اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کیا تھا' اور تاخیر کا کوئی کفارہ اس پر نہیں۔

☆ جو بچہ کنکریاں مارنے کی طاقت نہیں رکھتا' اس کی کنکریاں' ماری جائیں گی۔

☆ بال مونڈنے کے بجائے چھوٹے (قصر) کرانا درست ہے۔ (حسن بصری فرماتے ہیں جس نے حج بطور فرض ادا کیا اس پر سر مونڈنا (حلق) واجب ہے۔)

☆ غیر ایام حج میں اگر کوئی (مکہ سے) منیٰ جائے تو نماز قصر نہیں کرے گا۔

☆ کوئی آفاقی حج سے نکل کر منیٰ سے پہلے ہی کوچ میں اپنے وطن واپس جانا چاہتا ہے' تو دوسرے روز جانے سے پہلے زوال کے بعد کنکریاں مار لے۔ (حسن بصری اور ابراہیم نخعی کا اس میں اختلاف ہے)

☆ طواف اور سعی (صفا' مروہ کی دوڑ) سے پہلے جماع کرنے والے نے حج خراب کر دیا۔

☆ خارج حرم اگر کسی نے عمرہ کے احرام کی نیت کی تو احرام لازم ہوگا۔

☆ جو بیت اللہ تک پہنچنے سے مایوس ہو جائے اور احرام کھول دینا ہے اس کے لئے جائز

ہو چکا ہو لیکن اس نے احرام تبدیل نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اس کی رکاوٹ جاتی رہے۔ ایسے شخص پر واجب ہے کہ بیت اللہ جائے اور اپنا حج پورا کرے۔

☆ جو فریضۂ حج کے ادا کرنے پر قادر ہے' ضروری ہے کہ بذات خود اس فریضہ کو ادا کرے' دوسرا اس کی طرف سے ادا کرے تو مقبول نہیں۔

☆ مرد کو عورت کا حج بدل' اور عورت کو مرد کا حج بدل کرنا جائز ہے۔ حسن بن صالح ہمدانی کا خیال ہے کہ ایسا حج بدل مکروہ ہے۔ (ابن المنذر)

ابن قدامہ نے المغنی (184/2) میں لکھا ہے کہ حسن بن صالح کا یہ خیال حدیث کے ظاہری مفہوم سے غفلت کی بنیاد پر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو اپنے باپ کا حج بدل کرنے کا حکم دیا تھا۔ (التحقیق)

☆ فریضۂ حج بچہ سے معاف ہے۔

☆ مجنون یا بچہ کو سات لے کر انہیں حج کرایا گیا' پھر مجنون شفایاب ہو گیا' یا بچہ بالغ ہو گیا تو ان کا یہ حج فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے کافی نہ ہو گا (بلکہ انہیں از سر نو حج ادا کرنا ہو گا اگر استطاعت ہو)

☆ (حج کے سلسلہ میں) بچوں کے جرم (کا فدیہ) انہیں کے مال میں ان پر واجب ہے۔

☆ حرم کے شکار حرام ہیں' شکاری حالت احرام میں ہو یا نہ ہو۔

☆ حرم کے پودے کاٹنا حرام ہے۔

☆ حرم کی جملہ پیداوار جس کی کاشت لوگوں نے کی ہے (ان کا کاٹنا) جائز ہے' جیسے سبزیاں' غلے اور خوشبودار پودے وغیرہ۔

(کتاب الاجماع لابن المنذر رنیشاپوری)

حج، عمرہ اور حاضری مدینہ منورہ کی دعائیں

گھر سے روانگی کی دعا اَللّٰھُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَ
بِكَ اعْتَصَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ ثِقَتِيْ وَ اَنْتَ
رَجَائِيْ اَللّٰھُمَّ اكْفِنِيْ مَا اَهَمَّنِيْ وَمَالَا اَهْتَمُّ بِهٖ وَمَا اَنْتَ
اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ عَزَّ جَارُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰھُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوٰى
وَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَوَجِّهْنِيْ اِلَى الْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ اَللّٰھُمَّ
اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ
بَعْدَ الْكَوْرِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ بِسْمِ
اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نَّزِلَّ اَوْنُزَلَّ اَوْنَضِلَّ اَوْنُضَلَّ اَوْ
نَظْلِمَ اَوْنُظْلَمَ اَوْنَجْهَلَ اَوْيَجْهَلَ عَلَيْنَا اَحَدٌ ؕ

سفر سے بخیریت واپس ہونے کی دعا اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ
لَرَادُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ

کسی سواری پر بیٹھنے کی دعا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ
مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝

جہاز پر سوار ہونے کی دعا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ
رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ

صرف عمرہ کی نیت اَللّٰھُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ

حج افراد یعنی صرف حج کی نیت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهٖ مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی ،

حج تمتع کی نیت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی ،

حج قرآن یعنی حج اور عمرہ دونوں کی نیت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهِمَا مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی۔

تلبیہ یعنی لبیک کہنا لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ ط لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ط لَاشَرِیْكَ لَكَ ط اَللّٰهُمَّ اَحْرَمَ لَكَ شَعْرِیْ وَبَشْرِیْ وَعَظْمِیْ وَدَمِیْ مِنَ النِّسَآءِ وَالطِّیْبِ كُلَّ شَیْءٍ حَرَّمْتَهٗ عَلَی الْمُحْرِمِ اِبْتَغٰی بِذٰلِكَ وَجْهَكَ الْكَرِیْمَ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ كُلُّهٗ بِیَدَیْكَ وَالرَّغْبَآءُ اِلَیْكَ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ لَبَّیْكَ ذَا النَّعْمَآءِ وَالْفَضْلِ الْحَسَنِ لَبَّیْكَ مَرْغُوْبًا وَّمَرْهُوْبًا اِلَیْكَ لَبَّیْكَ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَّرِقًّا لَبَّیْكَ عَدَدَ التُّرَابِ وَالْحِصٰی لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ ذَا الْمَعَارِجِ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ مِنْ عَبْدٍ اَبَقَ اِلَیْكَ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ فَرَّاجَ الْكُرُوْبِ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ اَنَا عَبْدُكَ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی اَدَآءِ فَرْضِ الْحَجِّ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا

لَكَ وَاٰمَنُوْا بِوَعْدِكَ وَابْتَغَوْا اَمْرَكَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّفْدِكَ
الَّذِیْنَ رَضِیْتَ عَنْهُمْ وَاَرْضَیْتَ هُمْ وَقَبِلْتَهُمْ ٥

شہر مکہ پر نگاہ پڑتے وقت کی دُعا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِهَا قَرَارًا
وَّارْزُقْنِیْ فِیْهَا رِزْقًا حَلَالًا، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ
وَالْبَلَدُ بَلَدُكَ جِئْتُكَ هَارِبًا مِّنْكَ اِلَیْكَ لِاُ اَدِّیَ فَرَآئِضَكَ
اَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَاَلْتَمِسُ رِضْوَانَكَ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ
الْمُضْطَرِّیْنَ اِلَیْكَ وَالْخَائِفِیْنَ عُقُوْبَتَكَ اَسْئَلُكَ اَنْ
تُقَبِّلَنِیْ الْیَوْمَ بِعَفْوِكَ وَتُدْخِلَنِیْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَتَتَجَاوَزَ عَنِّیْ
بِمَغْفِرَتِكَ وَتُعِیْنَنِیْ عَلٰی اَدَآءِ فَرَآئِضِكَ اَللّٰهُمَّ نَجِّنِیْ مِنْ
عَذَابِكَ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْهَا وَاَعِذْنِیْ
مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط

بابِ السلام میں داخلہ کی دعا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ ط وَمِنْكَ
السَّلَامُ وَاِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا
دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ
عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ط اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ
ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ط،

خانہ کعبہ کی زیارت کے وقت کی دعا اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِكَ وَ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَھْدِكَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّكَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَكَ ھٰذَا تَعْظِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّمَھَابَۃً وَّزِدْ مِنْ تَعْظِیْمِہٖ وَتَشْرِیْفِہٖ مَنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ تَعْظِیْمًا وَّ تَشْرِیْفًا وَّمَھَابَۃً ط اَللّٰھُمَّ ھٰذَا بَیْتُكَ وَاَنَا عَبْدُكَ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلِعَبِیْدِكَ (یہاں اپنا نام لیں) ط اَللّٰھُمَّ انْصُرْہُ نَصْرًا اَعَزَّ بِزًا اٰمِیْنَ ط

حجر اسود دیکھ کر دعا پڑھیے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ،

طواف کی نیت اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

حجر اسود کی طرف ہتھیلیاں اٹھا کر یہ دعا پڑھیں بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اس کے

اس کے بعد آپ طواف شروع کر دیجئے۔

پہلے چکر کی دعا

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا ۢبِکَ وَتَصْدِیْقًا ۢبِکِتَابِکَ وَوَفَاءً ۢبِعَھْدِکَ وَاِتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَ الْمُعَافَاۃَ الدَّآئِمَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

دوسرے چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَالْحَرَمَ حَرَمُکَ وَالْاَمْنَ اَمْنُکَ وَالْعَبْدَ عَبْدُکَ وَاَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَی

النَّارِ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ ط اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ ط اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ط

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ○

تیسرے چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ ،

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

چوتھے چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّ عَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ یَا اَللّٰہُ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ وَّ الْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّ الْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَنِیْ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ لِّیْ مِنْكَ بِخَیْرٍ۔

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ وَ اَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

پانچویں چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْهُكَ وَ اسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّكَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرْبَۃً ھَنِیْئَۃً مَّرِیْئَۃً لَا نَظْمَاُ بَعْدَھَا اَبَدًا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْہُ نَبِیُّكَ

سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعِیْمَھَا وَمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ ،

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○

چھٹے چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّ لَکَ عَلَیَّ حُقُوْقًا کَثِیْرَۃً فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ وَحُقُوْقًا کَثِیْرَۃً فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَلْقِکَ اَللّٰھُمَّ مَا کَانَ لَکَ مِنْھَا فَاغْفِرْہُ لِیْ وَمَا کَانَ لِخَلْقِکَ فَتَحَمَّلْہُ عَنِّیْ وَاَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِطَاعَتِکَ عَنْ مَّعْصِیَتِکَ وَبِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنَّ بَیْتَکَ عَظِیْمٌ وَّوَجْھَکَ کَرِیْمٌ وَّاَنْتَ یَا اَللّٰہُ حَلِیْمٌ کَرِیْمٌ عَظِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ،

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ

النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

ساتویں چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا كَامِلًا وَّيَقِيْنًا صَادِقًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاكِرًا وَّحَلَالًا طَيِّبًا وَّتَوْبَةً نَّصُوْحًا وَّتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ ،

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۝

طواف کے بعد مقام ملتزم کی دعا

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاِخْوَانِنَا وَاَوْلَادِنَا مِنَ النَّارِ يَا ذَا الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَالْفَضْلِ وَالْمَنِّ وَالْعَطَآءِ وَالْاِحْسَانِ ۝ اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَاقِفٌ تَحْتَ بَابِكَ مُلْتَزِمٌ بِاَعْتَابِكَ

مُتَذَلِّلٌ بَيْنَ يَدَيْكَ اَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَاَخْشٰى عَذَابَكَ يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِىْ وَتَضَعَ وِزْرِىْ وَتُصْلِحَ اَمْرِىْ وَتُطَهِّرَ قَلْبِىْ وَتُنَوِّرَ لِىْ فِىْ قَبْرِىْ وَتَغْفِرَ لِىْ ذَنْبِىْ وَاَسْئَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ يَا وَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّىْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَىَّ اَللّٰهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِىْ عَلٰى دِيْنِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ہ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ہ

مقام ابراہیم کی دعا

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّىْ وَعَلَانِيَتِىْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِىْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِىْ فَاَعْطِنِىْ سُؤَالِىْ وَتَعْلَمُ مَا فِىْ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ ذُنُوْبِىْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِىْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِىْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِىْ رِضًا مِّنْكَ بِمَا قَسَمْتَ لِىْ اَنْتَ وَلِىِّ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصَّالِحِيْنَ ہ اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِىْ مَقَامِنَا هٰذَا ذَنْبًا اِلَّا

غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً اِلَّا قَضَيْتَهَا وَيَسَّرْتَهَا فَيَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَ اَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ ٥ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

مقام حجر (حطیم کے اندر) اسماعیل علیہ السلام کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ بِهٖ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ اَللّٰهُمَّ بِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰى وَصِفَاتِكَ الْعُلْيَا طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ كُلِّ وَصْفٍ يُّبَاعِدُنَا عَنْ مُّشَاهَدَتِكَ وَ مَحَبَّتِكَ وَاَمِتْنَا عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَ الشَّوْقِ اِلٰى لِقَآئِكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ - اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِالْعِلْمِ قَلْبِيْ وَاسْتَعْمِلْ بِطَاعَتِكَ بَدَنِيْ وَخَلِّصْ مِنَ الْفِتَنِ سِرِّيْ وَاشْغَلْ بِالْاِعْتِبَارِ فِكْرِيْ وَقِنِيْ شَرَّ وَسَاوِسِ الشَّيْطَانِ وَاَجِرْنِيْ مِنْهُ يَا رَحْمٰنُ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ لَهٗ عَلَيَّ سُلْطَانٌ

رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

زمزم شریف پیتے وقت قبلہ رخ ہو کر یہ دعا پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا کَامِلًا وَّ یَقِیْنًا صَادِقًا وَّ قَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاکِرًا وَّعِلْمًا نَّافِعًا وَّ اَوْلَادًا صَالِحًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا حَلَالًا طَیِّبًا کَثِیْرًا وَّ عَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّتَوْبَۃً نَّصُوْحًا وَّ تَوْبَۃً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَۃً عِنْدَ الْمَوْتِ وَرَحْمَۃً وَّ مَغْفِرَۃً بَعْدَ الْمَوْتِ۔ وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ وَ سُقْمٍ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

سعی شروع کرنے سے پہلے صفا کی پہاڑی پر قبلہ رخ ہو کر یہ دعا پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ۔ اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ بِہٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِاعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ھَدٰنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَوْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَلْھَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ

حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ وَ
ھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ
مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ
تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ٭ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ ۝ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ
وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَ
کَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ کَمَا ھَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَسْئَلُکَ
اَنْ لَّا تَنْزِعَہٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ عَلٰی سُنَّۃِ نَبِیِّکَ
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِہٖ وَ
اَعِذْنِیْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ ط اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ یُّحِبُّکَ وَ
یُحِبُّ رَسُوْلَکَ وَاَنْبِیَآئَکَ وَمَلٰٓئِکَتَکَ وَعِبَادَکَ الصّٰلِحِیْنَ
اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ لِیَ الْیُسْرٰی وَجَنِّبْنِی الْعُسْرٰی اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ عَلٰی
سُنَّۃِ رَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِیْ
مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ
وَاغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اِیْمَانًا
کَامِلًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّنَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّیَقِیْنًا صَادِقًا وَّ

دِیْنًا قِیَمًا وَّ نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ مِنْ كُلِّ بَلِیَّةٍ وَّ نَسْئَلُكَ تَمَامَ الْعَافِیَةِ وَنَسْئَلُكَ الْغِنٰی عَنِ النَّاسِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَا نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادِ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذّٰكِرُوْنَ وَ غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ ٥ اب آپ سعی شروع کردیں۔

سعی کے پہلے چکر کی دعا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهِ الْكَرِیْمِ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا وَّمِنَ اللَّیْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا شَیْءَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ دَآئِمٌ لَّا یَمُوْتُ وَلَا یَفُوْتُ اَبَدًا بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ٥ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ، رَبَّنَا نَجِّنَا مِنَ النَّارِ سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ فَرِحِیْنَ مُسْتَبْشِرِیْنَ مَعَ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ط ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰی بِاللّٰهِ عَلِیْمًا ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حَقًّا حَقًّا، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ ۝

مروہ پہاڑی کے قریب یہ آیت پڑھیں اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ ۝

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ، یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ ۝

دوسرے چکر کی دعا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْفَرْدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنَزَّلِ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ دَعَوْنَاکَ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا کَمَا اَمَرْتَنَا اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ

سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا
اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَکَرَّمْ وَتَجَاوَزْ
عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَالَا نَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ
اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِاعْتَمَرَ
فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ
شَاکِرٌ عَلِیْمٌ ۝

تیسرے چکر کی دعا

اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا
نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ
الْخَیْرَ کُلَّهٗ عَاجِلَهٗ وَاٰجِلَهٗ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْئَلُکَ
رَحْمَتَکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَکَرَّمْ
وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَالَا نَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَعَزُّ
الْاَکْرَمُ ۝ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ۝ وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنِیْ
وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ۝ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ
فِیْ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ
عَذَابِ الْقَبْرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۝
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ
بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ

لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ فَلَکَ الْحَمْدُ حَتّٰی تَرْضٰی۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ ٥

چوتھے چکر کی دعا

اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ مِنْ کُلِّ مَا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الصَّادِقُ الْوَعْدِ الْاَمِیْنُ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ کَمَا هَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَتَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَشَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّیَاحُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ سُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ یَا اَللّٰهُ سُبْحَانَکَ وَمَا ذَکَرْنَاکَ حَقَّ ذِکْرِکَ یَا اَللّٰهُ

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ۝ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ

پانچویں چکر کی دعا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ سُبْحَانَكَ مَا شَكَرْنَاكَ حَقَّ شُكْرِكَ يَا اَللّٰهُ، سُبْحَانَكَ مَا اَعْلَا شَانُكَ يَا اَللّٰهُ، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَنَقِّنِيْ بِالتَّقْوٰى، وَاغْفِرْ لِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِيْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ اَبَدًا ط اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا، وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا، وَّعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَّمِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا

وَّعَظِّمْ لِیْ نُوْرًا رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ

چھٹے چکر کی دعا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَصَدَقَ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی، اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِیْ نَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ وَمَا یُقَرِّبُنِیْٓ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ اَللّٰهُمَّ بِنُوْرِكَ اهْتَدَیْنَا وَبِفَضْلِكَ اسْتَغْنَیْنَا وَفِیْ كَنَفِكَ وَاِنْعَامِكَ وَعَطَآئِكَ وَاِحْسَانِكَ اَصْبَحْنَا وَاَمْسَیْنَا اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَا قَبْلَكَ شَیْءٌ وَّالْاٰخِرُ فَلَا بَعْدَكَ شَیْءٌ وَالظَّاهِرُ فَلَا شَیْءَ فَوْقَكَ وَالْبَاطِنُ فَلَا شَیْءَ دُوْنَكَ نَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَلَسِ وَالْكَسَلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْغِنٰی وَنَسْئَلُكَ الْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ ط رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا

تَعْلَمُ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ ؕ
اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ
اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا
فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ

سعی کے ساتویں یعنی آخری چکر کی دعا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا
اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیَّ الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قَلْبِیْ وَکَرِّہْ اِلَیَّ الْکُفْرَ
وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الرَّاشِدِیْنَ ۔ رَبِّ اغْفِرْ
وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَکَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا لَا
نَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ ۔ اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ بِالْخَیْرَاتِ
اٰجَالَنَا وَحَقِّقْ بِفَضْلِکَ اٰمَالَنَا وَسَھِّلْ لِبُلُوْغِ رِضَاکَ سُبُلَنَا وَ
حَسِّنْ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ اَعْمَالَنَا ، یَا مُنْقِذَ الْغَرْقٰی ، یَا مُنْجِیَ
الْھَلْکٰی ، یَا شَاھِدَ کُلِّ نَجْوٰی ، یَا مُنْتَھٰی کُلِّ شَکْوٰی ، یَا قَدِیْمَ
الْاِحْسَانِ یَا دَآئِمَ الْمَعْرُوْفِ یَا مَنْ لَّا غِنٰی بِشَیْءٍ عَنْہُ وَلَا بُدَّ
لِکُلِّ شَیْءٍ مِّنْہُ یَا مَنْ رِزْقُ کُلِّ شَیْءٍ عَلَیْہِ وَمَصِیْرُ کُلِّ شَیْءٍ
اِلَیْہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَائِذٌ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَیْتَنَا وَمِنْ شَرِّ مَا
مَنَعْتَنَا اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ غَیْرَ خَزَایَا
وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ ، رَبِّ اَتْمِمْ بِالْخَیْرِ ۔ اِنَّ

الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝

بال منڈوانے یا کٹوانے کے بعد یہ دعا پڑھیے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدٰنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَآ اَنْعَمَ بِهٖ عَلَيْنَا هٰذِهٖ نَاصِيَتِيْ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ وَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاجْعَلْ لِيْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِلْمُحَلِّقِيْنَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اٰمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْ نَفْسِيْ وَوَلَدِيْ وَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَ تَقَبَّلْ مِنِّيْ عَمَلِيْ

میدان عرفات میں جبل رحمت کے قریب یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ نَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَاِلَيْكَ مَاٰبِيْ وَلَكَ يَارَبِّ تُرَاثِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ ،

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

اَلْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِىْ قَلْبِىْ نُوْرًا وَّ فِىْ سَمْعِىْ نُوْرًا وَّفِىْ بَصَرِىْ نُوْرًا ط اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِىْ صَدْرِىْ وَيَسِّرْ لِىْ اَمْرِىْ اَللّٰهُمَّ يَا رَفِيْعَ الدَّرَجَاتِ وَيَا مُنَزِّلَ الْبَرَكَاتِ وَفَاطِرَ الْاَرَضِيْنَ وَالسَّمٰوٰتِ ضَجَّتْ اِلَيْكَ الْاَصْوَاتُ بِصُنُوْفِ اللُّغَاتِ نَسْأَلُكَ الْحَاجَاتِ وَحَاجَتِىْ اَلَّا تَنْسَانِىْ فِىْ دَارِ الْبَلَاءِ اِذَا نَسِيَنِىْ اَهْلُ الدُّنْيَا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِىْ وَتَرٰى مَكَانِىْ وَتَعْلَمُ سِرِّىْ وَعَلَانِيَتِىْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِىْ اَنَا الْبَآئِسُ الْفَقِيْرُ، اَلْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ اَلْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْئَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِيْنَ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَ اَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَآئِفِ الضَّرِيْرِ مَنْ خَضَعَتْ اِلَيْكَ لَكَ رَقَبَتُهٗ، وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ، وَذَلَّتْ لَكَ جَبْهَتُهٗ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِىْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَّكُنْ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَاَكْرَمَ الْمُعْطِيْنَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا
كَثِیْرًا وَّاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً
مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً تُصْلِحُ بِهَا شَاْنِیْ فِی الدَّارَیْنِ،
وَارْحَمْنِیْ رَحْمَةً وَّاسِعَةً اَسْعَدُ بِهَا فِی الدَّارَیْنِ ؕ
وَتُبْ عَلَیَّ تَوْبَةً نَّصُوْحًا لَّا اَنْكُثُهَا اَبَدًا وَّ اَلْزِمْنِیْ
سَبِیْلَ الْاِسْتِقَامَةِ لَا اَزِیْغُ عَنْهَا اَبَدًا ۔ اَللّٰهُمَّ انْقُلْنِیْ
مِنْ ذُلِّ الْمَعْصِیَةِ اِلٰی عِزِّ الطَّاعَةِ وَاكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ
عَنْ حَرَامِكَ وَاغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ، وَنَوِّرْ
قَلْبِیْ وَقَبْرِیْ وَاهْدِنِیْ ، وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ ،
وَاجْمَعْ لِیَ الْخَیْرَ كُلَّهٗ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی
وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی الْیُسْرٰی
وَجَنِّبْنِی الْعُسْرٰی ، وَارْزُقْنِیْ طَاعَتَكَ مَا اَبْقَیْتَنِیْ
اِسْتَوْدَعْتُكَ دِیْنِیْ وَاَمَانَتِیْ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِیْ وَقَوْلِیْ
وَبَدَنِیْ وَنَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَاَحْبَابِیْ وَسَآئِرَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ
جَمِیْعَ مَا اَنْعَمْتَ بِهٖ عَلَیَّ وَعَلَیْهِمْ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَةِ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ عَهْدِیْ بِهٰذَا الْمَوْقِفِ

وَارْزُقْنِيْهِ مَا بَقِيْتُ اَبَدًا، وَّاجْعَلْنِيْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مُسْتَجَابًا دُعَائِيْ، مَغْفُوْرَةً ذُنُوْبِيْ، وَاَعْطِنِيْ مِنَ الرِّضْوَانِ وَالرِّزْقِ الْوَاسِعِ الْحَلَالِ مَا تَقَرَّبِهٖ عَيْنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِيْ وَفِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ،

طواف رخصت کی دعا

اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ حَمَلْتَنِيْ عَلٰى دَآبَّتِكَ وَسَيَّرْتَنِيْ فِيْ بِلَادِكَ حَتّٰى اَدْخَلْتَنِيْ حَرَمَكَ وَاَمْنَكَ وَقَدْ رَجَوْتُ بِحُسْنِ ظَنِّيْ اَنْ تَكُوْنَ قَدْ غَفَرْتَ لِيْ ذَنْبِيْ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ يَّمِيْنِيْ وَمِنْ شِمَالِيْ وَمِنْ خَلْفِيْ وَمِنْ اَمَامِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَمِنْ تَحْتِيْ حَتّٰى تُقَدِّمَنِيْ عَلٰى اَهْلِيْ فَاِذَا اَقْدَمْتَنِيْ عَلٰى اَهْلِيْ فَاكْفِنِيْ مُؤْنَةَ خَلْقِكَ اَجْمَعِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ○

حاضری دربار رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم
وزیارت مدینہ منورہ

حرم مدینہ پر نظر پڑتے ہی یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْٓءِ الْحِسَابِ ط

مسجد نبوی میں داخلہ کے وقت دعا (پہلی مرتبہ باب السلام سے داخل ہوں)

بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا ہ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَآءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاَنْقِذْنِيْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ریاض الجنہ یا مسجد نبوی میں کسی بھی جگہ کمال ادب کے ساتھ قبلہ رو ہو کر یہ دعا پڑھیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہٖ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ شَرَّفْتَھَا وَکَرَّمْتَھَا وَمَجَّدْتَّھَا وَعَظَّمْتَھَا وَنَوَّرْتَھَا بِنُوْرِ نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہ اَللّٰھُمَّ کَمَا بَلَّغْتَنَا فِی الدُّنْیَا زِیَارَتَہٗ وَمَا اٰثَرَہُ الشَّرِیْفَۃَ فَلَا تَحْرِمْنَا یَا اَللّٰہُ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ط وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ وَتَحْتَ لِوَآئِہٖ وَاَمِتْنَا اِذَا تُمِیْتَنَا عَلٰی مَحَبَّتِہٖ وَسُنَّتِہٖ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِہِ الْمَوْرُوْدِ بِیَدِہِ الشَّرِیْفَۃِ شَرْبَۃً ھَنِیْئَۃً مَّرِیْئَۃً لَّا نَظْمَاءُ بَعْدَھَآ اَبَدًا ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

سلام بدرگاہ سرورِ کونین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ السَّیِّدُ الْکَرِیْمُ وَالرَّسُوْلُ الْعَظِیْمُ الرَّءُوْفُ الرَّحِیْمُ ہ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَقُرَّۃَ اَعْیُنِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا جَمَالَ مُلْکِ اللّٰہِ ط اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ عَرْشِ اللّٰہِ ط اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ ط اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ

الْمُذْنِبِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۘ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَرْسَلَهُ
اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ط وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ
حَقِّكَ الْعَظِيْمِ ۘ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا
رَّحِيْمًا ط اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ هَاشِمٍ ۘ يَا طٰهٰ يَا يٰسٓ يَا بَشِيْرُ يَا
سِرَاجُ يَا مُنِيْرُ يَا مُقَدَّمُ جَيْشِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ
وَهَآ اَنَا يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ جِئْتُكَ هَارِبًا مِّنْ
ذَنْبِىْ وَمِنْ عَمَلِىْ وَمُسْتَشْفِعًا وَّ مُسْتَجِيْرًا اِلَيْكَ اِلٰى رَبِّىْ
فَاشْفَعْ لِىْ يَا شَفِيْعَ الْاُمَّةِ يَا كَاشِفَ الْغُمَّةِ يَا سِرَاجَ
الظُّلْمَةِ اَجِرْنِىْ بِهٖ يَآ اَللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۘ يَا نَبِىَّ الرَّحْمَةِ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۘ اَتَيْنٰكَ زَائِرِيْنَ وَقَصَدْنَاكَ رَاغِبِيْنَ وَعَلٰى
بَابِكَ الْعَالِىْ وَاقِفِيْنَ وَبِحَقِّكَ عَارِفِيْنَ فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِيْنَ
وَلَا عَنْ بَابِ شَفَاعَتِكَ مَحْرُوْمِيْنَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط
اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى لَكَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ
وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَالْحَوْضَ الْمَوْرُوْدَ
وَالشَّفَاعَةَ الْعُظْمٰى فِىْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَيَوْمِ الْمَشْهُوْدِ ط

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِى الْقَاعِ اَعْظُمُهٗ — فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِى الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ — فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اَنْتَ الْحَبِیْبُ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِؕ اَنْتَ الشَّفِیْعُ یَاشَفِیْعَ اللّٰہِؕ اَنْتَ الْمُشَفَّعُ اَنْتَ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُکَ عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ اَشْهَدُ اَنَّکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِؕ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ وَجَلَیْتَ الظُّلْمَۃَ وَجَاھَدْتَّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ وَعَبَدْتَّ رَبَّکَ حَتّٰی اَتَاکَ الْیَقِیْنُ ۔ جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنَّا وَعَنْ وَالِدَیْنَا وَعَنِ الْاِسْلَامِ خَیْرَالْجَزَآءِ وَنَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ اَنْ تَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْعَرْضِ یَوْمَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِؕ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۔ اِشْفَعْ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلِاَوْلَادِنَا وَلِاَزْوَاجِنَا وَلِاِخْوَانِنَا وَلِاَخَوَاتِنَا وَلِمَشَآئِخِ طَرِیْقَتِنَا وَمَشَآئِخِ اَوْرَادِنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِجِیْرَانِنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا وَقَلَّدَنَا عِنْدَکَ بِدُعَاءِ الْخَیْرِ عِنْدَ الزِّیَارَۃِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسُلْطَانَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَؕ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَذُرِّیَّتِکَ فِیْ کُلِّ اٰنٍ وَّلَحْظَۃٍ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ ذَرَّۃٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ مِنْ عُبَیْدِکَ

فلاں بن فلاں (یہاں اپنے اور اپنے باپ کا نام لیں)

یَسْأَلُکَ الشَّفَاعَۃَ فَاشْفَعْ لَہٗ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ ۔

سورۂ فاتحہ ایک بار، سورۂ اخلاص تین بار پڑھئے اس کے بعد اپنی مادری زبان میں دعا کیجئے اور درود اکبر بھی پڑھئے۔

خلیفہ اوّل امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبَا بَكْرِ نِالصِّدِّيْقِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى التَّحْقِيْقِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مَنْ اَنْفَقَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِيْ حُبِّ اللّٰهِ وَحُبِّ رَسُوْلِهٖ حَتّٰى تَخَلَّلَ بِالْعَبَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَ اَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَ مَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلَ الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ وَصِهْرَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ سورہ فاتحہ و اخلاص اور دعا پڑھیے۔

خلیفہ دوم امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَاطِقًا بِالْعَدْلِ وَالصَّوَابِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَفِيَّ الْمِحْرَابِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ دِيْنِ الْاِسْلَامِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِيْنَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْفُقَرَاءِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْاَرَامِلِ وَالْاَيْتَامِ ط اَنْتَ

الَّذِیْ قَالَ فِیْ حَقِّكَ سَیِّدُ الْبَشَرِ لَوْ كَانَ نَبِیٌّ مِّنْ بَعْدِیْ لَكَانَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْكَ وَ اَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَ مَسْكَنَكَ وَ مَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ثَانِیَ الْخُلَفَآءِ وَ تَاجَ الْعُلَمَآءِ صِهْرَ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ، سورۂ فاتحہ واخلاص اور دعا پڑھے۔

درمیان میں کھڑے ہوکر ہر دو خلفاء رضی اللہ عنہما پر سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا مُعِیْنَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَسْئَلُكُمَا الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلَیْكُمَا وَبَارِكْ وَسَلِّمْ، سورۂ فاتحہ واخلاص اور دعا پڑھے۔

وحی اترنے کی جگہ اور امہات المومنین کے 13 حجروں کے قریب سلام پڑھیے

اَللّٰهُمَّ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ یَا رَجَآءَ السَّآئِلِیْنَ وَ اَمَانَ الْخَآئِفِیْنَ وَحِرْزَ الْمُتَوَكِّلِیْنَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا دَیَّانُ یَا سُلْطَانُ یَا سُبْحَانُ یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ ط اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ط وَ اَزْوَاجِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ ذُرِّیَّاتِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ط وَّسَیِّدِنَا اَبِیْ بَكْرِ نِ الصِّدِّیْقِ ط وَ سَیِّدِنَا عُمَرَ

الْفَارُوْقِ ؕ وَسَيِّدِنَا عُثْمَانَ ذِى النُّوْرَيْنِ ؕ وَسَيِّدِنَا عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى وَاَنْتَ يَا اَللّٰهُ الرَّبُّ الْاَعْلٰى فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَبِجَاهِ سَيِّدِنَا الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَاَنْتَ الْمُحْسِنُ اِلَيْنَا وَبِجَاهِ سَيِّدِنَا اِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ؕ وَاَنْتَ يَا اَللّٰهُ يَا سَامِعَ الدُّعَاءِ اِسْمَعْ دُعَاءَ نَا وَتَقَبَّلْ زِيَارَتَنَا وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُيُوْبَنَا وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا وَارْحَمْ اَمْوَاتَنَا وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَاجْعَلْنَا يَا اَللّٰهُ عِنْدَكَ مِنَ الْعَائِذِيْنَ الْفَائِزِيْنَ الشَّاكِرِيْنَ الْمَجْبُوْرِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؕ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ؕ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ سورہ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

جنت البقیع کی طرف منہ کر کے یہ سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْبَقِيْعِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ الرَّفِيْعِ ؕ اَنْتُمُ السَّابِقُوْنَ نَحْنُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ؕ اَبْشِرُوْا بِاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ ؕ اَنَسَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَشَرَّفَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْلِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ سورہ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

باب جبریل پر کھڑے ہو کر ملائکۃ المقربین پر سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا جِبْرَائِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا مِیْکَائِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِسْرَافِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا عِزْرَائِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مَلٰئِکَۃَ الْمُقَرَّبِیْنَ مِنْ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِیْنَ کَآفَّۃً عَآمَّۃً ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔ سورۃ فاتحہ، اخلاص اور دعا پڑھے۔

باب النساء پر کھڑے ہو کر جبل احد کی طرف منہ کر کے شہدائے احد پر سلام پڑھیے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا حَمْزَۃَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ حَبِیْبِ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ نَبِیِّ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ الْمُصْطَفٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الشُّھَدَآءِ وَیَا اَسَدَ اللّٰہِ وَیَا اَسَدَ رَسُوْلِہٖ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَآءِ یَا سُعَدَآءِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَآءَ اُحُدٍ کَآفَّۃً عَآمَّۃً وَّرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔ سورۃ فاتحہ، اخلاص اور دعا پڑھے۔

روضۂ مبارک کے سرہانے کی طرف سیدتنا فاطمۃ الزہراء بنت رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا سَیِّدَتَنَا فَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ الْمُصْطَفٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا خَامِسَةَ اَهْلِ الْكِسَاءِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰى كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ فِى الْجَنَّةِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ السَّيِّدَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ الْكَوْكَبَيْنِ الْقَمَرَيْنِ النَّيِّرَيْنِ الشَّابَّيْنِ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِى الْجَنَّةِ اَبِىْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَاَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَعَنْكِ وَاَرْضَاكِ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَمَسْكَنَكِ وَمَحَلَّكِ وَمَاْوٰكِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَعَلٰى اَبِيْكِ الْمُصْطَفٰى وَبَعْلِكِ عَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰى وَابْنَيْكِ الْحَسَنَيْنِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سورۂ فاتحہ، اخلاص اور دعا پڑھے۔

نبی کریم ﷺ کے سرہانے کی طرف کی دعا

اب یہاں سے قبلہ کی طرف سرک کر ریاض الجنۃ میں کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھیں۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَآ

اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔ اٰمِیْنَ۔ سورہ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

جنت البقیع کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّکُمْ سَلَفُنَا وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ○ سورہ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

امہات المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہن کے مزارات پر یہ سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا اَزْوَاجَ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا اَزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا اَزْوَاجَ حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا اَزْوَاجَ الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُنَّ وَاَرْضَاکُنَّ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُنَّ وَمَسْکَنَکُنَّ وَمَاْوٰکُنَّ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ سورہ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مزار پر یہ سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ حَبِیْبِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکِ وَاَرْضَاکِ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکِ وَمَسْکَنَکِ وَمَحَلَّکِ وَمَاْوٰکِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ سورہ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

بنات رسول ﷺ کے مزارات پر یہ سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتَ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتَ حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتَ

الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُنَّ وَاَرْضَاکُنَّ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُنَّ وَمَسْکَنَکُنَّ مَحَلَّکُنَّ وَمَاْوٰکُنَّ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ سورہ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار پر یہ سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنِ اسْتَحْیَتْ مَلٰئِکَۃُ الرَّحْمٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ زَیَّنَ الْقُرْاٰنَ بِتِلَاوَتِہٖ وَنَوَّرَ الْمِحْرَابَ بِاِمَامَتِہٖ وَسِرَاجَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْجَنَّۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَاْوٰکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ سورہ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

جنت البقیع میں تمام زیارتوں سے فارغ ہو کر آخر میں یہ دعا پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا مِنْھُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَاَوْلِیَآئِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۝ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْمُسْتَدْرِجِیْنَ وَلَا بِثَنَاءِ النَّاسِ مَغْرُوْرِیْنَ وَلَا یَاْکُلُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ ۝

سورہ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

جبلِ اُحد پر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اَمِیْرَ حَمْزَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ حَبِیْبِ اللّٰہِ سورہ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

شہدائے اُحد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات پر یہ مجموعی سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَآءَ اُحُدٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَافَّةً عَامَّةً وَّ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ـ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا سُعَدَآءُ يَا شُهَدَآءُ يَا نُجَبَاءُ يَا نُقَبَاءُ يَا اَهْلَ الصِّدْقِ وَ الْوَفَآءِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَآءَ اُحُدٍ وَّ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ـ

سلام بحالت مجموعی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا سُعَدَآءُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُمْ وَ اَرْضَاكُمْ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَ جَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَ مَسْكَنَكُمْ وَ مَحَلَّكُمْ وَ مَاْوٰكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ـ

جبلِ اُحد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہونے کی جگہ دُعا پڑھیے

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ قُبَّةُ الثَّنَايَا وَ مُصَلّٰى نَبِيِّنَا وَ شَفِيْعِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ـ اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَآثِرَهٗ الشَّرِيْفَةَ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اَللّٰهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، سورۂ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

مدینہ منورہ سے بوقت رخصتی حضور ﷺ پر الوداعی سلام پڑھیے

اَلْوَدَاعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط اَلْوَدَاعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط اَلْوَدَاعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط
اَلْفِرَاقُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط اَلْفِرَاقُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط اَلْفِرَاقُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط
اَلْفِرَاقُ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ط یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ط اَلْاَمَانُ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ط لَا جَعَلَہُ
اللّٰہُ تَعَالٰی اٰخِرَ الْعَہْدِ اِلَّا مِنْکَ وَلَا مِنْ زِیَارَتِکَ وَلَا مِنَ الْوُقُوْفِ
بَیْنَ یَدَیْکَ اِلَّا مِنْ خَیْرٍ وَّعَافِیَۃٍ وَّصِحَّۃٍ وَّسَلَامَۃٍ اِنْ عِشْتُ
اِنْشَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی جِئْتُکَ وَاِنْ مِّتُّ فَاَوْدَعْتُ عِنْدَکَ شَہَادَتِیْ
وَاَمَانَتِیْ وَعَہْدِیْ وَمِیْثَاقِیْ مِنْ یَّوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ
وَھِیَ شَہَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ
اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۰ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ
عَمَّا یَصِفُوْنَ ط وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط
اٰمِیْنَ، اٰمِیْنَ. اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ط بِحَقِّ طٰہٰ وَیٰسٓ ،

سلام وداع کے بعد

جب ارادہ وطن کی واپسی کا ہو تو مسجد نبوی میں دو رکعت نماز پڑھے، پھر دین و دنیا کی حاجات کیلئے اور حج و زیارت کے قبول ہونے کی اور خیریت کے ساتھ گھر پہنچنے کی دعا مانگے اور یوں عرض کرے۔ "اے اللہ! تو اپنے نبی ﷺ کی اس زیارت کو آخری زیارت نہ کرنا بلکہ میرے لئے دوبارہ آنا اور ٹھہرنا سہل اور آسان فرما، ان کی

حضوری اور میرے لئے سلامتی اور عافیت دین و دنیا کی مقدر فرما اور میں اپنے گھر عافیت اور سلامتی کے ساتھ جاؤں۔ یا ارحم الراحمین!

اجر و ثواب مقدر فرما دے میرے لئے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

اور اس وقت جس قدر رنج و غم کا اظہار ہو سکے کرے اور آنسو نکالنے کی کوشش کرے۔ اس وقت آنسوؤں کا نکلنا اور قلب کے اوپر رنج کا غلبہ ہونا قبولیت کی علامت ہے۔ پھر روتا ہوا اور مفارقت دربار رسالت پر حسرت و افسوس کرتا ہوا چلے اور جو میسّر ہو فقراءِ مدینہ پر صدقہ کرے اور جب اپنی بستی کے قریب آ جائے تو یہ دعا پڑھے۔

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔

اب: شہر میں داخل ہو کر پہلے مسجد میں جائے اور دو چار رکعت نفل پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور جب گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے۔

تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا ۝

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے سلامتی اور عافیت کے ساتھ سفر کو پورا فرمایا اور اس سعادت کبریٰ اور نعمتِ عظمیٰ سے مشرف فرمایا،

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

تمّت بالخیر

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 داتا گنج بخش روڈ، لاہور E-mail: nooriarizvia@hotmail.com 042-37313885, 37070663